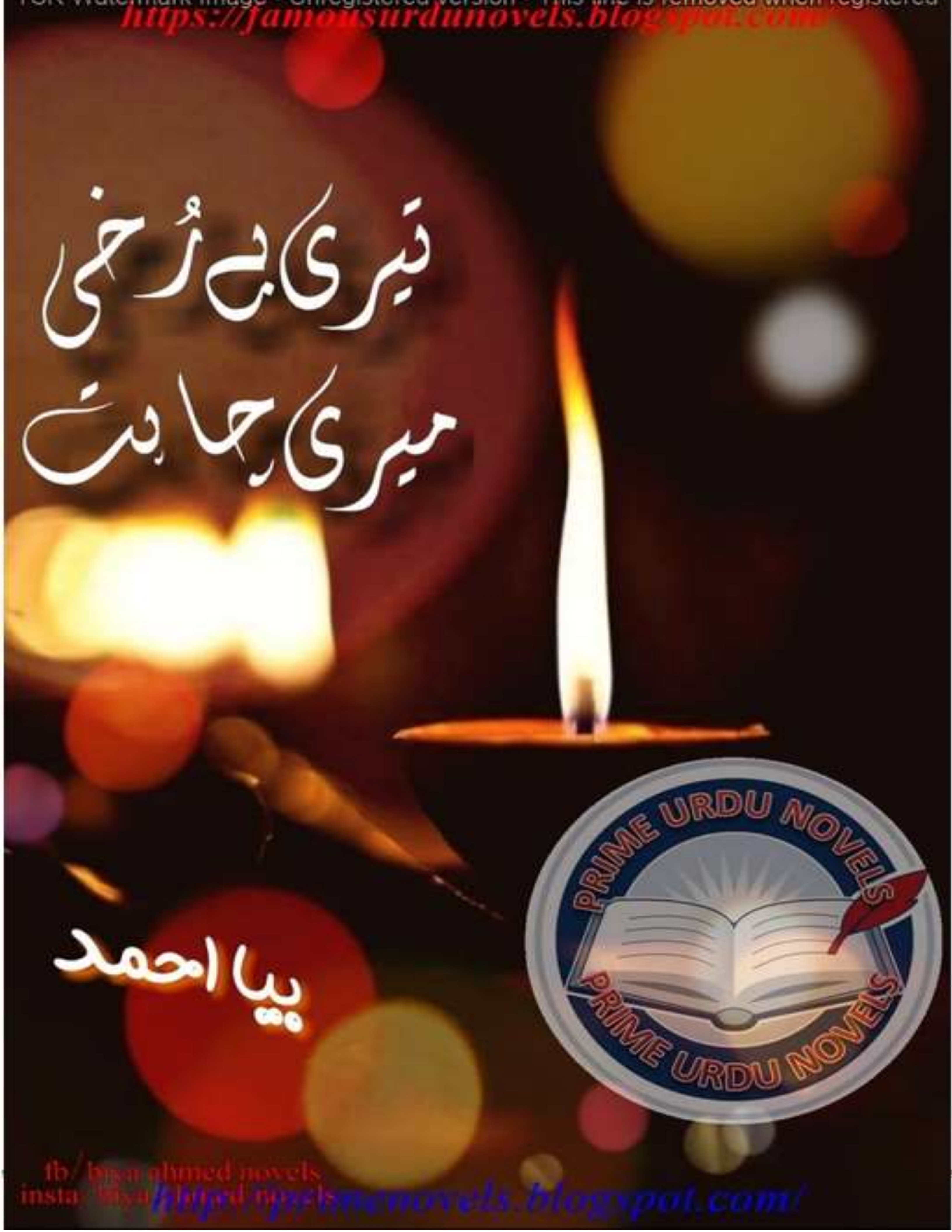

https://famousurdunovels.blogspot.com

تیری بے رخی میری چاہت

از قلم بیا احمد

مکمل ناول

"بھائی۔بھائی۔۔ سُنیں!"۔۔ایمن اُسے دیکھ کر اُسے آوازیں دیتی اُس کے پیچھے بھاگی تھی۔۔

"ایمن، تمہیں کب تمیز آئے گی۔۔؟؟"۔۔وہ ایک دم رُکا تھا پھر پلٹ کرنا گواری سے اُس سے پوچھ رہا تھا۔۔کچھ قدم دور بیٹھی وہ سانس روکے اُسے دیکھے گئی۔۔آس پاس سب کچھ ہوا میں تحلیل ہوا تھا جیسے۔۔وہ کبھی اُس کے پیشانی پر پڑے بلوں کو دیکھتی، کبھی اُس کے ملتے ہونٹوں کو۔۔

"بھائی میری کلاس نہیں ہوئی۔۔ڈرائیور کو آنے میں ہاف آور لگے گا، مجھے چھوڑ دیں ناں پلیز بھائی"۔۔وہ منت سے بولی تھی۔۔

"سوری مجھے کہیں پہنچنا ہے۔۔تم ارشد کو فون کرو وہ آجائے گا"۔۔وہ اپنے مخصوص خُشک لہجے میں بولا جو

کبھی کبھی مغرور معلوم ہوتا تھا۔۔وہ ایک ہاتھ گال پر رکھے اُسے دیکھنے میں مصروف تھی۔۔

"بھائی تب تک میں کیا کروں گی۔۔؟؟"۔۔وہ صدمے سے چیخی تھی۔۔

"جب تک تم لائبریری میں بیٹھ جاؤ"۔۔وہ آرام سے کہتا ایک دم پلٹا تھا۔۔

"اکلوتی بہن ہوں آپ کی، پر آپ کو مجھ سے زیادہ اپنی جاب عزیز ہے"۔۔وہ اب سچ میں آنکھوں میں آنسو بھر لائی تھی۔۔

"ایمی۔۔۔بہت تنگ کرتی ہو تم مجھے۔۔میں رُکوں گا نہیں۔۔کم فاسٹ"۔۔وہ گھڑی پر ایک نگاہ ڈال کر آنکھوں پر سن گلاسس لگاتا پلٹا تھا۔۔

"چلو ناں تم کیا یہاں بیٹھی ہوئی ہو، وہ ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں گے"۔۔ایمن نے اُس کے بازو کو جھنجھوڑا تھا، وہ جو اب تک اُس کے سحر میں کھوئی ہوئی تھی ایک دم ہوش آئی تھی۔۔اپنا بیگ اُٹھاتی وہ اُس کے پیچھے لپکی تھی۔۔

وہ گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھی ہی تھی جب نظریں بلاارادہ فرنٹ ویو مرر سے اُس کی ناگوار نظروں سے ٹکرائی تھیں، داؤد یوسف نے سرعت سے نظریں پھیریں تھیں۔۔عبیر عادل کے دِل نے ہمیشہ کی طرح اُسے ذلیل کروایا تھا۔۔

"بھائی پہلے عبیر کو اُتاریں گے"۔۔ایمن بھائی کے موڈ کی پرواہ کیے بغیر سی ڈیز چیک کرتی بولی تھی۔۔

عبیر کا دِل کیا اُس کے بولنے سے پہلے ہی گاڑی سے کود جائے۔۔

"ایمن تمہیں کیا لگتا ہے میں اپنی جاب چھوڑ کر ایسے لوگوں کو بٹھا بٹھا کر ڈراپ کرتا پھروں گا۔۔؟؟"۔۔وہ ایک نظر اپنی سائیڈ کی کھڑکی سے دیکھتا نخوت سے بولا تھا۔۔

اُس کا چہرہ خفت سے سُرخ ہوا تھا۔۔اُس کے لہجے سے خائف ہوتی ایمن چُپ ہوئی تھی۔۔اُس نے گاڑی اپنے گھر کے گیٹ کے سامنے روکی تھی۔۔

"آئندہ اپنی یہ خدمتِ خلق ارشد کے ساتھ پوری کرنا۔۔جلدی اُترو اب، میں لیٹ ہو رہا ہوں"۔۔وہ شدید ناگواری سے بولا تھا اُس کی بات مُکمل ہونے سے پہلے ہی وہ گاڑی کا دروازہ کھول چکی تھی۔۔

"بھائی یو نو واٹ۔۔؟؟ ایٹ ٹائمز یو گیٹ ٹو رُوڈ"

(آپ کو پتا ہے بھائی کیا۔۔؟؟ آپ کبھی کبھی بہت اُکھڑے اُکھڑے ہو جاتے ہیں)

ایمن روہانسے انداز میں کہتی گاڑی سے اُتری تھی۔۔وہ پرواہ کیے بغیر گاڑی آگے بڑھا گیا تھا۔۔

"آئی ایم رئیلی ویری سوری عَبی، آئی ڈانٹ نو بھائی کو کیا ہو جاتا ہے کبھی کبھی"۔۔وہ شرمندگی سے کہتی روڈ پر ہی اُسے اپنے بازو کے حصار میں لے گئی تھی۔۔

"اِٹس او کے ایمی"۔۔وہ خود پر قابو پاتی بمُشکل مُسکراتی ہوئی اُس کا گال تھپتھپا گئی تھی۔۔

"جب اپنا دِل ہی ذلیل کروانے پر تُلا ہو تو کسی سے کیا شکایت"۔۔اُس نے آنسوؤں کا نمکین گولہ اپنے حلق میں اُتارا تھا۔۔

....

یوسف اعظم اور عادِل اعظم دو بھائی اور ایک بہن ثُریا اعظم تھیں۔۔

یوسف اعظم کی بیوی نعیمہ یوسف اچھے مزاج کی عورت تھیں۔۔

عادِل اعظم کی قسمت میں اُن کی سادہ سے مزاج کی تایازاد اسماء تھیں۔۔

ثریا کی شادی اپنے ہی خاندان میں حسن فیصل سے ہوئی تھی۔۔

یوسُف اعظم کے دو بچّے تھے۔۔اُنتیس سالہ داوٗد یوسُف جو کہ سی ایس ایس کے بعد ایس پی کے عُہدے پر فائز ہو تھا۔۔

اُس کے بعد اُس سے سات سال چھوٹی ایمن یوسُف جو یونیورسٹی سے انگلش میں ماسٹرز کر رہی تھی۔۔

عادِل یوسُف کے تین بچّے تھے

تیس سالہ زید عادِل جِس کی شادی اپنی ماموں زاد لائبہ سے ہونے والی تھی۔۔

اُس سے دو سال چھوٹی تانیہ عادِل بھی تین سال پہلے اپنے پھپھو کے بیٹے رضا حسن سے بیاہی جا چُکی تھی۔۔

اور سب سے چھوٹی عبیر عادِل جو ایمن کے ساتھ انگلش میں ماسٹرز کر رہی تھی۔۔

ثریا حسن کا ایک ہی بیٹا تھا رضا حسن جو چونتیس سال کا تھا اور ایک اچھے ادارے میں نوکری کرتا تھا جو کہ تانیہ کا شوہر تھا۔۔

عبیر عادِل کے دِل نے کم عُمری میں ہی اُس پر ستم ڈھایا تھا کہ وہ مغرور سے داوٗد یوسُف کو دل میں بسا بیٹھا تھا۔۔

جِس کا چھ فٹ قد، فولادی جِسم، آنکھوں میں ہم وقت چھائی غرور کی چمک سب کچھ شاید اُس کے پیشے سے مُنسلک ہونے کے ہی باعث تھا۔۔

اور داوٗد یوسُف جو بہت سال پہلے ہی اُس کی آنکھوں میں اپنے لیے پسندیدگی محسوس کر چُکا تھا اب اُسے عبیر کے وجود سے عجیب سی چِڑ ہونے لگی تھی۔۔ حلانکہ عبیر عادِل کا وجود نظر انداز کرنے والا تو ہر گز نہیں تھا۔۔ سُنہری رنگت جِس میں گُلابیاں گھلی ہوئی تھیں۔۔وہ نرم و نازک سی گڑیا لگتی تھی۔۔

آج بھی وہ یونیورسٹی اپنے دوست سے ملنے آیا تھا جو یہاں پروفیسر تھا۔۔ داؤد اکثر بیشتر اشعر سے ملنے آجاتا تھا۔۔

....

"یار ایمی میں بہت بور ہوتی ہوں اکیلے، آپی بھی لاہور اپنے سسرال چلی گئی ہیں، بھائی سے میں کیا باتیں کر سکتی ہوں، پتا نہیں کب بھائی کے شادی کے دن شروع ہوں گے"۔۔ وہ بیزار شکل بنائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔

"سچ بتاؤں میرا بھی وہی حال ہے۔۔ بھائی اپنے کیس کے سلسلے میں سکھر گئے ہوئے ہیں اور گھر پر مما پاپا اور میں۔۔"۔۔ ایمن اُس سے زیادہ بُرا مُنہ بنائے بولی تھی

"واہ۔۔ مجھے پہلے یہ خیال کیوں نہیں آیا تھا"۔۔ عبیر ایک دم چہکی تھی۔۔

"مجھے بھی۔۔ قسم سے، ایسا ہو جائے ناں تو مزہ آجائے۔۔ اُففف"۔۔ ایمن تصور ہی تصور میں کہیں اور پہنچی ہوئی تھی۔۔

"ہاں تو پھر کر لو عمل اپنی سوچ پر۔۔ سوچ کیا رہی ہو"۔۔ عبیر نے اُس کے گلے میں اپنا بازو ڈال کر مُسکراتی آواز میں کہا۔۔

"مطلب تم راضی ہو۔۔؟"۔۔ ایمن نے آنکھیں گُھما کر اُسے دیکھا تھا

"ہاں تو مجھے کیا اعتراض۔۔ انفیکٹ ہم دونوں کی ہی تنہائی دور ہو جائے گی"۔۔ عبیر کے کہنے کی دیر تھی ایمن اچھلی تھی۔۔

"لیکن تم میرے دِل کی بات میرے بولے بغیر نہ صرف جان گئی بلکہ مان بھی گئی، اللہ عبی تم کتنی اچھی

ہو۔۔میں آج ہی مماپاپا سے بات کروں گی واؤ۔۔پھر بھائی سے وہ خود ہی بات کریں گے"۔۔وہ زور سے اُس کا گال چومتی بولی

"ایک منٹ یہ ہماری بات میں تمہارے سڑو بھائی کہاں سے آ گئے۔۔؟؟"۔۔وہ اب اُس کی گردن سے اپنا بازو نکالتی اُسے گھور رہی تھی۔۔

"ابھی تو تم نے کہا تم راضی ہو۔۔؟؟"۔۔ایمن نے بھی اُسے گھورا تھا۔۔

"ہاں تو اِس میں ناراضگی کی کیا بات"۔۔عبیر نے آنکھوں میں اُلجھن بھرتے کہا۔۔

"لڑکی راضی ہے تو لڑکے سے بھی تو پوچھنا پڑے گا ناں آخر نکاح تو دونوں کی رضامندی سے ہو گا ناں"۔۔وہ شرارت سے بولی تھی۔

"نکاح۔۔؟؟؟ کِس کا نکاح۔۔؟؟"۔۔وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھتی چلائی تھی۔۔۔

"تمہارا اور بھائی کا نکاح۔۔"۔۔کہہ کر ایمن نے اپنا بیگ اُٹھایا تھا۔۔عبیر کا دِل جیسے حلق میں آیا تھا۔۔آنکھوں کے سامنے اُس کا مغرور چہرہ آیا تھا

"کیا۔۔؟؟"۔۔وہ اپنا بیگ اُٹھائے اُس کے پیچھے لپکی تھی۔۔

"رہنے دو عبیر عادِل۔۔میں کیا تمہارے دِل کا حال نہیں جانتی۔۔"۔۔وہ زور سے بولی تھی۔۔عبیر کا چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔اُس کے قدموں نے چلنے سے انکار کیا تھا۔۔اُس کے دِل کا حال ایمن جان گئی تھی۔۔

دِل تو ہے دِل کا اعتبار کیا کیجیۓ

آ گیا جو کِسی پہ پیار کیا کیجیۓ

ایمن گُنگنائی تھی۔۔وہ جُھکی آنکھوں سے مُسکرائی تھی۔۔

"عبیر اگر بھائی تمہیں ایسے اپنے نام پر شرماتا دیکھ لیں ناں تو قسم سے پاگل ہو جائیں گے"۔۔ ایمن نے اُسے بازو کے حصار میں لیا تھا۔۔

"تمہارے بھائی کے دِل کی جگہ پتھر فٹ ہے ایمی"۔۔ اُس کی آواز بھیگی تھی پر ہونٹ مُسکرا رہے تھے۔۔

"مانتی ہوں تھوڑے سے رِجڈ (سخت) ہیں۔۔ پر تم جیسی لڑکی پا کر سخت سے سخت بندہ بھی پگھل جائے، داؤد یوسُف کیا چیز ہے"۔۔ وہ اُس کی ٹھوڑی تھام کر بولی۔۔ عبیر کا دِل دھڑکا تھا وہ اُس کے شانے میں چہرہ چُھپا گئی تھی۔۔

اُس سمے عبیر عادِل کے چہرے پر اتنے خوبصورت رنگ تھے کہ ایمن یوسُف کو اپنے بھائی کی قسمت پر رشک آیا تھا۔۔

....

اُس وقت عبیر اُس کو اپنے گھر رُکنے کی بات کر رہی تھی۔۔ لیکن ہواؤں کے ایمن زبردستی اُس کو وہیں سے اپنے گھر لے گئی تھی۔۔ لیکن وہ زندگی میں پہلی بار داؤد یوسُف کے گھر جا کر رُکنے میں ہچکچا رہی تھی۔

"تم جِس کی وجہ سے نہیں آ رہی ہو ناں وہ کراچی میں ہیں ہی نہیں"۔۔ اب وہ اُس کے گھر پر تھی۔۔

نجانے کیوں عبیر عادِل کو جیسے آج ہر چیز نئی نئی لگ رہی تھی۔۔

"میری بیٹی آئی ہے"۔۔ نعیمہ نے اُسے دیکھ کر اپنی بانہیں پھیلائی تھیں۔۔ وہ ہنستی ہوئی اُن میں سمائی تھی لیکن دِل نے پھر سے شور مچایا تھا۔۔

"اُففف سنبھالو خود کو عبیر۔۔ یہ تمہاری بڑی ماہیں۔۔ اور یہ تمہارے بڑے پا کا گھر ہے۔۔ سب کچھ وہی ہے"۔۔ اُس نے اپنے دِل کو ڈپٹا تھا۔۔

....

رات کے سوا بارہ بج رہے تھے۔۔۔ وہ ایمن کے ٹراؤزر ٹی شرٹ میں آرام دہ حلیے میں فلم دیکھ رہی تھی۔۔ ایمن واش روم میں تھی۔۔ جب ایمن کا فون وائیبریٹ ہوا تھا اُس نے اُٹھ کر دیکھا اسکرین پر چمکتی تصویر کو دیکھ کر اُس کا دِل دھڑکا تھا۔۔ بلیک شرٹ میں ملبوس وہ ایمن کو بازو کے حلقے میں لیے مُسکرا رہا تھا

ایمن نے کالر آئی ڈی میں اُس کی تصویر لگائی تھی۔۔ وہ زیادہ دیر اُن مُسکراتی آنکھوں میں نہیں دیکھ پائی تھی۔۔ فون بجتے بجتے خاموش ہوا تھا۔۔ اُس کا دھیان اب فلم سے ہٹ چکا تھا۔۔ وہ آنکھوں پر بازو رکھے لیٹ گئی تھی۔۔ کمرے کی لائیٹ آف تھی صرف ٹی وی کی روشنی تھی۔۔

آنکھوں پر بازو رکھے وہ اُسی دُشمنِ جاں کو سوچ رہی تھی۔۔ اُس کی بے اعتنائی نے اُسے رُلا دیا تھا۔۔

....

"شاید سو گئی ہے۔۔ اُس کے روم میں دیکھتا ہوں"۔۔ اُسے کافی کی شدید طلب ہوئی تھی۔۔ وہ ابھی سکھر سے بائے روڈ کراچی اپنے گھر آیا تھا۔۔ پہلے کیس کی وجہ سے اندرونی سندھ میں نجانے کہاں کہاں خوار ہونا پڑ رہا تھا اور اب اتنے لمبے سفر کے باعث تھکن سے جوڑ جوڑ دُکھ رہا تھا۔۔ نہا کر وہ کب سے اُسے فون کر رہا تھا پر وہ اُٹھا ہی نہیں رہی تھی۔۔ گیلے بالوں کو ویسے ہی ماتھے پر چھوڑ کر اُس نے شرٹ چڑھائی تھی پھر بیچ کے صرف دو تین بٹن بند کرتا وہ ایمن کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔

ٹی وی پر فلم لگی ہوئی تھی اور وہ سامنے آنکھوں پر بازو رکھے لیٹی تھی۔۔ وہ دائیں بائیں سر ہلاتا آگے بڑھا

تھا۔۔

"ایمی۔۔ایمی"۔۔ذراسا جُھک کر اُس نے پکارنے کے ساتھ ہی اُس کی آنکھوں سے بازو ہٹایا تھا۔۔

اُس نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھیں کِسی کو خود پر جھکا دیکھ کر اُس نے چیخنے کے لیے مُنہ کھولا تھا جب وہ بے دردی سے اُس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتا اُس کی چیخ کا گلا گھونٹ گیا تھا۔۔

"میں ہوں داؤد ایڈیٹ لڑکی"۔۔وہ غصّے سے بولتا اپنا چہرہ مزید اُس کے چہرے کے قریب لایا تھا۔۔وہ گہری گہری سانس لیتی پوری آنکھیں کھولے اُس کی آنکھوں میں دیکھے جارہی تھی۔۔داؤد کے پاس سے آتی مسحور کن مہک نے اُس کے حواسوں کو جکڑا تھا۔۔

کمرے کے اندھیرے میں ٹی وی کی مدھم روشنی ماحول کو فسوں خیز بنا رہی تھی۔۔اُن حیران دہشت شدہ بھیگی آنکھوں میں دیکھتا داؤد سب کچھ بھولا تھا۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے اُن آنکھوں میں اُسے اپنا عکس واضح ہوتا نظر آیا تھا۔۔

اچانک اُس کے بالوں سے ٹپکتا پانی عبیر کے چہرے پر گِرا وہ جیسے ہوش میں آئی تھی اُس نے نظریں جُھکائی تو نگاہیں داؤد کے کُشادہ سینے سے ٹکرائی تھیں۔۔اُس کا دِل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو امادہ ہوا تھا اِس سمے جیسے۔۔بے اختیار اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنے ہونٹوں پر رکھے اُس کے ہاتھ کو ہٹانا چاہا تھا۔۔

داؤد سرعت سے ہاتھ ہٹاتا سیدھا ہوا تھا۔۔وہ ایک دم اُٹھ بیٹھی تھی داؤد کی نظریں اُس کے سُرخ چہرے سے ہوتی اُس کے حلیے پر گئی تھیں۔۔۔بے بی پنک ٹی شرٹ وائیٹ ٹراؤزر۔۔

"میں سمجھا ایمن ہے"۔۔وہ اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتا جیسے خود پر قابو پاتا بولا۔۔داؤد کی نظریں اُس کے سُرخ چہرے سے ہٹنے سے انکاری ہوئی تھیں۔۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

خود پر اُس کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے وہ غیر محسوس طریقے سے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں کندھے پر رکھتی اپنا رُخ بائیں طرف موڑ گئی تھی۔۔

"وہ واشروم میں ہے"۔۔ عبیر کے حلق سے بمُشکل آواز نکلی تھی۔۔ وہ کبھی اُس کے سامنے اِس حلیے میں نہیں آئی تھی۔۔

اُسے خود میں سمٹتے دیکھ کر نجانے کیوں داؤد کے ہونٹوں کو مُسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔

"ایمی آئے تو اُسے بولنا کافی بنا کر میرے روم میں لے آئے"۔۔ وہ اُس پر سے نظریں ہٹاتا کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔ عبیر نے سینے پر ہاتھ رکھے اپنا سانس بحال کیا تھا۔۔

"جو ایمن سوچ رہی ہے۔۔ اگر وہ ہو گیا تو۔۔ میں تو جان سے جاؤں گی"۔۔ اِس بندے کی دو منٹ کی قُربت اُسے بدحواس کر گئی تھی۔۔ اپنی ہی سوچ پر اُسے اپنے پیٹ میں کچھ ہوتا محسوس ہوا تھا وہ ایک دم بیٹھے سے اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

"اُففف"۔۔ کِسی پل چین نہیں آ رہا تھا اُسے۔۔ تبھی ایمن واشروم سے نکلی تھی۔۔

"تمہارا فون بج رہا تھا"۔۔ کہہ کر وہ واشروم میں بند ہوئی تھی اب خود پر ٹھنڈے پانی کے چھپاکے مار رہی تھی۔۔

وہ دوسرے ہی دن ایمن کے رُوکنے کے باوجود یونورسٹی سے ہی اپنے گھر چلی گئی تھی۔۔

....

آج زید کی مہندی تھی، ایمن رات سے اُس کے یہاں ٹھہری ہوئی تھی۔۔

"عبیر پلیز پلیز یار اُس گانے پر ڈانس کر کے دکھاؤ ناں پلیز"۔۔ اُس کی کزن اُس کے سر ہوئی تھی۔۔

"نہیں یار میرا موڈ نہیں ہے"۔۔وہ ٹالنے کو بولی تھی۔۔وہ ڈانس بہت اچھا کرتی تھی۔۔اب تو ایمن بھی اُس کے پیچھے پڑی تھی۔۔

"عبی کم آن یار، یہاں کوئی مرد نہیں آئے گا سب باہر ہیں۔۔اور لڑکی والوں کے آنے میں بھی ٹائم ہے"۔۔ایمن نے اُس کی منت کی تھی۔۔اُس نے حامی بھری تھی۔۔

"دیکھو پلیز سب اپنے موبائلز یہاں رکھو کوئی ریکارڈ نہیں کرے گا"۔۔وہ اپنا ڈوپٹہ ایک کندھے پر ڈال کر باندھتے تحکمانہ انداز میں بولی تھی۔۔

"اوکے۔۔اِدھر لاؤ سب اپنے موبائلز"۔۔ایمن نے باری باری سب سے موبائل لیے تھے۔۔سب گول دائرہ بنا کر بیٹھ گئی تھیں۔۔

ایمن نے گانا لگایا تھا۔۔

وے تو لانگ، وے میں لاچی

تیرے پیچھے آ گواچی

تیرے عشقے نے ماری

کُڑی کچ دی کنواری

کِسی نے داؤد کو زید کے کمرے سے ہار لانے بھیجا تھا۔۔لاؤنج میں قدم رکھتے ہی وہ ٹھٹکا تھا۔۔

گرین لہنگا، اُس پر یلو شرٹ، دھنک رنگ ڈوپٹہ پھولوں کا زیور پہنے وہ سرسوں کا پھول لگ رہی تھی۔۔ہونٹوں پر شریر سی مُسکراہٹ داؤد کے دِل کی دھڑکن ایک لمحے کو رُکی تھی۔۔وہ کِس کام سے آیا تھا سب بھولا تھا جیسے۔۔

صندلی صندلی نیناں وِچ تیرا نام وے مُنڈیاں

وہ اِک اداسے آنکھوں پر ہاتھ رکھتی پھر ہٹاتی ہونٹ ہِلا رہی تھی۔۔اِس سمے عبیر کی آنکھوں میں اُس کا چہرہ آسمایا تو خود بخود ہی اُس کی چال میں عجیب سی مستی بھر گئی تھی۔۔

صندلی صندلی نیناں وِچ تیرا نام وے مُنڈیاں

اچانک ہی اُس نے دِل کو سنبھالا تھا ایک سپاٹ نظر اُس کے سُندر مُکھڑے پر ڈالتا وہ زید کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

گانے کی آواز باہر تک آرہی تھی۔۔اوباش فطرت فہد سب سے نظر بچائے لاؤنج میں آیا تھا پھر موبائل کو ویڈیو کے موڈ پر ڈالا تھا۔۔

زید کے کمرے سے آتے داؤد نے ایک نظر پھر سے عبیر عادل پر ڈالی تھی جو ہونٹوں پر اب کے ناز بھری مُسکان سجائے بڑی مہارت سے گانے کے بول پر جُھوم رہی تھی۔۔

اُس سے بمُشکل نگاہیں ہٹاتا وہ آگے بڑھنے کو تھا جب نظر سامنے زید کے ماموں زاد فہد پر پڑی تھیں جو موبائل تھامے عبیر کو فوکس کیے بڑی توجہ سے اُسے دیکھنے میں مگن تھا داؤد کی گردن کی رگیں تنیں تھیں۔۔

اُس نے ایک دم اُس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر دوسرے ہاتھ سے اُس کا موبائل لیا تھا۔۔

"اب اگر زندگی میں دوبارہ ایسا کرنے کی کوشش کی تو تُمہارے گھر والے تم سے اگلی مُلاقات حوالات میں کریں گے۔۔لیکن تمہاری شکل پہچاننے سے قاصر ہوں گے۔۔سمجھے۔۔؟"۔۔وہ اُس کی پوری گیلری اُڑا کر موبائل اُس کے کُرتے کی جیب میں رکھتے دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔۔اُس کے لہجے اور آنکھوں سے

نکلتی آگ محسوس کر کے اُس کی پیشانی پسینے سے تر ہوئی تھی۔۔

"ج ج۔۔جی دا۔۔داؤ دبھا۔۔بھائی معا۔۔معاف کر دیں۔۔آ۔۔آئیندہ۔۔ایسا۔۔"۔۔وہ جُملہ پورا کیے بغیر وہاں سے بھاگا تھا۔۔

"ایک اور پلیز ایک اور"۔۔اگلے گانے کی فرمائش ہوئی تھی۔۔جب وہ اپنا سانس بحال کرتی پیچھے مڑی تھی لیکن دھک سے رہ گئی تھی وہ آنکھوں میں سرد تاثرات لیے اُسے ہی گھور رہا تھا عبیر کا چہرہ ایک دم حیا اور خفت سے سُرخ پڑا تھا۔۔وہ اُسے ڈانس کرتے دیکھ چُکا تھا اور وہ گانا اُففف عبیر کا دِل کیا زمین پھٹے اور وہ اُس میں سما جائے۔۔اُس نے میکانکی انداز سے اپنے ڈوپٹے کی گرہ کھولی تھی۔۔

"چلو ناں عبیر۔۔لیجا لیجا رے پر ہو جائے اب"۔۔سویرا نے اب نئی سی ڈی لگائی تھی۔۔سویرا کے بتائے گئے گانے پر اُس کا چہرہ مزید سُرخ ہوا تھا وہ اب کے اپنا چہرہ نہیں اُٹھا پائی تھی۔

گانا بجا تھا۔۔

لے جا لے جا رے۔۔ہائے ہائے رے

لیجا لیجا رے مہکی رات میں چُرا کے سارے رنگ لے جا

اُس کا دل کیا زمین پھٹے اور وہ اُس میں سما جائے۔۔

"چلو ناں عبیر شروع کرو"۔۔وہ سب چیخی تھیں

راتی راتی میں بھیگوں ساتھ میں، تو ایسی مُلاقات دے جا

گانے کے اگلے بول پر وہ آنکھوں میں سرد تاثرات لیے دروازے کی مُخالف سمت بڑھا تھا وہ بے ارادہ اُسے دیکھے گئی، وہ سب بیٹھی ہوئی تھیں کسی کو وہ نظر نہیں آ رہا تھا ایک دم وہ جُھکا تھا پھر اپنے جیب سے

لائٹر نکال کر اُس نے ڈیک کے تار کو شعلہ دکھایا تھا۔۔وہ ساکت کھڑی رہی تھی۔۔ تین چار سیکنڈ میں ڈیک بند ہوا تھا۔۔

"ارے یہ کیا ہوا"۔۔ مُختلف آوازیں۔۔

"دیکھو ذرا کیوں بند ہوا یہ"۔۔ سب ہی ڈیک کی طرف مُتوجہ ہوئی تھیں۔۔ جب وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔ ایک قہر برساتی نظر اُس کے وجود پر ڈال کر وہ لائٹر جیب میں رکھتا باہر نکل گیا تھا۔۔ وہ ابھی تک حق دق کھڑی اُسے جاتا دیکھتی رہی تھی۔۔

....

"بہت شوق ہے تمہیں ایسے بے ہودہ گانوں پر ڈانس کرنے کا"۔۔ وہ باقی کی بچی مٹھائی فریج میں رکھ کر لاؤنج سے ہوتی باہر جانے کو تھی جب وہ اچانک سامنے آیا تھا۔۔ اُس کی بات پر عبیر کا چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔ اُس نے نگاہ اُٹھائی تھی، وہ اپنی سرد آنکھیں اُس پر گاڑے ہوا تھا۔۔

"میں کوئی سڑک پر تو ڈانس نہیں کر رہی تھی، یہ میرا گھر ہے"۔۔ نجانے کیوں وہ خائف ہوئے بغیر اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی تھی۔۔

"جب گھر میں باہر کے لوگ ہوں تو گھر اور سڑک میں کوئی فرق بھی نہیں رہ جاتا"۔۔ وہ لب بھینچ کر بولا تھا۔۔

"صحیح کہہ رہے ہیں آپ۔۔ مجھے احتیاط کرنی چاہیئے تھی۔۔ کوئی بھی مُنہ اُٹھا کر میرے لاؤنج میں آکر مجھے ایسے ڈانس کرتے دیکھ کر اپنی سُدھ بدھ کھو سکتا ہے"۔۔ انداز چڑانے والا تھا اور واقعی مُقابل کو جلا کر راکھ ہی تو کر گیا تھا۔۔ وہ دو قدم کا فاصلہ بھی مِٹا کر اُس کے نازک بازوؤں کو اپنی آہنی ہاتھوں کی گرفت

میں لے کر اُسے اپنے بہت قریب کر گیا تھا۔۔

"داؤد یوسف کو عبیر عادِل میں کبھی کوئی دلچسپی نہیں رہی اور یہ بات تم جانتی ہو"۔۔ وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتا بے رحمی سے بول رہا تھا، اور ہمیشہ کی طرح داؤد یوسف کا نشانہ وہیں لگا تھا جہاں وہ چاہتا تھا یعنی عبیر عادِل کا دِل۔۔

"سی۔۔ چھچھ۔۔ چھوڑیں"۔۔ نجانے اُس کے سخت ہاتھوں کی تکلیف تھی یا اُس کا لہجہ۔۔ عبیر کا دِل کرچی کرچی ہوا تھا۔۔

"میں نہ آتا تو تمہارا یہ ڈانس اِس وقت سوشل میڈیا پر اپلوڈ ہو چکا ہوتا"۔۔اُن آنکھوں میں جہاں کچھ دیر پہلے داؤد کو اپنا عکس دِکھ رہا تھا وہاں اب پانی تھا، جو آنکھوں سے ہوتا گالوں پر بہہ گیا تھا۔۔

"عورت کو اتنا بھی بے خبر نہیں ہونا چاہیئے"۔۔ وہ اُسے ہلکے سے چھوڑ گیا تھا۔۔ عبیر بے ساختہ دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔ اُس کے آنسوؤں سے تر چہرے پر نگاہ ڈالتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا تھا۔۔ وہ ہونٹوں پر ہاتھ رکھتی اپنے کمرے میں بھاگی تھی۔۔

باقی کا پورا وقت اُس کا ستا ستا چہرہ دیکھ کر سب ہی نے اُس سے پوچھا تھا وہ اپنے آنسوؤں پر بند باندھتی طبیعت کی خرابی کا بہانہ بنا گئی تھی۔۔

....

رات بیڈ پر لیٹتے ہی اُس کے ضبط کے سارے بندھن ٹوٹے تھے۔۔

"داؤد یوسف کو عبیر عادِل میں کبھی کوئی دلچسپی نہیں رہی اور یہ بات تم جانتی ہو"۔۔اُس کا بے رحم لہجہ یاد آتے ہی اُس کے دل نے دُہائیاں دی تھیں۔۔ اپنے برابر میں سوئی ایمن کا خیال کرتی اپنے ہونٹوں پر ہاتھ

رکھ کر اُس نے اپنی سِسکی روکی تھی۔۔ پھر اُٹھ کر واشروم میں بند ہوئی تھی۔۔

"میں اپنے دِل کو اب مزید ذلیل نہیں کروں گی داؤد یوسُف"۔۔ شیشے میں نظر آتے اپنے عکس پر نظر پڑتے ہی اُس نے خود سے عہد کیا تھا۔۔ دل نے ماتم کیا تھا آنکھوں نے برس کر احتجاج کیا تھا۔۔ اُس نے اپنی آستینیں موڑیں تھیں جہاں اُس کی آہنی اُنگلیوں کے نشان واضح تھے۔۔

"جنگلی۔۔ کِسی لڑکی کو کیسے چھوتے ہیں اِنہیں تو یہ بھی نہیں پتا"۔۔ اپنے دونوں بازوؤں پر ہاتھ پھیرتی اُس کا دِل پھر سِسکا تھا۔۔

....

"کیا ہو جاتا ہے مجھے اُس کے سامنے "۔۔ اُس نے ٹی شرٹ اُتار کر دور پھینک کر خود کو بیڈ پر گرایا تھا۔۔۔ داؤد یوسُف کو عبیر عادِل کی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھ کر نجانے کیوں غصّہ آجاتا تھا۔۔

"اُسے کیا لگتا ہے وہ مجھے اپنی مُحبت سے تسخیر کر لے گی۔۔ ہونہہ "۔۔ اُس نے سِگریٹ سلگایا تھا۔۔ اِن سب کے باوجود عبیر یوسُف کو اگر کوئی اور دیکھ لیتا تو اُس کے وجود میں آگ دوڑ جاتی تھی۔۔ اپنی اِس بات سے اب تک وہ خود انجان تھا جیسے۔۔

....

اگلے دِن برات تھی۔۔ عبیر، تانیہ اور ایمن پارلر گئی تھیں تیار ہونے، اُنہیں تانیہ کے شوہر رضا نے لینے آنا تھا۔۔

"سُنو تم لوگوں کو گھر سے کوئی بھی لینے آجائے گا، میں جارہی ہوں فاطمہ نے گھر سر پر اُٹھایا ہوا ہے"۔۔

تانیہ ویسے بھی تیار ہو چکی تھی فاطمہ اُس کی ڈیڑھ سالہ بیٹی روئے جا رہی تھی وہ رضا کے ساتھ گھر چلی گئی تھی۔۔

"چلو امی، پاپا آئے ہیں ہمیں لینے"۔۔ عبیر نے ایک نظر خود پر ڈالی تھی۔۔

"چاچو آئے ہیں۔۔؟"۔۔ ایمن اپنا سامان اُٹھاتی بولی۔۔

"ہاں ابھی اُن کا فون آیا تھا۔۔ اب چلو ناں"۔۔ وہ باہر نکلی تھی۔۔ سامنے ہی عادل اعظم کی گاڑی کھڑی تھی پر ڈرائیونگ سیٹ خالی تھی۔۔ وہ فرنٹ سیٹ پر جبکہ ایمن پیچھے جا کر بیٹھ گئی

"یہ پاپا کہاں۔۔"۔۔ اُس کی بات مُنہ میں ہی رہ گئی جب کوئی دروازہ کھول کر اُس کے پہلو میں آ بیٹھا تھا۔۔ ساتھ ہی پرفیوم اور سگریٹ کی مِلی جُلی خوشبو کا جھونکا اُس کے نتھنوں سے ٹکرایا تھا۔۔

"بھائی آپ۔۔"۔۔ ایمن کے مُنہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔

"ہاں چاچو کے مِلنے والے آ گئے تھے تو اُنہیں رُکنا پڑا تھا"۔۔ وہ اُس پر نگاہ ڈالے بغیر گاڑی اسٹارٹ کر کے سڑک پر لایا تھا۔۔

عبیر نے اپنے دِل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک چور نظر اُس رگِ جاں پر ڈالی تھی۔۔ بلیک فُل سوٹ، بالوں کو جیل سے سیٹ کیا گیا تھا آج۔۔ وہ حسبِ عادت گاڑی چلاتے وقت کبھی سامنے کبھی اپنی طرف کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا پر ہمیشہ کی طرح خود پر مخصوص دیوانگی بھری نظروں کا حصار محسوس کر چُکا تھا۔۔

باقی سب بارات لے کر ہال میں پہنچ چکے تھے، اُس کا ارادہ گاڑی ہال کے اینٹرینس پر روک کر اُن دونوں کو اُتارنے کا تھا پر وہاں پہلے سے ہی گاڑیاں کھڑی دیکھ کر وہ گاڑی آگے پارک کرنے لگا تھا۔۔

ایمن کو اپنی دوست نظر آئی تو وہ وہیں سے بھاگی تھی۔۔وہ دونوں ساتھ ہی اُترے تھے گاڑی سے۔۔اُس پر نظریں جمائے اُس نے گاڑی کا دروازہ زور سے بند کیا تھا۔۔

"اِن کی آنکھوں میں موتیا ہو جاتا ناں جو ایک نظر مجھے دیکھ لیتے"۔۔وہ اُس کو اِدھر اُدھر دیکھے بغیر آگے بڑھتے دیکھ کر سیکھ پا ہوئی تھی۔۔

وہ خود بھی آگے بڑھنے کو تھی جب ایک جھٹکے سے اُسے رُکنا پڑا تھا۔۔اُس کا ڈوپٹہ گاڑی کے دروازے کے اندر تھا۔۔اُس نے مُنہ بنا کر ڈوپٹہ نکالنا چاہا پر یہ کیا ڈوپٹہ آدھے سے زیادہ اندر ہونے کے باعث نکلنے سے انکاری تھا۔۔

اُس نے مدد طلب نظروں سے اُس کی طرف دیکھا تھا وہ کچھ دور ہی تھا پر اُس کو آواز دینا بے کار تھا کیوں کے پاس ہی ڈھول والے اپنا فرض پورا کر رہے تھے۔۔

"اُفففف اب میں کیا کروں۔۔اور یہ ایمن کی بچّی ہے ناں اپنے بھائی کی بہن۔۔ سیلفش"۔۔مارے بے بسی کے اُسے رونا آیا تھا۔۔

....

"یہ لڑکی نجانے کیا چاہتی ہے مجھ سے، مجھے جُھکانا چاہتی ہے۔۔ہونہہ داؤد یوسُف اُس کے سامنے جُھک ہی نہ جائے کہیں"۔۔وہ لب بھینچے اپنے دِل سے اُلجھتا آگے چلا جا رہا تھا جو اُس کو ایک نظر دیکھنے کا مُتمنی تھا۔۔

"چلو بھی۔۔اب کیا ایسے ہی۔۔۔"۔۔اُسے سخت سُست سنانے کے لیے اُس نے اپنی گردن ہلکے سے موڑی تھی۔پر وہ نہیں تھیں اُس نے پھر مُخالف سمت دیکھا تھا وہ وہاں بھی نہیں تھی۔۔

"نہیں وہ مجھ سے پہلے تو نہیں جاسکتی"۔۔وہ بھلے ہی اُسے نظر اُٹھا کر نہ دیکھتا ہو پر دل کو اُس کی موجودگی کی خبر ہوتی تھی۔۔

"یہ کہاں گئی۔۔؟؟"۔۔وہ اب آس پاس دیکھنے لگا تھا۔۔

......

"اُففففف اب کیا کروں۔۔؟؟۔۔میرے بھائی کی شادی ہے کِسی نے بھی مجھے یاد نہیں کیا"۔۔ڈوپٹے کو جھٹکا دیتے اُسے اب اپنی کی ناقدری نے رُلایا تھا۔۔

"ایکسکیوزمی! اینی پرابلم"۔۔آف وائیٹ اور گولڈن کپڑوں میں ملبوس وہ سُنہری رنگت والی پری کو گاڑی کے دروازے سے اُلجھتے دیکھ کر وہ بے ساختہ رُکا تھا۔۔

"نو تھینکس"۔۔ایک نظر سامنے دیکھ کر وہ نخوت سے بولی تھی۔۔

"ایک منٹ۔۔یہ پھٹ جائے گا، ایسے کھینچے گی تو"۔۔وہ سامنے آکر اُسے منع کرتا بولا جو نچلا لب دانتوں میں دبائے اب ڈوپٹے کو زور سے کھینچ رہی تھی۔۔

"تو کیا کروں میں۔۔؟؟۔۔میں ایسے ہی کھڑی رہوں گی کیا"۔۔کتنے ہی آنسو اُس کے رُخساروں پر بہے تھے۔۔مُقابل نے ایک گہری بے باک نظر اُس کے چہرے پر ڈالی تھی۔۔

"ہٹیں ایک منٹ"۔۔اپنی جیب سے گاڑی کی چابی نکال کر وہ اُس کے قریب آیا تھا عبیر کو اُلجھن ہوئی تھی۔۔وہ اپنی گاڑی کی چابی اُس میں لگانے لگا تھا پر ایک گاڑی کی چابی سے دوسری گاڑی کا دروازہ کھولنا ناممکن ہی تھا۔۔

"اب ایک ہی حل ہے"۔۔وہ عبیر کے اور پاس آتا اُس کے بالوں سے پن نکالنے کو ہاتھ بڑھا گیا تھا۔۔

"نن۔۔ نہیں پلیز"۔۔ وہ اپنا چہرہ پیچھے کرتی خوف سے آنکھیں میچتی بولی اُس کے چہرے پر سراسیمگی پھیلتی دیکھ کر وہ بے باک انداز میں مُسکرایا تھا۔۔

"ایکسکیوزمی!"۔۔ اچانک کسی نے اُس کی کلائی جو کے اُس کے بالوں سے ایک انچ کے فاصلے پر تھی اپنے مضبوط شکنجے میں جکڑی تھی۔۔

جان بخشتی آواز پر عبیر نے اُمید سے آنکھیں کھولی تھی اپنے بلکل سامنے اُسے کِسی حفاظتی دیوار کی طرح ایستادہ دیکھ کر اُس نے آنکھیں بند کر کے کھولی تھیں۔۔ کتنے ہی آنسو اُس کے رُخساروں پر گرے تھے۔۔

"اوہ سوری آئی واز جسٹ ٹرائینگ ٹو ہیلپ ہر"

(معاف کیجئیے گا، میں تو صرف اِن کی مدد کرنا چاہ رہا تھا)

نبیل ایاز داؤد کی آنکھوں کے سرد تاثرات دیکھ کر ایک دم پیچھے ہوا تھا۔۔ اُس نے ایک نظر اُس کے پیچھے اُس سُنہرے وجود پر ڈالنی چاہی تھی پر وہ غیر محسوس طریقے سے اُس کو اپنی پُشت کے پیچھے چُھپا گیا تھا۔۔

"اوکے باس"۔۔ وہ داؤد سے ہاتھ ملاتا آگے بڑھ گیا تھا۔۔ اُس کے جانے کے بعد وہ پیچھے پلٹا تھا۔۔

"تم۔۔ کیا کر رہی تھیں تم یہاں۔۔؟"۔۔ وہ ایک ہاتھ گاڑی کی چھت پر رکھ کر آنکھوں میں شعلے لیے اُس کے بہت قریب کھڑا اُسے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔۔

"یہ۔۔ یہ پھنس گیا تھا۔۔ سب مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔۔ دیکھنے کی زحمت بھی نہیں کی، آپ کی بلا سے مجھے کوئی اُٹھا کر لے جاتا۔۔ آپ تو خوش ہوتے ناں جان چھوٹتی آپ کی مجھ۔۔۔"۔۔ "جسٹ شٹ اپ عبیر۔۔"۔۔ اِس سے پہلے کہ وہ مزید بولتی وہ ایک دم اُنگلی اُٹھا کر دھاڑا تھا۔۔

اُس کی دھاڑ پر عبیر کی آواز ایسے بند ہوئی تھی جیسے کسی نے چلتا ہوا ٹیپ بند کیا ہو۔۔ اُس کا دِل اُچھل کر حلق میں آیا تھا۔۔ عبیر نے اپنے بہت قریب اُن شعلوں میں جلتی آنکھوں دیکھ کر اپنی آنکھیں جُھکائی تھیں۔۔

"آواز نہیں دے سکتی تھیں تم۔۔ فون کہاں ہے تمہارا۔۔؟؟ ویسے تو چوبیس گھنٹے تم اور ایمی چپکی ہوئی ہوتی ہو سیل سے"۔۔ وہ اُس کے چہرے پر آنسو دیکھ کر تھوڑا نرم پڑا تھا پر اُس پر آیا غصّہ اُسی پر اُتارنا ہمیشہ کی طرح داؤد نے اپنا فرض سمجھا تھا۔۔ دروازے میں چابی ڈال کر اُس نے اُس کا ڈوپٹہ نکالا تھا۔۔

"سیل ایمی کے پاس تھا۔۔ میں نے آپ کو آواز دینی چاہی تھی پر ڈھول کی آواز۔۔" وہ دھیمے لہجے میں بول رہی تھی جب وہ دوبارہ اُس کی بات کاٹ گیا تھا۔۔

"چلو"۔۔ اب کے وہ اُس کا ہاتھ تھام کر جھٹکے سے اُسے لے کر آگے بڑھا تھا۔۔ وہ حیران پریشان کبھی اپنے ہاتھ میں اُس کا ہاتھ دیکھ رہی تھی کبھی اُس کے چہرے کو۔۔ وہ لب بھینچے ناک کی سیدھ میں دیکھتا چل رہا تھا۔۔ اور وہ اپنا دھڑکتا دِل سنبھالنے کی کوشش کرتی اُس کے ساتھ چلتی جا رہی تھی۔۔

....

"ایمی عبیر کہاں ہے۔۔؟؟"۔۔ تانیہ نے اُس کے آس پاس دیکھ کر پوچھا۔۔

"ہمارے ساتھ ہی تو آئی تھی"۔۔ وہ بھی ہال پر طائرانہ نگاہ ڈالتی بولی پر وہ کہیں نہیں تھی۔۔

"لیکن میں نے تو اُسے دیکھا ہی نہیں ہے ایمی"۔۔ تانیہ نے اب متفکر لہجے میں کہا۔۔ پھر وہ دونوں زید کے پاس آئی تھیں۔۔

"وہ دیکھیں آپی"۔۔ ایمن کی پر جوش آواز پر بہت ساری نگاہوں نے اینٹرینس کی طرف دیکھا تھا۔۔

بلیک فُل سوٹ میں داؤد یوسُف آف وائیٹ اور گولڈن امتزاج کے گھٹنوں تک آتی شرٹ پر ہمرنگ گرارا پینٹس اُس پر آف وائیٹ گولڈن نگوں سے بھرا ڈوپٹہ کندھے پر ڈالے عبیر عادِل کا ہاتھ تھامے ہال میں داخل ہو رہا تھا۔۔ فوٹو گرافرز جو پہلے ہی سے الرٹ کھڑے تھے اِس منظر کو قید کرتے گئے تھے۔۔

"کہاں تھی یہ داؤد۔۔؟؟"۔۔ زید نے آگے بڑھ کر پوچھا۔۔ داؤد نے فوٹو گرافرز کی طرف ہاتھ اُٹھایا تھا وہ اپنا کیمرہ نیچے کر گئے تھے۔۔ پھر دھیرے سے اُس کا ہاتھ چھوڑا تھا۔

"کچھ نہیں یار عبیر کا ڈوپٹہ گاڑی کے دروازے میں پھنس گیا تھا"۔۔ وہ ایمن اور تانیہ کی طرف بڑھی تھی۔۔

"اوہ مائے گاڈ عبی تم اور بھائی دونوں ایک ساتھ کتنے زبردست لگ رہے تھے"۔۔ ایمن کے بولنے پر اُس کا دِل الگ لے پر دھڑکا تھا۔۔ تانیہ چونکی تھی۔ پھر اُسے کِسی نے آواز دی تھی۔۔

"بکواس نہیں کرو۔۔ تم جاؤ اپنی اُسی دوست کے پاس۔۔ میری کیا پرواہ تمہیں"۔۔ وہ باقاعدہ ناراض ہوئی تھی اُس سے۔۔

"تمہیں میں اپنے بھائی کے حوالے کر گئی تھی، تو پریشانی کیسی۔۔ دیکھا کیسے ہاتھ پکڑ کر کِسی کی پرواہ نہ کرتے تمہیں اندر لائے ہیں"۔۔ ایمن کہہ کر بھاگی تھی جب کہ وہ اُسے مارنے لپکی تھی۔۔ اور اِس سارے وقت میں وہ کِسی کی بے باک نظروں کے حصار میں رہی تھی۔۔

"یہ لڑکی کون ہے۔۔؟؟"۔۔ نبیل ایاز اب لائبہ کے بھائی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"کزن ہے میری، زید کی بہن"۔۔ فرحان نے اُس کے ہاتھ سے لائٹر لے کر کہا۔۔

"کیا ہوا یار خیر ہے ناں۔؟؟"۔۔فرحان نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اُس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا جو عبیر کو فوکس کیے ہوئے تھا۔۔

"خریت ہی تو نہیں ہے"۔۔بے باک نظریں ہنوز اُس پر جمائے وہ دھوئیں کا مرغولہ اُڑاتا بولا۔۔

لائبہ جِس سے زید کی شادی ہو رہی تھی زید کی ماموں زاد تھی، فرحان لائبہ کا بھائی تھا اور نبیل ایاز اُس کا نیا دوست۔۔

....

"ایکسکیوزمی میم پلیز"۔۔آج ولیمہ تھا وہ گرین اور گولڈن امتزاج فراک اور گولڈن شلوار اور ہمرنگ بڑا سا ڈوپٹہ شانوں پر ڈالے، کانوں میں بڑے بڑے جُھمکے پہنے، بالوں کو آج سائیڈ کی مانگ بنا کر جوڑے میں مُقید کیا گیا تھا۔۔جِس سے اُس کی صُحرائی دار گردن مزید واضح ہو رہی تھی۔۔

آج وہ داؤد یوسُف کی گہری نظروں کے حصار میں تھی۔۔اور اُس کے ساتھ ہی کسی کی بے باک نظریں بھی اُس کے وجود کا طواف کر رہی تھیں۔۔

"جی۔۔"۔۔وہ اچانک اُس کے سامنے آیا تھا۔۔وہ ایک دم بریک لگا گئی تھی۔۔آنکھوں میں اجنبیت لیے وہ اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"آپ نے شاید مجھے پہچانا نہیں۔۔؟؟"۔۔نبیل ایاز کی نظریں اپنے چہرے پر دیکھتی وہ غیر آرام دہ ہوتی کندھوں سے اپنا ڈوپٹہ ٹھیک کر گئی تھی۔۔

ایک تو ٹیلر نے پیچھے سے اُس کی شرٹ کا گلہ فراخ دلی سے بڑا کیا تھا۔۔اور اُوپر سے ایمن کی ضد پر اُسے جوڑا باندھنا پڑا تھا۔۔۔

"جی نہیں۔۔میں اجنبیوں سے بات نہیں کرتی"۔۔وہ ایک نظر اُسے دیکھتی آگے بڑھنے کو تھی جب وہ پھر اُس کے سامنے آیا تھا۔۔

"حالانکہ ہم اجنبی بلکل بھی نہیں ہیں مِس۔۔"۔۔وہ بول کر ایسے رُکا تھا جیسے وہ اُسے اب اپنا نام بتائے گی۔۔

"میں نبیل ایاز کل گاڑی میں آپ کا ڈوپٹہ نکالنے میں آپ کی مدد۔۔"۔۔ نبیل بولتا بولتا اپنی بات ادھوری چھوڑ کر اُس کر چہرے پر چھائی ناپسدیدگی دیکھنے لگا تھا۔۔

"اوہ تھینک یو"۔۔وہ رُوکھے لہجے میں کہتی آگے بڑھنے کو تھا جب کِسی نے اُسے پُکارا تھا۔۔

"عبیر۔۔تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔؟؟۔۔زید کب سے تمہیں وہاں ڈھونڈ رہا ہے"۔۔وہ ہمیشہ کی طرح خشمگین لہجے میں بولا تھا۔۔اُس نے سر اُٹھایا تھا۔۔وہ اُسے نہیں نبیل کو دیکھ رہا تھا جِس کی حریص نظریں عبیر کی شفاف گردن کو گھور رہی تھیں۔۔داؤد نے دانت دانتوں پر جمائے تھے۔۔

"وہ۔۔مم۔۔جا ہی رہی تھی۔۔"۔۔اُسے ایک نظر دیکھتی وہ وہاں سے غائب ہوئی تھی۔۔ نبیل ایاز کی نظروں نے دور تک اُس کا پیچھا کیا تھا۔۔

"مسٹر۔"۔۔داؤد اب اُس سے مُخاطب تھا۔۔اُس نے اپنے ہاتھوں کی مُٹھیاں بھینچی تھیں۔۔

"نبیل ایاز۔۔میرا بہت ہی اچھا دوست"۔۔جواب نبیل کے کندھے پر ہاتھ رکھے فرحان نے دیا تھا۔۔

نبیل نے عبیر سے نظریں ہٹا کر سامنے کھڑے شخص کو دیکھا تھا،جو کل بھی عبیر کو اپنی پناہوں میں چُھپا گیا تھا۔۔

"اور نبیل یہ داؤد یوسف ہیں"۔۔وہ دونوں کا تعارف کرواتا بولا۔۔داؤد ہنوز لب بھینچے اُسے گھور رہا

تھا۔۔

"فرحان آئندہ اپنے اُن مہمانوں کو گھر کے اندر لانا جنہیں فیملیز کی رسپیکٹ کرنا آتی ہو"۔۔وہ نبیل پر اپنی سرد نگاہیں گاڑتا فرحان سے بولا تھا لہجہ بہت کچھ باور کروا رہا تھا۔۔ پھر وہ رُکا نہیں تھا۔۔

"یہ کون ہے۔۔؟؟"۔۔ نبیل نے ناگواری سے اُس کی پُشت پر نظریں جمائے پوچھا تھا۔۔

"زید کا کزن ہے۔۔ ایس پی داؤد یوسُف"۔۔اُس کے بتانے پر نبیل چونکا تھا۔۔

"ایس پی"۔۔وہ اب فرحان کو دیکھ رہا تھا۔۔

"ہاں بڑا ہی اُکھڑ مزاج، اُلٹی کھوپڑی ہے سالے کی"۔۔ فرحان نے زہر خند لہجے میں کہا تھا۔۔

"میری جیب میں ہوتے ہیں ایسے ایس پی"۔۔ نبیل کی بات پر وہ دونوں ہاتھ پر ہاتھ مارتے بے ہنگم قہقہہ لگا گئے تھے۔۔

....

یوسُف صاحب کی فیملی بھی یہیں عادِل صاحب کے گھر آئی تھی واپسی پر۔۔

اب سب کے لیے چائے بنانی تھی ایمن اور وہ کچن میں آئے تھے۔۔

"میں چینج کر کے آتی ہوں امی"۔۔ چائے چڑھا کر وہ کہہ کر ایک دم اُوپر بھاگی تھی۔۔

جب کِسی نے بازو سے پکڑ کر اُسے گیسٹ روم میں کھینچا تھا۔۔

بمُشکل خود کو سنبھال کر اُس نے چہرہ اوپر اُٹھایا تھا۔۔وہ اُس کے قریب کھڑا اپنی مخصوص شعلہ بار نظروں سے اُسے گھور رہا تھا۔۔

"آ۔۔ آپ کو تمیز ن۔۔"۔۔اُس سے پہلے کہ وہ اپنا جُملہ پورا کرتی وہ اُنگلی اُٹھا کر غرایا تھا

"جسٹ شٹ۔۔"۔۔وہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہوا تھا۔۔عبیر اُس کی نظروں سے خائف ہوئی تھی۔۔

"کیا کر رہی تھیں تم اُس تھرڈ کلاس آدمی کے پاس۔۔؟؟۔۔بولو۔؟؟"۔۔وہ دیوار پر ہاتھ ٹکاتا بولا۔۔

"اِٹس نن آف یور بزنس"۔۔وہ بے خوفی سے اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی بولی۔۔۔ہمیشہ کی طرح عبیر عادِل کا لہجہ، اُس کی آنکھوں نے داؤد یوسُف کو باور کروایا تھا جب میری پرواہ کرتے ہو تو صاف اقرار کیوں نہیں کرتے۔۔؟

لیکن ہمیشہ کی طرح ہی اُس کے انداز میں خود کو جُھکانے کا عزم محسوس کرتا وہ تپا تھا۔۔

"میں نے تم جیسی بیوقوف لڑکی آج تک نہیں دیکھی عبیر عادِل"۔۔وہ دانت پر دانت رکھ کر بولتا کمالِ جرات سے اُس کے بالوں کا نفاست سے بندھا جوڑا کھول گیا تھا۔۔اُس کے سلکی گھنے بالوں نے پیچھے سے اُس کے نظر آتے کندھوں اور گردن کو ڈھانپا تھا۔۔اُس کی جُرات پر اُس کا چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔

"تو داؤد یوسُف سارا وقت عبیر عادِل کو سوچتے رہتے ہیں؟"۔۔وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی طنزیہ ہنسی تھی۔۔

"داؤد یوسُف کی عقل ابھی کام کرتی ہے"۔۔وہ استہزائیہ انداز میں ہنسا تھا۔۔عبیر نے ایک دم لب بھینچے تھے۔۔نجانے کیوں داؤد کو اُس کی آنکھوں میں نمی دِکھی تھی۔

"اپنی آنکھیں کھول کر آس پاس دیکھنا سیکھو، اکثر کم عقل اور بیوقوف لوگوں کو اُن کی بیوقوفی لے ڈوبتی ہے"۔۔وہ ایک نظر اُسے دیکھتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا جبکہ اُس کا مُنہ کُھلا کا کُھلا رہ گیا تھا۔۔

....

وہ چینج کیے بغیر دھپ دھپ کرتی نیچے آئی تھی۔۔

"تم نے چینج نہیں کیا۔۔؟"۔۔ ایمن تقریباً چائے بنا چکی تھی۔۔ اُس کے پھولے مُنہ کو دیکھ کر بولی۔۔

"میری مرضی"۔۔ وہ بھائی کا غصّہ بہن پر اُتارتی بولی۔۔

"ویسے یار عبی تم بال کُھلے ہی رکھ لیتی۔۔ اِس سے تمہاری نیک تو کور ہے کم از کم۔۔"۔۔ ایمن کا اشارہ اُس کے بڑے گلے پر تھا، اچانک اُس کے ذہن میں جھماکا ہوا تھا۔۔

"اِس کا مطلب ہے اُنہوں نے اِس لیے میرے بال۔۔۔ اُففف"۔۔ اُس کا چہرہ پل میں سُرخ ہوا تھا اُس نے بے ساختہ دونوں ہاتھ اپنے تمتاتے گالوں پر رکھے تھے۔۔

ایمن کا دھیان اُس کی طرف نہیں تھا۔۔

"ایمی میں چینج کر کے آتی ہوں تم پلیز کپس میں بھی ڈال دو"۔۔ وہ کہہ کر تیزی سے مُڑتی دروازے کی طرف بڑھی تھی لیکن یہ کیا۔۔۔ کوئی اپنے دھیاں میں کچن میں آیا تھا۔۔ تصادم زبردست تھا

"اُفففف"۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ مُقابل کے فولادی وجود سے ٹکرا کر دور جا گرتی اُسی نے اُسے سرعت سے سنبھالا تھا۔۔ اپنی پیشانی سہلاتے اُس نے سر اُٹھایا تھا۔۔

"تم نے تو میری ضد میں آنکھیں بند کر کے چلنا شروع کر دیا۔۔ اتنی بھی ضد اچھی نہیں ہوتی عبیر"۔۔ وہ اُس کو شانوں سے تھامتا بولا تھا۔۔ عبیر کو اُس کا لہجہ مذاق اُڑاتا محسوس ہوا تھا۔۔ اُس نے ایک جھٹکے سے اپنا آپ اُس سے چھڑوایا تھا۔۔

"بھائی آرام سے نازک سی گڑیا ہے توڑ نہ بیٹھیے گا"۔۔ ایمن شرارت سے بولی تھی۔۔ داؤد کی آنکھیں مُسکرائی تھیں جیسے۔۔ اُس کا چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔

"تمہاری نازک سی گڑیا کو خود ہی شوق ہو رہا ہے پہاڑوں سے ٹکرانے کا"۔۔ وہ معنی خیزی سے بولا تھا۔۔

ایمن کھکھلائی تھی

"اسٹوپڈ۔۔ ایڈیٹ بغیر سوچے بولتی ہے"۔۔ وہ ایمن کو لتاڑتی اُس کی سائیڈ سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔ داؤد نے بمُشکل اپنا قہقہہ روکا تھا۔۔

"ایمی چائے لے آؤ یار۔۔ گھر بھی جانا ہے"۔۔ وہ اپنا موبائل چیک کرتا بولا۔۔

"جی بھائی بس ابھی لائی"۔۔ وہ سر ہلا کر پلٹا تھا۔

....

زید اور لائبہ کی شادی کو ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔۔ لائبہ اسماء کے بھائی کی بیٹی تھی، بچپن کا ساتھ تھا وہ بہت اچھی لڑکی تھی۔۔ عبیر سے دو سال بڑی ہونے کے باوجود دونوں کی اچھی انڈراسٹینڈنگ تھی۔۔ پرسوں اُن دونوں کو ہنی مون پر شمالی علاقاجات جانا تھا۔۔ پر اُس سے پہلے لائبہ نے اُن کے سامنے ایک بات رکھی تھی۔۔ عبیر یونیورسٹی گئی تھی۔۔

"پھپھو۔۔ ہماری شادی میں فرحان کا دوست آیا تھا نبیل ایاز اُس کی فیملی ہماری عبیر کے لیے آنا چاہتی ہے"۔۔ وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی۔۔

"کیسے لوگ ہیں۔۔۔؟؟"۔۔ عادِل صاحب نے اُس سے پوچھا تھا۔۔

"پاپا میں تو نہیں جانتی۔۔ فرحان نے کہا تھا وہ لوگ اصرار کر رہے ہیں آپ لوگ اُن کی فیملی سے ایک بار مِل لیں"۔۔ لائبہ کے کہنے پر عادل صاحب نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔ اور اُن کو کل چائے پر بُلانے کو کہا تھا۔۔

وہ یونیورسٹی سے آئی تو لائبہ نے اُسے خبر سُنائی تھی۔۔ وہ گُم سُم ہوئی تھی۔۔ اُس کا دِل آج بلکل خاموش

ساتھا۔۔

"پاپانے اُنہیں کل بُلایا ہے"۔۔لائبہ کے کہنے پر اُس نے غائب دماغی سے سر اُٹھا کر لائبہ کو دیکھا تھا۔۔

"چلو تم آرام کرو۔۔شام میں کل کے لیے تمہارا ڈریس ڈیسائڈ کریں گے"۔۔وہ شرارت سے کہتی اُس کے کمرے سے نکلی تھی۔۔

وہ بیڈ پر چت لیتی تھی۔۔ آنسو دائیں بائیں بہہ کر کنپٹیوں پر جذب ہوئے تھے۔۔

"آپ نے تو کبھی کوئی سِرا ابھی نہیں پکڑایا میرے ہاتھ میں"۔۔اُس کے دل میں تکلیف سی ہوئی تھی۔۔

وہ رُخ موڑتی رودی تھی۔۔

....

اگلے دِن وہ لوگ آئے تھے۔۔ نبیل کی ماں، بہن اور بھابی کو نازک سی عبیر بہت پسند آئی تھی۔۔وہ بلکل چُپ سی سر جُھکائے بیٹھی تھی۔۔ نبیل ایاز کی بے باک نظریں گاہے بگاہے اُس پر اُٹھ رہی تھیں۔۔وہ بے آرام ہوئی تھی۔۔

"بھائی صاحب ہمیں منگنی کی تاریخ دیں۔۔ لیکن ہم شادی میں بلکل دیر نہیں کریں گے۔۔ایک مہینے میں بارات لائیں گے ہم"۔۔ نبیل کی ماں نے ہتھیلی پر سرسوں جمائی تھی۔۔اُس کے دِل کو جیسے کِسی نے مسلا تھا۔۔وہ ایک دم کھڑی ہوئی تھی۔۔

"جی بیٹا آپ اپنے کمرے میں جائیں"۔۔عادِل صاحب نے اُس کے گھبرائے ہوئے چہرے پر نظر ڈالتے کہا۔۔وہ تقریباً بھاگتی ہوئی ڈرائینگ روم سے نکلی تھی۔۔ نبیل کی نظروں نے دور تک اُس کا پیچھا کیا تھا۔۔

"یہ معاملات ایسے طے نہیں ہوتے، آپ لوگ بھی وقت لیں ہمیں بھی وقت دیں میرا بیٹا بہو کل گھومنے

جارہے ہیں یہ واپس آجائے اور میں اپنے بڑے بھائی سے بھی مشورہ کرلوں"۔۔عادِل صاحب نے متانت سے جواب دیا تھا۔۔

"جی جی آپ لوگ بیٹی والے ہیں اچھے سے سوچیں، لیکن بھائی صاحب جواب ہاں میں ہونا چاہیئے"۔۔وہ ماں سے بولیں تھیں

"یہ تو نصیب کی باتیں ہیں"۔۔عادل صاحب کے کہنے پر اُس کی ماں نے سر ہلایا تھا۔۔بظاہر تو عادل صاحب اور زید کو نبیل بہت پسند آیا تھا۔۔

....

شام کی چائے پر ایمن، داؤد، یوسُف صاحب اور نعیمہ لان میں بیٹھے تھے۔۔جب اچانک ایمن نے شرارت سے داؤد کو دیکھا تھا۔۔

"مما ہمارے گھر میں کتنی بوریت ہے ناں"۔۔وہ ہنوز داؤد پر نگاہیں جمائے بولی۔۔

"حلانکہ ہونی نہیں چاہیئے بندریا"۔۔داؤد نے اُسے دیکھ کر کہا تھا۔۔ایمن نے اُسے گھورا تھا

"بھائی میں سریس ہوں"۔۔اُس نے مُنہ بنا کر کہا۔۔

"تو کیا کریں بھئی اب تمہارے کہنے پر گانا گانے لگ جائیں سب"۔۔داؤد نے اب بھی غیر سنجیدگی سے کہا تھا۔۔وہ ایک دم شرارت سے مُسکرائی تھی۔۔

"آپ ہاں تو کریں گانا میں خود گالوں گی"۔۔وہ اب اُس کی گردن میں بازو ڈالتی معنی خیزی سے بولی تھی۔۔نعیمہ سمجھ کر مُسکرائی تھیں۔۔اُس نے سوالیہ نظروں سے بہن کو دیکھا تھا۔۔

"تمہیں پیسے چاہیئے تو صاف صاف مانگو۔۔پہلے کبھی منع کیا ہے جو مکھن لگا رہی ہو"۔۔اُس کی بات پر

ایمن چیخی تھی۔۔

"بھائی کیا کوئی اور بات نہیں ہو سکتی"۔۔وہ ٹھنکی تھی۔۔

"ارے بھئی بتادو اب تو مجھے بھی جاننا ہے۔۔میری بیٹی کو اپنے بھائی سے ایسا کیا کام پڑ گیا"۔۔اب کے یوسف صاحب نے بھی کپ ٹیبل پر رکھ کر گفتگو میں حصّہ لیا تھا۔۔

"مماپاپا کیوں ناں ہم بھائی کی شادی کروادیں میری بوریت بھی دور۔۔۔"

"واٹ۔۔؟؟"۔۔وہ کپ ٹیبل پر رکھتا سیدھا ہوا تھا۔۔ہمیشہ کی طرح اپنی شادی کی بات پر وہ بُدکا تھا۔۔

"نو واٹ شاٹ بھائی۔۔ور آر سیریس"۔۔ایمن نے اُسے خشمگین نظروں سے گھورا تھا وہ ایک دم کھڑا ہوا تھا۔۔

"بیٹھو واپس داؤد"۔۔نعیمہ نے کڑے تیوروں سے کہا تھا۔۔

"داؤد بیٹھ جاؤ یار۔۔"۔۔اُسے بُرا پھنستے دیکھ کر یوسف صاحب مُسکرا کر بولے تھے اُسے ناچار بیٹھنا پڑا تھا۔۔

"مسئلہ کیا ہے داؤد تمہارے ساتھ۔۔دو سالوں سے تم ٹالتے آرہے ہو۔۔پہلے تمہارے پاس اپنی پڑھائی کا بہانہ تھا پھر نوکری کا۔۔اب تو ایک سال سے تم سیٹ ہو ماشاءاللہ سے، اب کیا مسئلہ ہے۔۔؟؟"۔۔ نعیمہ نے اُسے آڑے ہاتھوں لیا تھا۔۔

"میں نے فِل حال شادی کا سوچا نہیں ہے"۔۔وہ سر جُھکا کر بولا، ذہن کے پردے پر کسی کی بھیگی آنکھوں میں اپنا عکس لہرایا تھا۔۔

"ماشاءاللہ اُنتیس کے تم ہو رہے ہو۔۔اب کیا بوڑھے ہو کر کرو گے"۔۔یوسف صاحب نے ہنستے ہوئے

کہا تھا۔۔

"اور کیا میں نے تو لڑکی بھی پسند کرلی ہے"۔۔ایمن شوخی سے کہا۔۔

"تمہیں کوئی پسند ہے تو بتاؤ۔۔؟؟"۔۔ نعیمہ نے اُس کے چہرے کو کھوجا تھا۔۔

"نو مما ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔اچھا میں سوچوں گا۔۔بس"۔۔وہ کھڑے ہوتے ہوئے بولا تھا۔۔

"بھائی بیٹھیں تو۔۔"۔۔ایمن نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے دوبارہ بٹھایا تھا۔۔یقیناً آج وہ بُرا پھنسا تھا۔۔

"بھائی آپ کو عبیر کیسی لگتی ہے۔۔؟؟"۔۔وہ ہاتھ کی مُٹھی اپنے ہونٹوں پر رکھتی شرارتی نظروں سے پوچھ رہی تھی اُس کے نام پر وہ چونکا تھا۔۔

"میری تو ہمیشہ سے خواہش رہی ہے اُس کو اپنی بہو بنانے کی"۔۔ نعیمہ مُحبت سے مُسکرائی تھیں۔۔

"میری تو اپنی بیٹی ہے"۔۔یوسُف صاحب کے لہجے میں شفقت تھی۔۔

"اور میری تو جان ہے وہ"۔۔ایمن جوش سے بولی تھی۔۔

"لیکن مما اُس میں بچپنا بہت ہے"۔۔وہ اُس کا سُنہرا روپ اُنکھوں میں بھرتا بولا

"شادی سے پہلے ہر لڑکی میں بچپنا ہوتا ہے بیٹا۔۔اب ہماری تانیہ کو دیکھو تم سے بھی ایک سال چھوٹی ہے، اور اب دیکھو ماشاء اللہ دو بچّوں کے بعد کیسی سمجھدار ہو گئی ہے۔۔"۔۔ نعیمہ نے مُسکرا کر کہا تھا۔۔

"اور یار ویسے بھی تمہارے جیسے جِن کے ساتھ رہ کر میری بیٹی نے سمجھدار ہو ہی جانا ہے"۔۔یوسُف صاحب بے اُس کے غصّے پر چوٹ کی۔۔وہ ہنسا تھا۔

"کر کے تو دکھائے میری بیٹی پر غصّہ۔۔کان کھینچوں گی اِس کے۔۔وہ ویسے بھی اِس کے غصّے سے پریشان ہو جاتی ہے"۔۔ نعیمہ نے اُسے گھورا تھا۔۔وہ مُسلسل مُسکرا رہا تھا۔۔

"اور کیا بھائی اب سے آپ نے اُسے بلکل بھی نہیں ڈانٹنا، ورنہ میری اور آپ کی لڑائی، ہر وقت تو آپ اُس بیچاری کا خون خُشک کیے رکھتے ہیں"۔۔ ایمن نے بھی اُسے گھورا تھا۔۔ اُس کے ذہن میں اُس کا شعلہ جوالہ روپ آیا تھا۔۔

"پاپا سارے ہی اُس کے سائیڈ پر ہیں۔۔ مطلب یہ شادی کرنے سے صرف میرا ہی نُقصان ہے"۔۔ وہ یوسُف صاحب کو دیکھ کر بولا تو وہ بھی ہنسے تھے۔۔

"بھائی وہ اتنی لونگ کیئرنگ ہے"۔۔ ایمن مُحبت سے بولی۔۔ اُس کی بات پر وہ ہنسا تھا۔۔

"جب آپ سب لوگوں کا ووٹ اُس کی طرف ہے تو میری کِس نے سُننی ہے، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"۔۔ وہ بے چارگی سے کہتا ہوا کھڑا ہوا تھا۔۔

"یاہو۔۔ مطلب عبی میری بھابھی۔۔ واؤ۔۔ آئی لو یو بھائی۔۔"۔۔ وہ زور سے چیخی اُس کے گلے لگی تھی۔۔ وہ اُس کے سر پر چپت لگاتا مُسکرایا تھا

"ہم لوگ کل ہی جا کر بھائی صاحب سے رشتہ مانگتے ہیں۔۔ میں تو فوراً سے نکاح کرواؤں گی آپ کے بیٹے کا کوئی بھروسہ نہیں ہے"۔۔ نعیمہ سے اپنے جذبات چُھپائے نہیں گئے تھے۔۔

"مما اتنی جلدی کیا ہے"۔۔ وہ اُن کی بے تابی پر ہنسا تھا۔۔

"یہ جلدی ہے۔۔؟؟ سُن رہے ہیں آپ۔۔؟؟۔۔ اِس سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں ڈائیریکٹ تاریخ لے آؤں گی دیکھیے گا آپ"۔۔ وہ شوہر کو دیکھتی خفا خفا لہجے میں بولی تھیں۔۔

"ایسا نہ ہو نعیمہ آپ تاریخ لے آئیں اور آپ کا بیٹا اپنی برات والے دن بھی ڈیوٹی پر ہو"۔۔ یوسُف صاحب نے بھی اُس پر چوٹ کی تھی۔۔

"اچھا جو مرضی آئیں کریں۔۔ بس مجھے ایک دو دن پہلے بتا دیجیے گا۔۔ میں آ جاؤں گا"۔۔ وہ ہاتھ اُٹھاتا ہنستے ہوئے بولا تھا۔۔

"میں ابھی جا کر عبی کو بتاتی ہوں"۔۔ وہ کھڑی ہو کر بھاگنے لگی تھی

"ارے ارے"۔۔ جب داؤد نے اُس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔

"نہیں بیٹا۔۔ پہلے ہم بڑوں کو بات کرنے دو۔۔ ابھی عبیر سے کوئی بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔ وہ مُنہ بناتی اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔ داؤد اُس کا چہرہ دیکھتے مُسکرایا تھا۔۔ وہ گہرا سانس لیے پلٹا تھا تصور میں وہ نازک سراپا آسمایا تھا۔۔ وہ دلکشی سے مُسکراتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔۔

....

وہ زید کو ائیرپورٹ چھوڑنے جانے کے لیے اُن کے گھر پر موجود تھا۔۔ جب وہ سامنے سے آئی تھی۔۔ کل کی باتوں کا اثر تھا داؤد نے گہری استحقاق بھری نظر اُس پر ڈالی تھی۔۔ ہلکے فیروزی رنگ کے ٹرواذر شرٹ اُس پر وائیٹ ڈوپٹہ لیے وہ اُسے کچھ بُجھی بُجھی لگی تھی

"بھائی آئی وِل مِس یو"۔۔ وہ زید کے گلے لگتی بھیگے لہجے میں بولی تھی۔۔ وہ چونکا تھا

"عبیر تمہیں بُخار ہے"۔۔ زید نے اُسے خود سے الگ کر کے اُس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"بھائی میں ٹھیک ہوں"۔۔ اُس کی نظریں خود پر محسوس کرتی وہ زید کے بازو سے لگی منمنائی تھی۔۔

"امی اِس کا خیال رکھیے گا"۔۔ وہ اسماء سے بولا تھا۔۔ وہ مسلسل خود پر اُس کی نظریں محسوس کرتی بے چین ہوئی تھی۔۔

"پاگل ہو گئے ہیں کیا۔۔ پہلے کبھی اِن کو میں دِکھی نہیں اور آج دماغ خراب کر رہے ہیں"۔۔ لائبہ سے مل

کر وہ اُس کو ایک نظر گھورتی لب بھینچے وہاں سے چلتی بنی تھی۔۔

"کوئی بات نہیں عبیر عادِل آج ہی تمہارے دِل و دماغ کے چودہ طبق روشن ہونے والے ہیں"۔۔اُس کی پُشت کو دیکھتا ہونٹوں پر دلکش مُسکان سجائے اُس نے ڈرائینگ سیٹ سنبھالی تھی۔۔اِس بات سے بے خبر کے وہ اُس کے سارے طبق روشن کرنے والی تھی۔۔

....

"اچھا ہوا بھائی صاحب آج آپ گھر آ گئے ہمیں آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے"۔۔یوسُف صاحب اور نعیمہ اُن کے گھر موجود تھے۔۔

"لو بھئی آج تو ہمیں بھی تم لوگوں سے بہت ضروری بات کرنی ہے بلکہ تم دونوں سے تم لوگوں کی سب سے قیمتی چیز مانگنے آئے ہیں ہم"۔۔یوسُف صاحب ایک نظر نعیمہ کو دیکھ کر مُسکرائے تھے۔۔

"بلکل"۔۔نعیمہ نے مُسکرا کر تائید کی تھی۔۔پھر اِدھر اُدھر دیکھا تھا۔۔

"ہماری بیٹی نظر نہیں آ رہی کہاں ہے عبیر۔۔؟؟؟"۔۔اُن کے لہجے میں عبیر کے لیے محسوس کیے جانے والی محبت تھی۔۔

"بھابھی عبیر کو بُخار ہے سو رہی ہے"۔۔اسماء نے بتایا۔۔

"ارے میں دیکھ لوں اپنی بیٹی کو"۔۔وہ پریشانی سے اُٹھنے کو تھیں جب اسماء نے اُنہیں تسلی دی تھی۔۔

"ابھی اُٹھے گی تو آپ مِل لیجیئے گا ابھی، آپ بتائیں ناں کیا کہہ رہے تھے آپ لوگ۔۔؟؟"۔۔اسماء کی بات پر وہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کو دیکھ کر مُسکرائے تھے۔۔

"عادِل یار ہم تم سے تمہاری جان عبیر کا ہاتھ داؤد کے لیے مانگنے آئے ہیں"۔۔اُن کی بات پر عادل نے

خاموشی سے اسماء کو دیکھا تھا۔۔

"کیا ہوا عادل تم خاموش کیوں ہو گئے ہو۔۔؟؟"۔۔یوسف صاحب نے استفسار کیا۔۔

"بھائی مجھے بھی آپ سے اِسی سلسلے میں بات کرنی تھی"۔۔پھر عادل صاحب نے اُنہیں نبیل ایاز کے رشتے کے بارے میں بتایا۔۔سیڑھیوں پر اُس کے قدم رُکے تھے۔۔

"تو تم لوگ داؤد پر نبیل ایاز کو فوقیت دے رہے ہو۔۔؟؟"۔۔وہ سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے۔۔اُس کا دِل دھڑکا تھا۔۔اسماء فوراً سے بولی تھیں۔۔

"نہیں نہیں بھائی صاحب داؤد اپنا بچّہ ہے۔۔ ہمیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے"۔۔اپنی بات کہتے اُنہوں نے اپنے شوہر عادِل اعظم کو دیکھا تھا۔۔

"بلکل۔۔یہ تو ہماری خوش بختی ہے کہ داؤد میری بیٹی کا نصیب بنے، لیکن ہم ایک بار عبیر سے پوچھنا چاہیں گے"۔۔عادِل صاحب کی مُحبت پر اُس کی آنکھیں بھر ائی تھیں۔۔وہ واپس مُڑی تھی۔۔

"ہاں کیوں نہیں۔۔تم نہ بھی پوچھتے میں خود اپنی بیٹی سے پوچھتا"۔۔یوسف صاحب کی آواز آئی تھی۔۔

وہ دوڑتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ گئی تھی۔۔

بیڈ پر گرتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

"ہمیشہ میرے دِل سے کھیلتے رہے، اب اور نہیں۔۔اب میری کی باری ہے"۔۔داؤد یوسف کا روّیہ انجانے میں شاید اُس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی میں آڑے آگیا تھا۔۔

....

"تم میری سب سے پیاری بیٹی ہو۔۔زید اور تانیہ سے بھی زیادہ"۔۔عادِل صاحب نے اُسے اپنے بازو کے

حلقے میں لیا تھا۔۔اُس نے نچلا لب دانتوں میں دبائے بمُشکل خود کو رونے سے باز رکھا تھا۔۔

"تانیہ کے لیے جب رضا کا رشتہ آیا تھا تو میری بہن کا بیٹا ہونے کے باوجود ہم نے اُس سے پوچھا تھا۔۔اُس کی رضامندی کے بعد میں نے اپنی بہن کو ہاں کہی تھی"۔۔عادِل صاحب جیسے تمہید باندھ رہے تھے۔۔

وہ اُن کے شانے میں مُنہ چُھپائے اپنے اندر اُٹھتی قیامت کو روک رہی تھی۔۔اسماء چائے کی ٹرے ٹیبل پر رکھ کر دوسرے صوفے پر آ بیٹھی تھیں۔۔

"بیٹا آپ کو پتا ہے کہ آپ کے لیے نبیل ایاز کا رشتہ آیا ہے، ہم نے اُن سے وقت مانگا تھا۔۔لیکن۔۔"۔۔ وہ رُکے تھے اور ساتھ میں اُس کا دِل بھی رُکا تھا۔۔

"آج بھائی اور بھابھی تمہارے لیے داؤد کا رشتہ لائے ہیں"۔۔اُس نے آنکھیں میچی تھیں۔۔

"پاپا میں۔۔۔"۔۔۔وہ رُکی تھی۔۔اِس سے عبیر عادِل کے دِل نے دُہائیاں دی تھیں۔۔

"ہاں ہاں بولو بیٹے۔۔جو میرا بیٹا کہے گا وہی ہو گا"۔۔اُنہوں نے اُس کی پیشانی چومی تھی۔۔

"مم۔۔میں۔۔اُن سے۔۔شادی نہیں کرنا چاہتی"۔۔اُس کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔کب کے رُکے آنسو اُس کے فیصلے پر ماتم کرتے احتجاجاً گالوں پر بہہ نکلے تھے۔۔

"کِس سے بیٹا۔۔؟؟"۔۔وہ سمجھنے کے باوجود اُلجھن سے اُس کا چہرہ دیکھتے پوچھ رہے تھے۔۔اسماء نے پہلو بدلہ تھا۔۔

"دا۔۔داؤد"۔۔اُس نے اپنے دِل پر پاؤں رکھا تھا۔۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے عبیر۔۔؟؟۔۔کیا کمی ہے داؤد میں"۔۔اسماء اُس پر برسی تھیں۔۔

"ایک منٹ اسماء مجھے بات کرنے دو عبیر سے"۔۔اُنہوں نے ہاتھ اُٹھا کر بیوی کو منع کیا تھا جو غصّے سے بیٹی

کو گھور رہی تھیں۔۔

"میں نے تم سے وعدہ کیا ہے میں تم پر کبھی زبردستی نہیں کروں گا عبیر۔۔ پر داؤد کو منع کرنے کی وجہ۔۔؟؟"۔۔ وہ بہت نرمی سے پوچھ رہے تھے۔۔

"پاپا۔۔ اُن کا میرا مائینڈ نہیں ملتا۔۔ ویسے بھی میں نے اُن کے بارے میں ایسا۔۔ کبھی۔۔ سوچ۔۔ چا نہیں ہے"۔۔ آپ دُنیا سے جھوٹ بول سکتے ہیں پر اپنے دِل کے خلاف جانا شاید دُنیا کا مُشکل ترین کام تھا۔۔

"پاپا۔۔ آپ کِسی سے بھی کر دیں میری شادی۔۔ نب۔۔۔ نبیل یا کوئی اور میری ہاں ہے"۔۔ وہ کہہ کر اُٹھی تھی۔۔ اسماء بھی اُٹھیں تھیں اُس کے ساتھ

"اِس لڑکی کا دماغ خراب ہے کیا۔۔ میں۔۔"

"اسماء بیٹھ جاؤ"۔۔ عادل صاحب نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر اُنہیں واپس بٹھایا تھا۔۔

"اور تم بھی بیٹھو یہاں"۔۔ اُنھوں نے اُسے بھی واپس بٹھایا تھا۔۔

"جو میری بیٹی کہے گے میں وہی کروں گا۔۔ پر میں چاہتا ہوں تم آج کی رات داؤد کے بارے میں سوچو، کوئی جلدی نہیں ہے، تم اچھی طرح سوچ کر جواب دو۔۔ جس کے لیے تم کہو گی میں اُس کے لیے ہاں کروں گا"۔۔ اُنھوں نے اُس کی پیشانی چومی تھی

"تھینک یو پاپا"۔۔ وہ بھی اُن کا گال چومتی اپنی ماں کے پاس آئی تھی۔۔ اسماء بیٹی کی مُحبت میں ہار سی گئی تھیں۔۔

"مما آپ مجھ سے ناراض ہیں۔۔؟"۔۔ اُس نے اُن کے گلے میں اپنی بانہیں ڈالی تھی۔۔

"نہیں میری جان۔۔ اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے"۔۔ اُنھوں نے بھیگی آنکھوں سے بیٹی کی پیشانی چومی

تھی۔۔ وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔

"آپ کو کیا بتاؤں پاپا میں نجانے کتنے سالوں سے ہر رات اُن کو ہی سوچتے سوچتے سوتی ہوں"۔۔ بیڈ پر لیٹے لیٹے وہ سِسکی تھی

"پر اب نہیں جِس مُحبت میں عزّت کا سودا کرنا پڑے اُسے چھوڑ دینا ہی بہتر ہے"۔۔ وہ تکیہ مُنہ پر رکھتی کروٹ بدل گئی تھی۔۔

....

تانیہ نے اُسے کتنا سمجھایا۔۔ اسماء نے۔۔ زید نے وہاں سے فون کیے۔۔ اُس کی نہ ہاں میں نہ بدلی۔۔

لائبہ نے اُس سے صاف صاف کہا کہ اُس کا ووٹ بھی داؤد کی طرف ہے۔۔

اُس نے زور زور سے رونا شروع کر دیا تھا۔۔ عادِل صاحب نے سب کو ڈانٹا تھا۔۔

"جو میری بیٹی چاہے گی وہی ہو گا۔۔ میں بھائی کو خود ہی سنبھال لوں گا۔۔ خبردار جو کسی نے عبیر کو پریشرائز کیا ہے"۔۔ اُن کے سختی سے کہنے پر سب ہی چُپ ہوئے تھے۔۔

ایمن کا اب تک کوئی میسج اور کال نہیں آئی تھی۔۔ اُسے یوسُف صاحب نے سختی سے منع کیا تھا عبیر کو خود سے فیصلہ کرنے دو۔۔ ایمن کو پتا تھا کہ عبیر کا جواب کیا ہو گا۔۔ وہ خوش تھی اِس لیے مُطمئن بھی تھی شاید اِسی وجہ سے اُس نے عبیر سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔۔۔

....

"عبیر نے بھائی کے لیے منع کر دیا"۔۔ ایمن کے سر پر دھماکا ہوا تھا جیسے۔۔

"ایسا کیسے کر سکتی ہے وہ۔۔؟؟۔۔ میں بات کروں گی اُس سے"۔۔ وہ ایک دم اپنی جگہ سے اُٹھی تھی۔۔

"ہر انسان کو حق ہے اپنی زندگی کا فیصلہ کرنے کا۔۔ وہ ہماری بیٹی ہے تو کیا اُس کی مرضی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔۔؟؟۔۔ اُس نے داؤد کے بارے میں کبھی ایسا سوچا نہیں ہے"۔۔ یوسُف صاحب نے اُسے پیار سے سنبھالا تھا۔۔

"نہیں پاپا۔۔ میں اُس سے ایک بار ضرور بات کروں گی۔۔ اگر پھر بھی وہ نہیں مانی تو میں زندگی میں کبھی اُس کی شکل نہیں دیکھوں گی"۔۔ وہ جذبات سے بولتے بولتے رو دی تھی۔۔

"ایسا نہیں کہتے بیٹا۔۔ اپنوں میں اِس بات کو انا کا مسئلہ نہیں بنایا جاتا"۔۔ یوسُف صاحب نے اُس کا ہاتھ پکڑتے اُسے ٹھنڈا کرنا چاہا تھا۔۔

"پاپا وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے پاپا۔۔ میرے بھائی میں کیا کمی ہے"۔۔ وہ سُوں سُوں کرتی بولی تھی۔۔ یوسُف صاحب نے بے بسی سے نعیمہ کو دیکھا تھا۔۔

"اچھا اِدھر آؤ۔۔"۔۔ نعیمہ نے مُحبت سے بیٹی کو اپنے پاس بٹھایا تھا۔۔

"اگر ہماری بیٹی کسی رشتے کے لیے منع کر دے تو کیا ہم اپنی بیٹی کے ساتھ زبردستی کریں گے۔۔؟؟۔۔ کیا داؤد تمہیں پریشرائیز کرتا۔۔؟؟"۔۔ نعیمہ نے اُس کے چہرے سے بال ہٹائے تھے۔۔

"کوئی داؤد یوسُف جیسا بندہ میرے لیے رشتہ بھیجتا میں کبھی منع نہیں کرتی"۔۔۔ اُس کی بات پر دونوں کا قہقہہ بُلند ہوا تھا۔۔

"جی بلکل کیونکہ آپ اپنے بھائی کی بات کر رہی ہیں"۔۔ نعیمہ نے اُس کے سر پر چپت ماری تھی۔۔

"نہیں مما۔۔ یہ بات میں اپنا بھائی ہونے کے ناطے سے نہیں کہہ رہی۔۔ وہ کسی بھی لڑکی کے لیے بہترین لائف پارٹنر ثابت ہوں گے مما آئی ایم شیور"۔۔ اُس کے لہجے میں یقین تھا۔۔

....

حیرت انگیز طور پر اُس نے کوئی ردِ عمل نہیں دیا تھا۔۔وہ بلکل چُپ تھا۔۔جیسے کِسی اور کی بات ہو رہی ہو۔۔اُس نے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔۔

ایمن اُس کے سامنے کتنا رو کر گئی تھی۔۔

"اُس کی مرضی ایمی۔۔تم ایموشنل ہو رہی ہو"۔۔وہ اُس کے رونے پر مُسکرایا تھا۔۔

"بھائی آپ کو ذرا بُرا نہیں لگا۔۔؟؟"۔۔اُس کے پُر سکون چہرے کو دیکھتی وہ حیران ہوئی تھی۔۔

"ریجیکشن ہر کِسی کو بُری لگتی ہے۔۔لیکن مجھے میری عزّت زیادہ پیاری ہے،میں جا کر اُس سے جواب طلبی کروں تو یہ میری انسلٹ ہے۔۔اُسے آپشن دیا گیا تھا اُس نے سلیکٹ نہیں کیا بات ختم"۔۔جتنی آسانی سے اُس نے بات ختم کہہ دیا داؤد یوسُف کے اندر سے اُتنی آسانی سے بات ختم ہوئی نہیں تھی۔۔

"میں واقعی فیصلہ نہیں کر پا رہا عبیر عادِل تم واقعی کم عقل ہو یا اِس بار عقل سے کام لیتے ہوئے داؤد یوسُف سے اب تک کے سارے بدلے لے گئی ہو"۔۔اُس نے اپنی اندر کی آگ کو کم کرنے کے لیے اپنی شرٹ اُتاری تھی۔۔اے سی کو ہائی اسپیڈ پر کر کے اُس نے لائٹر سے لبوں میں دبائے سگریٹ کو شعلہ دکھایا تھا۔۔اب ساری رات اُس نے یہی شُغل جاری رکھنا تھا۔۔۔

....

"تو عبیر عادِل کو میرا بھائی اپنے لیے سیوٹیبل نہیں لگا"۔۔وہ اُس کے کمرے کے بیچوں بیچ کھڑی سینے پر ہاتھ باندھے اس کے سامنے سراپا سوال تھی۔۔اُسے یہاں آ کر پتا چلا تھا کہ عبیر نے نبیل ایاز کے لیے ہاں کر دی تھی۔۔

"ایمی کتنے دِنوں بعد آئی ہو تم"۔۔وہ اُس کا سوال نظر انداز کرتی خوشی سے بولتی اُس کے گلے لگی تھی۔۔

"اور لگتا ہے اب شاید دوبارہ کبھی نہ آپاؤں"۔۔ایمن کی آواز بھیگی تھی،اُس نے اپنے بازو وا نہیں کیے تھے۔۔

"بیٹھو ناں کیا کھاؤ گی۔۔میں بنا کر لاتی ہوں تم جب تک کوئی اچھی سے مو۔۔۔"۔۔وہ جوش سے بولتی کمرے سے باہر جانے کو تھی جب ایمن نے اُس کا ہاتھ تھام کر اُسے روکا تھا۔۔

"کیوں کر رہی ہو عبیر تم یہ سب۔۔؟؟۔۔کیوں۔۔؟؟"۔۔وہ اُسے اپنے سامنے کرتی چیخ ہی تو پڑی تھی۔۔

"کیا کر رہی ہوں میں ایمی۔۔؟؟"۔۔وہ انجان بنی تھی۔۔

"تمہیں نہیں پتا تم کیا کر رہی ہو۔۔؟؟۔۔اپنی زندگی برباد کر رہی ہو کیوں عبی کیوں۔۔؟؟"۔۔وہ اُسے بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑ گئی تھی۔۔ایمن اب رو رہی تھی۔۔

"کیا کر رہی ہوں یار۔۔شادی ہی تو کر رہی ہوں"۔۔اپنے لہجے کو حتی الامکان ہلکا پھلکا بنا کر اُس نے بات کو مزاح کا رنگ دینا چاہا تھا۔۔

"تم کیسے اُس چھچھورے بندر سے شادی کر سکتی ہو ایمی جبکہ تم بھائی سے محبت کرتی ہو"

"نہیں کرتی میں اُن سے محبت"۔۔وہ آنکھیں چُراتی رُخ موڑ گئی تھی۔۔کتنے ہی آنسو عبیر کے گالوں کو چھوتے نیچے گرے تھے۔۔

"نظر کیوں چُرا رہی ہو۔۔؟؟کِس کو دھوکا دے رہی ہو تم عبی۔۔خود کو یا بھائی کو"۔۔وہ سختی سے اُس کا بازو تھامتی اُسے سیدھا کر گئی تھی۔۔

"مجھے جِس سے شادی کرنی ہے میں اُس کے لیے ہاں کر چکی ہوں ایمن۔۔ تم بیٹھو میں تمہارے لیے فرائیز اور کوک لے آتی ہوں"۔۔وہ مضبوطی سے کہتی آگے بڑھنے کو تھی جب ایمن پھر اُس کے سامنے آئی تھی۔۔وہ جو اپنے آنسو صاف کر رہی تھی۔۔ایمن کو دیکھتی چونکی تھی۔۔

"تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا ناں تو یہ آنسو کیوں۔۔؟؟۔۔ نہیں کرتی تم بھائی سے مُحبت تو تمہارا چہرہ اتنا بُجھا بُجھا کیوں ہے عبیر۔۔؟؟۔۔میرے بھائی کے ساتھ زیادتی کر رہی ہو تم پر اُس سے زیادہ اپنے آپ سے۔۔ نہیں کرو عبی تم نہیں رہ پاؤ گی اُن کے بغیر، تمہیں یہ بات سمجھ کیوں نہیں آتی مُحبت کِسی سے اور شادی کِسی اور سے اذیت کے سوا کچھ نہیں دیتی عبی"۔۔وہ اب اُس کو دونوں شانوں سے تھامے چِلائی تھی

"ہاں کرتی ہوں میں اُن سے محبت۔۔ مُشکل ہے میرے لیے کِسی اور کے ساتھ رہنا۔۔دِل کی دھڑکن دھڑکنے کے ساتھ اُن کا نام لیتی ہے ایمی"۔۔وہ بولتے بولتے اُن کے شانے پر سر رکھتی سِسکی تھی۔۔

ایمن ساکت ہوئی تھی۔۔

"لیکن مُحبت کی قیمت اگر عزّت ہو گی تو عبیر عادِل ایسی لاکھ مُحبتیں قُربان کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے"۔۔ وہ اُس کے شانے سے سر اُٹھا کر اپنے آنسو صاف کرتی مضبوط لہجے میں بولی تھی۔۔

"تم غلط سمجھ رہی ہو عبی بھائی نے خود۔۔خود تمہارے لیے ہاں کی ہے، تم ایک بار پھر سوچ لو عبی۔۔"۔۔وہ اُس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیتی جلدی جلدی بول رہی تھی جب عبیر نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"ابھی بھی کچھ نہیں بِگ۔۔"

"نہیں ایمی میں فیصلہ کر چکی ہوں۔۔اب کچھ نہیں ہو سکتا"۔۔وہ اُس کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتی

قطعیت سے بولی تھی۔۔۔

"میرے بھائی کی مُحبت کو ٹھکرا رہی ہو تم۔۔ پھر بھی میری دعا ہے اللہ کرے تم خوش رہو"۔۔ وہ بھیگی آنکھوں سے کہتی اُس کے پیشانی چومتی بولی۔۔ دونوں کی آنکھیں برس رہی تھیں۔۔

"مُحبت ہی تو نہیں کرتے وہ مجھ سے"۔۔ زبان بول نہیں پائی۔۔ پر اُس کا دل کرلا یا تھا۔۔

"لیکن عَبی اتنا ضرور بولوں گی میرا دِل توڑا ہے تم نے"۔۔ وہ روتے ہوئے بولتی کمرے سے نکل گئ تھی۔۔

"دِل تو میرا بھی ٹوٹا ہے امی"۔۔ وہ قدم در قدم چلتی بیڈ پر گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

....

اُس نے اُس سے شادی سے انکار کیا وہ برداشت کر گیا تھا لیکن وہ اُس پر نبیل ایاز کو فوقیت دے رہی تھی یہ بات اُس کی انا پر تازیانے کی طرح لگی تھی۔۔

اگلے دن وہ اُس کی یونیورسٹی کے گیٹ پر تھا۔۔ ایمن آج یونی نہیں گئ تھی۔۔ وہ ایمن کو اُس سے بات کرتا سُن چُکا تھا۔۔ ایمن اور عبیر کے بیچ مُکمل ناراضگی نہیں بلکہ عجیب سے سرد مہری تھی۔۔ اُس کے باوجود پہلے کی طرح نہ سہی پر ضرور تاًبات چیت کا رشتہ قائم تھا۔۔

اُسے گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑے ہوتے دیکھ کر عبیر کا ڈرائیور گاڑی سے اُتر کر باہر آیا تھا۔۔

"سلام صاحب"۔۔ وہ وردی میں ملبوس داؤد کو دیکھ کر سلام کر گیا تھا۔۔

"وعلیکم السلام، گُل خان تم گھر جاؤ، بی بی کو میں ڈراپ کر دوں گا"۔۔ وہ اُسے دیکھ کر گلاسس اُتارتا بولا۔۔

"جی صاحب"۔۔وہ سر ہلاتا پلٹا تھا جب اُس کی آواز پر رُکا تھا۔۔

"سُنو اپنی بی بی کو فون کرو کہ تم لینے آئے ہو"۔۔اُس کی ہدایت پر عمل کرتا وہ واپس جا چُکا تھا۔۔کچھ منٹ بعد وہ اُسے آتی دِکھائی دی تھی۔۔

بلیک شرٹ پر اجرک کا کوٹی نُما اپلِک۔۔بلیک ہی ہلکے گھیر کی شلوار اور بلیک شیفون ڈوپٹہ جس کے چاروں اعتراف میں اجرک کی پائپن تھی۔۔

وہ چاہ کر بھی اُس سے نظریں نہیں ہٹا پایا تھا۔۔

عبیر نے اپنی گاڑی کی تلاش میں چاروں طرف نظر دوڑائی تھی جب نظر اُس پر پڑی جو اُسے دیکھ کر سن گلاسِس لگاتا اُس کی طرف بڑھا تھا۔۔ہمیشہ کی طرح وردی میں ملبوس داؤد یوسُف کو دیکھتے ہی اُس کے دِل کی دھڑکن رُکی تھی۔۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے گاڑی میں بیٹھو"۔۔وہ ایک نظر اُس پر ڈالتا اپنے مخصوص اُکھڑ لہجے میں بول کر مُڑنے کو تھا جب اُس کی بات پر واپس پلٹا تھا۔۔

"مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی،ویسے بھی میرا ڈرائیور آچکا ہے"۔۔اُسے دیکھے بغیر وہ ایک قدم آگے بڑھنے کو تھی جب وہ اُس کے سامنے آیا تھا۔۔

"اُسے میں نے واپس بھیج دیا ہے"۔۔وہ خاکی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا نہایت سُکون سے بولا تھا پر اُس کا سُکون برباد کر گیا تھا۔۔کئی ایک اسٹوڈنٹس نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا تھا۔۔

"کیا۔۔؟؟؟۔۔میں ابھی اُسے واپس۔۔"۔۔غصّے سے بولتی اپنا موبائل نکال کر ڈرائیور کو کال کرنے لگی تھی جب وہ اُس کے ہاتھ سے موبائل لے گیا تھا۔۔

"عبیر اگر تم چاہتی ہو کہ یہاں تماشہ نہ ہو تو چُپ چاپ گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔۔"۔۔وہ اب دانت پیستے بولا تھا۔۔

"میرا سیل واپس کریں شرافت سے"۔۔اُس کے ہاتھ سے موبائل لینے کے لیے وہ اُچکی تھی وہ اُس کا موبائل اپنی شرٹ کی اوپری جیب میں رکھ گیا تھا۔۔ایک دو اسٹوڈنٹس دلچسپی سے رُک کر دیکھنے لگے تھے۔۔ عبیر نے دانت پر دانت جمائے اُسے گھورا تھا۔۔

"مجھے میری شرافت دکھانے پر مجبور نہیں کرو چل کر گاڑی میں بیٹھو"۔۔وہ جِس انداز میں بولا تھا وہ دانت پیستی اور پیر پٹختی اُس کی گاڑی کی طرف بڑھی تھی۔۔وہ پلٹ کر اُسے دیکھنے لگا تھا۔۔ فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اُس نے بیٹھنے کے بعد سارا غصّہ گاڑی کے دروازے پر نکالا تھا۔۔

"ایڈیٹ"۔۔ سرکاری گاڑی کا سوچ کر وہ زیرِ لب بڑبڑاتا ہوا گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔

....

"آپ نے تو کہا تھا کہ آپ اپنی جاب چھوڑ کر لوگوں کی ڈرائیوری نہیں کریں گے۔۔ پھر اپنی ہی بات سے کیسے پھر گئے آپ۔۔؟؟"۔۔اُس کی آنکھوں میں دیکھتی طنزیہ انداز میں پوچھ رہی تھی۔۔

"تم سے صرف یہ پوچھنے آیا ہوں کہ اُس لوفر۔۔۔سے شادی کرنے کی وجہ۔۔؟؟"۔۔اُس نے بمُشکل خود کو نبیل ایاز کو مُہذب نام سے پکارنے سے روکا تھا۔۔ پھر سن گلاسِس اُتارتا گاڑی کو سائیڈ پر روک کر اب پوری طرح اُس کی طرف مُتوجہ تھا۔۔ایک لمحے کو اُس کا دِل خوف سے دھڑکا تھا۔۔ لیکن پھر اگلے ہی لمحے اُس نے خود کو سنبھالا تھا۔۔

"میری مرضی۔۔ میری زندگی ہے میں جِس سے چاہے شادی کروں اور جِس سے چاہے شادی سے منع

کر دوں"۔۔ آخری جُملہ وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی تھی۔۔

"اوہ تو عبیر عادِل مجھے ریجیکٹ کرنے سے زیادہ اُس تھرڈ کلاس آدمی کے ساتھ اپنی پوری زندگی گُزارنے کا سوچ کر خوش ہیں"۔۔ وہ استہزائیہ انداز میں ہنسا تھا۔۔ اُسے اپنی پیشانی سلگتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔

"وہ تھرڈ کلاس نہیں ہے۔۔ کم از کم اُس میں اتنے تو گٹس ہیں ناں مجھے پسند کیا تو دُنیا کے سامنے مجھے اپنانے کو تیار ہوا ہے"۔۔ وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی انداز بہت کچھ باور کروانے والا تھا۔۔

"اُس تھرڈ کلاس لوفر کمینے آدمی کی تمہارے لیے پسندیدگی تو میں زید کے ولیمے پر ہی جان گیا تھا جِس طرح سے اُس کی غلیظ نظریں تمہاری۔۔۔"۔۔ وہ غصّے سے کہتا ایک دم خاموش ہوا تھا۔۔ مارے شرم کے عبیر کے سارے جِسم کا خون اُس کے چہرے پر سمٹ آیا تھا۔۔ اُس کی آنکھیں جُھکی تھیں۔۔ وہ سمجھ گئی تھی وہ اُس کی شرٹ کے گلے کی بات کر رہا تھا۔۔ اُس نے کچھ پل خود پر قابو پا کر نظریں داؤد یوسُف کے سپاٹ چہرے پر ڈالی تھیں۔۔

"آپ یہ صرف اِس لیے کہہ رہے ہیں کیونکہ میں نے، یعنی عبیر عادِل نے آپ کو ریجیکٹ کر دیا اور اب آپ سے یہ بات برداشت۔۔"

"جسٹ کیپ یور ماؤتھ شٹ عبیر۔۔"۔۔ وہ اُسے بازوؤں سے پکڑ کر دھاڑا تھا۔۔ احساسِ توہین سے داؤد کا چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔ اُس کا دل پوری قوت سے کانپا تھا۔۔ آنکھیں پانیوں سے بھری تھیں۔۔

"تم کیا سمجھتی ہو میں تمہارے فِراق میں پاگل ہو جاؤں گا۔۔؟؟ ہیر تو تم ہو سکتی ہو عبیر عادِل پر میں تمہارا رانجھا ہرگز نہیں ہوں"۔۔ وہ استہزائیہ انداز میں کہتا ملکے سے اُسے چھوڑ گیا تھا۔۔ کتنے ہی آنسو اُس کے

رُخسار پر بہے تھے۔۔ بازوؤں پر اُس کی سخت گرفت کے برعکس ہمیشہ کی طرح اُس کی بات نے عبیر کے دِل کے ٹکڑے ٹکڑے کیے تھے۔۔

"پھر کیوں آئے ہیں آپ یہاں۔۔؟؟"۔۔ وہ اپنے گال صاف کرتی چیخی تھی۔۔ لیکن آنکھوں کو آج جم کر برسنا تھا شاید۔۔

"صرف یہ جاننے کے لیے نبیل ایاز کو چوز کرنے کی وجہ۔۔؟؟۔۔ میں سُننا چاہوں گا اُس تھرڈ کلاس کمینے انسان میں ایسا کیا ہے جِس نے عبیر عادِل کو اِس قدر امپریس (مُتاثر) کر دیا کہ وہ اپنی پوری زندگی اُس کمینے انسان کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئی"۔۔ وہ اپنی سُرخ آنکھیں چھپانے کے لیے آنکھوں پر سن گلاسِس چڑھا گیا تھا۔۔ پھر سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دبائی تھی۔۔ سگریٹ کو لائٹر کا شعلہ دِکھا کر اُس نے ایک نظر عبیر پر ڈالی تھی جِس نے اُسی وقت سر اُٹھا کر داؤد کو دیکھا تھا۔۔

"مُحبت"۔۔ وہ چونکا تھا۔۔ داؤد کے دِل نے اِس سمے ہارٹ بیٹ مِس کی تھی۔۔ لیکن اگلے ہی پل وہ خود کو سنبھال چُکا تھا

"اوہ تو عبیر عادِل کو پہلی مُلاقات میں نبیل ایاز سے مُحبت ہو گئی ہے ویری گُڈ"۔۔ وہ طنزیہ انداز سے ہلکی سی تالی بجا گیا تھا۔۔

"نہیں۔۔ مجھے کبھی زندگی میں پڑھی ایک بات یاد آگئی تھی۔۔"۔۔ وہ اب سامنے دیکھ کر سُکون سے بولی تھی۔۔

سگریٹ کا کش لے کر اُس نے اپنی طرف کا شیشہ نیچے کیا تھا۔۔ اُس کے ہر ہر انداز سے بے چینی ظاہر تھی۔۔

"شادی اُس سے کرو جو آپ سے مُحبت کرتا ہو"۔۔اُس کی بات پر وہ سگریٹ کو لبوں سے نکال گیا تھا۔۔

"اُس سے نہیں جِس سے آپ مُحبت کرتے ہیں"۔۔ بھیگے لہجے میں کہتی وہ داؤد یوسُف کے چہرے پر اپنی مُحبت کا تھپڑ مار گئی تھی۔۔وہ ساکت ہوا تھا۔۔ عبیر نے اپنا رُخ کھڑکی کی طرف موڑا تھا۔۔اب وہ اپنی آنکھوں میں آئے آنسو صاف کر رہی تھی۔۔

"مجھے گھر چھوڑ دیں پلیز"۔۔ بھیگی آواز اُسے مضطرب کر گئی تھی۔۔وہ جواب تک ساکت بیٹھا تھا ایک دم گاڑی اسٹارٹ کر گیا تھا۔۔

ادھ جلی سگریٹ کا گہرا کش لے کر اُس نے باہر پھینکی تھی۔۔پانچ منٹ بعد وہ تیسرا سگریٹ جلا رہا تھا۔۔

....

سب کچھ جلدی طے ہوتا گیا۔۔ نبیل ایاز کے گھر والوں کو جلدی تھی۔۔زید کے آتے ہی اُن لوگوں نے دوبارہ چکر لگایا تھا۔۔بظاہر سب کچھ ٹھیک تھا۔۔اُن کو ڈیڑھ مہینے بعد کی تاریخ دے دی گئی تھی۔۔

عبیر نے اپنے دِل پر بھاری پتھر رکھ لیا تھا۔۔ نبیل کی ماں بہنوں نے عروسی جوڑے اور جیولری کے پیسے دیئے تھے کہ وہ اپنی پسند سے لے لے سب کچھ۔۔ تانیہ اور لائبہ کے اصرار کے باوجود وہ نہیں گئی تھی۔۔اُس نے اپنے جہیز کی ایک سینڈل تک خود جا کر نہیں خریدی تھی۔۔

تانیہ اور لائبہ اور تو اور نعیمہ کے سمجھانے پر بھی ایمن اُس سے ملنے نہیں گئی تھی۔۔اِس بیچ اُن کے پیپرز بھی ہو گئے تھے۔۔ عبیر کو لگتا تھا وہ صرف پاس ہو جائے بڑی بات ہو گی۔۔

داؤد ایک مہینے سے اپنے کیس کے سِلسلے میں شہر سے باہر تھا۔۔

آج اُس کا نکاح اور برات تھی۔۔ایمن رہ نہیں پائی تھی۔۔وہ صبح گیارہ بجے آئی تھی۔۔خود پر قابو نہ پاتی

وہ عبیر کے گلے لگتی رودی تھی۔۔ عبیر نے بھی اپنے ہاتھ پاؤں چھوڑے تھے۔۔لائبہ نے نم آنکھوں سے بمُشکل دونوں کو جُدا کیا تھا۔۔

ایمن اُس کے ساتھ پارلر گئی تھی۔۔

ڈل گولڈن اور ڈیپ ریڈ شرارے میں مناسب میک اپ اُس پر حزن وملال سے مزین سُندر روپ ایمن کو چونکا گیا تھا۔۔

"جِس کا نصیب میری بہن بننے جارہی ہے وہ خوش نصیب ہے، اللہ کرے وہ تمہاری قدر کرے، خوش رہو ہمیشہ آمین"۔۔ ایمن نے خود پر قابو پاتے اُسے گلے لگایا تھا۔۔اُس کی آنکھیں بھی بھیگی تھیں۔۔

....

وہ ابھی کچھ دیر پہلے گھر آیا تھا۔۔ تھکن کے باوجود اُسے اِس شادی میں شرکت کرنی تھی۔۔

جلدی سے نہا کر اُس نے اپنے لیے بلیک شلوار قمیض نکالے تھے۔۔

اُس کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔۔ شیشے کے سامنے کھڑے ہوتے اُس نے بالوں میں برش پھیرا تھا۔۔پھر پرفیوم اُٹھا کر خود پر اسپرے کیا ہی تھا جب اُس کا موبائل بجا تھا۔۔ سکرین پر نظر پڑتے ہی اُس نے پرفیوم رکھ کر کال پِک کی تھی۔۔

"ہاں بولو لطیف"۔۔وہ فون کو کان اور کندھے سے لگائے بیڈ پر بیٹھ کر جوتے پہن رہا تھا۔۔

"واؤ یار ڈیٹس آ گریٹ نیوز"

(واہ یار یہ تو بڑی زبردست خبر ہے)

"کیا نام بتایا تم نے لطیف۔۔؟؟"۔۔وہ چونک کر سیدھا ہوتے موبائل کو ہاتھ میں پکڑ گیا تھا۔۔

"اُس کی پِک اور ڈیٹیلز مجھے واٹس ایپ کرو ابھی کے ابھی میں لائن پر ہوں"۔۔ اُس نے کہہ کر موبائل بیڈ پر پھینکا تھا پھر جُھک کر جوتے پہنتا وہ کھڑا ہوا تھا جب اُس کے واٹس ایپ میسج کی ٹون بجی تھی۔۔ اُس نے جلدی سے میسج چیک کیا تھا۔۔ اُس کے چہرے کے تاثرات پل میں پتھریلے ہوئے تھے۔۔

"لطیف ایک ایڈریس سینڈ کرتا ہوں۔۔ گاڑی لے کر وہاں پہنچو۔۔ کوئک"۔۔ کہہ کر اُس نے کال کاٹی تھی پھر موبائل جیب میں رکھ کر اُس نے اپنا ریوالور نکالا تھا بُلٹس چیک کر کے وہ عُجلت میں کمرے سے نکلا تھا۔۔

....

وہ دُلہن بنی سر جُھکائے اسٹیج پر بیٹھی تھی۔۔ اُس کے چہرے پر رقم دُکھ باقی سب نے رُخصتی میں شمار کیا تھا ایک ایمن ہی تھی جو اُس کے دُکھ کی رازدار تھی۔۔

ایمن اُس کے پاس بیٹھی اُسے دیکھنے سے گُریز کر رہی تھی۔۔ دونوں کے درمیان تکلیف دہ خاموشی تھی۔۔ جب بارات آنے کا شور اُٹھا تھا۔۔ اُس نے سختی سے ایمن کا ہاتھ تھاما تھا۔۔ ایمن نے چونک کر اُس کے چہرے کو دیکھا تھا۔۔ عبیر نے بھیگی آنکھوں اور کپکپاتے لبوں سے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔ ایمن کی اپنی آنکھیں ڈبڈبائی تھیں۔۔

"عبیر رونا نہیں ہے۔۔ سب کچھ مجھے دے دو۔۔ اپنے دِل کا بوجھ، دِل کی تکلیف۔۔ میرا بس چلتا عبیر ابھی کے ابھی تمہاری جھولی میں زمانے بھر کی خوشیاں ڈال دوں۔۔ میں نے تمہارے لیے اتنی دعائیں کی ہیں یقین کرو میرا رب تمہارے دامن کو آج خوشیوں سے بھر دے گا آمین۔۔ تم سمجھو یہی تمہارا نصیب تھا، میں نے دِل سے تمہارے اچھے نصیب کی دعائیں مانگی ہیں"۔۔ وہ برستی آنکھوں سے اُس کی پیشانی چومتی

بولی تھی۔۔

"بڑی ما بڑے پا مجھ سے ناراض ہوں گے ناں ایمی۔۔؟؟"۔۔اتنے دِنوں سے جو بات اُسے کھائے جا رہی تھی آج کہہ دی تھی۔۔

"تم اُن کی بیٹی ہو عبی۔۔وہ کیسے تم سے ناراض ہو سکتے ہیں بھلا"۔۔ایمن اب کے مُسکرائی تھی۔۔

"ہاں جِنہیں تم ناراض کر بیٹھی ہو وہ تو نجانے کب سے گھر ہی نہیں آئے ہیں"۔۔وہ یہ بات اُسے کہہ نہیں پائی تھی۔۔کِس مُنہ سے کہتی جانے انجانے میں سارا قصور تو اُس کے بھائی کا ہی نکلتا تھا، جو اپنی مُحبت میں دھڑکنے والا دِل توڑ بیٹھنے کا گناہگار ہوا تھا۔۔

....

جان کنی کا عذاب کوئی اِس سمے عبیر عادِل سے پوچھتا۔۔

اُس کے پہلو میں ایک طرف زید جبکہ دوسری طرف عادِل اعظم تھے جبکہ دوسری جانب نبیل اور اُس کے چچا اور ماں بیٹھے تھے۔۔سامنے بیٹھے مولوی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا تھا۔۔

"عبیر عادِل ولد عادِل اعظم آپ کا نکاح نبیل ایاز ولد ایاز محمود کے ساتھ بعوض ایک لاکھ سِکہ رائج الوقت کیا جاتا ہے، کیا آپ کو قبول ہے۔۔؟؟"۔۔اُس نے اپنی آنکھیں میچی تھیں۔۔آنکھوں کے پار اُس دُشمنِ جاں کی شبہیہ لہرائی تھی۔۔اُس کے دِل کی تکلیف کچھ اور بڑھی تھی، اُس نے جھٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔۔

"بولو بیٹا"۔۔عادِل صاحب نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔اُس نے قبول کرنے کے لیے مُنہ کھولا تھا جب کِسی کی آواز پر جی بھر کر ٹھٹکی تھی۔۔

"رُکیے مولوی صاحب اتنی جلدی کیا ہے"۔۔حاضرین نے چونک کر اُسے دیکھا تھا۔۔نبیل نے پہلو بدلہ تھا۔۔

"داؤد یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔؟؟"۔۔یوسف صاحب نے بمُشکل خود پر قابو پایا تھا پر لہجہ ناگواری لیے ہوئے تھا۔۔

"ارے پاپا۔۔میرے کچھ خاص مہمان غلطی سے آپ لوگوں کے معزز مہمان بن بیٹھے ہیں، ہم تو بس اُن کو لینے آئے ہیں"۔۔وہ نبیل کو دیکھ کر بولا۔۔

"یہ سب کیا ڈرامہ ہے۔۔؟؟۔۔آپ کے بیٹے کو اتنی تمیز نہیں ہے کہ نکاح جیسے مُقدس موقع پر ایسی بیہودہ حرکت کیا مطلب ہے اِس کا"۔۔ نبیل کی ماں اچانک کھڑی ہوئی تھیں۔۔زید بھی پیشانی پر بل لیے داؤد کو گھورتا کھڑا ہوا تھا۔۔

"اگر ایسی بات ہے تو شرم آپ کے بیٹے کو آنی چاہیئے"۔۔وہ ایک دم آگے بڑھتا اُسے کالر سے پکڑ کر زمین پر گِرا چُکا تھا۔۔ نبیل کے گلے میں پہنا ہار داؤد نے زور سے کھینچا تھا۔۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے داؤد۔۔؟؟"۔۔زید آگے بڑھا تھا۔۔

"مجھے میرا کام کرنے دیں"۔۔وہ جیب سے پسٹل نکالتا نیچے گرے نبیل پر تان گیا تھا۔۔

عبیر نے دونوں ہاتھ اپنے ہونٹوں پر رکھے تھے۔۔

"داؤد"۔۔کئی آوازیں اُٹھی تھیں۔۔

"معصوم لڑکیوں کو اپنے جال میں پھنسا کر اُن کی ویڈیوز بنا کر اُنہیں بلیک میل کرتا ہے، کمینے"۔۔اب کے اُس نے نبیل کے پیٹ میں لات ماری تھی وہ بُلبلایا تھا۔۔عادِل صاحب صوفے پر گِرے تھے یوسف

صاحب نے بھائی کو سنبھالا تھا۔۔

"میرا بیٹا ایسا نہیں۔۔"۔۔اُس کی ماں آگے بڑھی تھیں۔۔

"وہیں رُکیں"۔۔وہ ہنوز پسٹل نبیل پر تانے اُن کی طرف ایک ہاتھ اُٹھا گیا تھا۔۔

"اور تُو۔۔خود بتا سب کو کمینے، حرامزادے کیا کرتا ہے تو"۔۔ایک نظر دُلہن بنی عبیر کو دیکھتا آج جیسے اُس نے خود پر آپا کھویا تھا۔۔اُس کے سر کے بالوں کو پکڑ تا وہ چیخا تھا۔۔

"مم۔۔مجھے معاف کر دو"۔۔ نبیل نے اُس کے پیر پکڑے تھے۔۔

"بتا سب کو کمینے۔۔"۔۔داؤد نے پسٹل اُس کے سر پر ماری تھی وہ کراہا تھا۔۔داؤد کا چہرہ شدتِ جذبات سے سُرخ ہو رہا تھا۔۔

"میں یہ شا۔۔شادی دِل سے۔۔کر رہا۔۔آہ۔۔"۔۔اُس سے پہلے کہ وہ جُملہ پورا کرتا اُس کے مُنہ پر پڑنے والے داؤد کے زوردار مُکے سے خون کا فوارہ نکلا تھا۔۔

"چھوڑو۔۔چھوڑو میرے بیٹے کو۔۔میں تمہارے خلاف ہائی کورٹ جاؤں گی۔۔تم۔۔۔"۔۔نبیل کی ماں تڑپتی ہوئی آگے بڑھی تھی۔۔ عبیر کو چکر آیا تھا۔۔

"عبیر"۔۔۔ایمن نے اُس کے ہاتھ سہلائے تھے۔۔

"ایمن، تانی عبیر کو ڈریسنگ روم لے جاؤ"۔۔یوسف صاحب کے کہنے پر اُنہوں نے اُسے اُٹھایا تھا۔۔جو ایک زندہ لاش کی مانند اُن کے ساتھ گھسٹتی جا رہی تھی جیسے۔۔

"بول کمینے بتا اپنی ماں کو۔۔ کتنی معصوم بچیوں نے تیری وجہ سے خود کُشی کی ہے"۔۔وہ اُس کے سر کے بال اپنی مُٹھی میں لیتا بولا۔۔اپنے کان میں پڑنے والے اِن جان لرزا جُملوں نے اُس کی آدھی جان نکالی

تھی۔۔

"اگر۔۔یہ نہ آتے۔۔تو"۔۔اِس سوچ کے آتے ہی وہ لڑکھڑائی تھی۔۔

"سر اِسے ہمارے حوالے کر دیں"۔۔لطیف نے اُسے روکنا چاہا تھا جو غیض و غضب سے نبیل کی جان لینے کے درپے تھا۔۔

"ہاں میں۔۔ویڈیوز بناتا۔۔۔لیکن۔۔یہ۔۔شا۔۔شادی۔۔میں۔۔پورے۔۔خلوص۔۔"۔۔اِس سے پہلے کہ وہ جُملہ پورا کرتا وہ اُس پر پل پڑا تھا

"داؤد۔۔۔داؤد۔۔سر"۔۔زید، لطیف اور اُس کے بندوں نے بمُشکل اُسے قابو کیا تھا۔۔

....

"میری بیٹی۔۔میری بچّی۔۔"۔۔اسماء صوفے پر دائیں بائیں سر ہلاتی رو رہی تھیں۔۔

"شُکر کرو اسماء ہماری بچّی غلط ہاتھوں میں جانے سے بچ گئی"۔۔نعیمہ نے اُنہیں تسلی دی تھی جبکہ اُن کا اپنا لہجہ نم تھا۔۔

آدھے مہمان چلے گئے تھے کچھ تماشہ دیکھنے کے لیے رُک گئے تھے۔۔

"ایسے۔۔ایسے کسی لڑکی کی بارات۔۔آکر چلی جائے۔۔میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔۔ہم سے کیا غلطی ہوئی۔۔اُس نے تو فیصلے کا حق ہمیں دیا تھا۔۔ہم نے خود اُس کے لیے۔۔"۔۔وہ عادل صاحب کا ہاتھ تھامے بُری طرح رو رہی تھیں۔۔

"تو عبیر عادِل میری باری میں تم نے فیصلے کا اختیار اپنے پاس ہی رکھا تھا"۔۔وہ اپنے بالوں کو پیچھے کرتا خود پر ہنسا تھا۔۔

"اسماء سب جانتے ہیں ہماری بیٹی کا اِس میں کوئی قصور نہیں ہے۔۔ اللہ اُس کے نصیب اچھے کرے گا۔۔ ابھی چلو بس۔۔ اُس کا بھی سوچو اُس پر کیا گزر رہی ہو گی۔۔ گھر چلو"۔۔ عادِل صاحب گلوگیر لہجے میں بولتے اُن کو ہاتھ سے اُٹھاتے بولے تھے۔۔

"زید سمیٹو سب یہ۔۔ بھائی۔۔ آپ سب مہمانوں سے میری طرف سے معذرت کر لیں۔۔ کھانا کھا کر جائیں"۔۔ وہ کِسی کی طرف دیکھے بغیر بولتے جا رہے تھے۔۔ یوسُف صاحب جو کب سے بھائی کا غم اپنے دِل پر محسوس کر رہے تھے۔۔ ایک دم آگے بڑھ کر اُن کے کندھے پر ہاتھ رکھ گئے تھے۔۔ وہ ضبط نہ کرتے اُن کے کندھے پر سر رکھتے رو دیئے تھے

"او بھائی کچھ آنسو بیٹی کو رُخصت کرتے وقت کے لیے بھی بچا رکھو"۔۔ وہ اپنے آنسو روکتے مُسکرا کر بولے تھے۔۔ یوسُف صاحب کے کہنے پر عادِل صاحب نے چونک کر سر اُٹھایا تھا۔۔ داوؑد جو فون پر مصروف تھا ایک نظر باپ کو دیکھا تھا جو اُسے ہی دیکھ کر مُسکرا رہے تھے۔۔

اُس کے آس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجی تھیں۔۔

"میری بیٹی دُلہن بنی اگر اپنے ہی باپ کے گھر واپس چلی جائے تو شاید میں خود کو کبھی معاف نہ کر پاؤں"۔۔ وہ کہتے ہوئے داوؑد کی طرف بڑھے تھے۔۔ جِس نے خود پر ضبط کرتے سختی سے دانت پر دانت جمائے تھے۔۔

"میں تو کل بھی اِسے تمہاری فرزندی میں دینے آیا تھا اور آج بھی اپنے فیصلے پر قائم ہوں"۔۔ یوسُف صاحب داوؑد کی گردن میں ہاتھ ڈالے اُسے ساتھ لیے عادِل صاحب کے سامنے لائے تھے۔۔

عادِل صاحب نے ایک نظر اُس کے سپاٹ چہرے پر ڈالی تھی۔۔

"میری بیٹی کی کم عقلی تھی۔۔ میں معافی۔۔"۔۔وہ اُس کے سامنے اپنے ہاتھ جوڑتے رو دیئے تھے۔۔

جب وہ اچانک اُن کے ہاتھ تھام گیا تھا۔۔

"نہیں چاچو۔۔ ایسا کر کے مجھے شرمندہ نہ کریں"۔۔وہ اُنہیں گلے لگا گیا تھا۔۔

ماحول پل میں بدلہ تھا۔۔لائبہ بھاگی بھاگی ڈریسنگ روم آئی تھی۔۔

"چلو جی بی بنو کو تیار کرو۔۔ نکاح خواح کو دیر ہو رہی ہے "۔۔اُس کے شوخی سے بولنے پر ایمن تانیہ اور عبیر تینوں نے ہی ہونق پنے سے لائبہ کو دیکھا تھا، جو ہونٹوں پر شریر سی مُسکراہٹ دبائے عبیر کی طرف بڑھی تھی۔

"جب ہیرو کوئی اور تھا تو وِلن ہیروئین کیسے لے جاتا بھلا"۔۔اُس نے اُس کے ماتھے کا ٹیکا دُرست کیا تھا۔۔ عبیر کا دِل سُکڑ کر پھیلا تھا

"کیا سسپینس پھیلا رہی ہو لائبہ "۔۔تانیہ نے چِڑ کر اُس کے بازو پر تھپڑ مارا تھا۔۔

"اتنی زبردست اینٹری دی ہے ہیرو نے۔۔ وِلن کو مار مار کر جیل پہنچا دیا ابھی بھی نام لینا ضروری ہے کیا"۔۔لائبہ نے بُرا سا مُنہ بنا کر اپنا بازو سہلایا تھا۔۔ عبیر کا حلق خُشک ہوا تھا۔۔

"یاہو!!۔۔میری دُعائیں قبول ہوئیں عبی"۔۔وہ چیختی ہوئی بے ساختہ اُس کے گلے لگی تھی جو آنے والے واقت کا سوچتی خوف سے اپنے ہوش کھونے کو تھی۔۔

"مم۔۔ مما۔۔ یہ ٹھیک نہیں"۔۔اُس نے اسماء کے سامنے احتجاج کرنا چاہا تھا کیونکہ اُسے پتا تھا وہ اب ایسا بلکل نہیں چاہے گا۔۔

"عبیر یہ میرے جُڑے ہاتھ ہیں۔۔ اپنے باپ کی سانسوں پر رحم کرو۔۔ تمہاری ضد نے ہی یہ دن دکھایا

ہے"۔۔اُنہوں نے اُس کے سامنے روتے ہوئے ہاتھ جوڑے تھے۔۔

....

"ایم۔۔ایمی۔۔مت جاؤ۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔میں سچ میں بے ہوش ہو جاؤں گی"۔۔وہ اُس کا شرارا بیڈ پر پھیلاتی اُٹھنے کو تھی جب عبیر اُس کے ہاتھ تھام گئی تھی۔۔

"کوئی بات نہیں بھائی تمہیں ہوش میں لے آئیں گے فِکر نہیں کرو"۔۔وہ شوخی سے بولی تھی۔۔عبیر کے دل کی دھڑکن آج ریکارڈ بنانے کے موڈ میں تھی شاید۔۔

"ایمن۔۔مم۔۔"۔۔وہ روہانسی ہوئی تھی۔۔

"یار پاگل ہو گئی ہو کیا۔۔بھائی تمہیں دیکھتے ہی دیوانے ہو جائیں گے۔۔مجھے پورا یقین ہے تمہیں اُن کے غصّے کے بجائے اُن کا پیار سنبھالنا مُشکل ہو جا۔۔۔"

"بدتمیز۔۔ایمی۔۔"۔۔اُس کا چہرہ شرم سے سُرخ ہوا تھا۔۔دونوں بھائی بہن اُس کی جان لینے کے درپے تھے شاید آج۔۔

"ایمی باہر آؤ ذرا دُلہے صاحب کی جیب ہلکی کروائیں، پھر دُلہن کا دیدار نصیب ہو گا"۔۔تانیہ کی پُر شوخ آواز پر ایمن باہر بھاگی تھی جبکہ وہ بے ساختہ اپنے دِل پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔جو پسلیاں توڑ کر اب باہر آنے کو بے تاب تھا۔۔

"ہٹو ایمی سامنے سے"۔۔وہ خشک لہجے میں بولا تھا۔۔اُس کے اُکھڑے اُکھڑے لہجے سے اندر بیٹھی وہ مزید کانپی تھی۔۔

"ایسے ہی ہٹ جائیں۔۔بھئی مُفت میں بیٹھے بٹھائے ایسی پیاری نازک سی دُلہن مِل گئی ہے جناب کو۔۔

جیب خالی کرو شاباش"۔۔ تانیہ نے دروازے پر مزید پھیل کر اپنا ہاتھ اُس کے سامنے پھیلایا تھا۔۔

"نہیں خیر مُفت کی تو نہیں ہے۔۔ ایمرجینسی میں بھی اپنا پورا خرچہ کروا گئی ہیں مُحترمہ"۔۔ اُس کے لباس اور جیولری کے برابر کی رقم اِسی وقت نبیل کے گھر بجھوادی تھی اُس نے۔۔ یہ بات ابھی ایمن اُسے بتا چکی تھی۔۔

اِس بات سے اندازہ ہو رہا تھا کہ داؤد یوسُف اپنے حق پر کِسی اور کی ذرا سی بھی مُداخلت برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔

"چلیں آپ نے ثابت کر دیا کہ وہ آپ کی ہی ہیں، اُن کے سارے خرچے بھی آج سے آپ کے"۔۔ لائبہ نے شرارت سے کہا تھا۔۔ عبیر کی ہارٹ بیٹ مِس ہوئی تھی۔۔

"بلکل اور میں اپنی چیز کا ٹیکس ادا کر چُکا ہوں اب ہٹو سامنے سے سب"۔۔ وہ بیزاری سے بولتا ایمن کو بازو سے پکڑتا بولا۔۔

"ارے ارے بھائی یہ والا ٹیکس سب سے امپورٹنٹ ہوتا ہے۔۔ اِس کی ادائیگی کے بعد ہی دُلہن ملتی ہے"۔۔ ایمن نے لاڈ سے اُس کا بازو تھاما تھا۔۔

"ایمی میں بہت تھکا ہوا ہوں سیریسلی۔۔۔ یہ لو۔۔ یہ تم لوگ رکھ لو اب ہٹو"۔۔۔ وہ اپنا پورا والٹ اُن کی طرف بڑھاتا بولا۔۔

"بڑی جلدی ہے اندر جانے کی جناب کو"۔۔ تانیہ نے آنکھیں گُمائی تھیں۔۔ داؤد نے لب بھینچے تھے۔۔

"ارے ارے بھائی سارا نہیں بس ففٹی تھاؤزنڈز"۔۔ وہ اُس کے والٹ سے پچیس ہزار اور اے ٹی ایم کارڈ نکال کر والٹ واپس اُسے دیتی سامنے سے ہٹ گئی تھی۔۔ اُس نے گہرا سانس لے کر اُس کے ہاتھ

سے والٹ لیا تھا پھر کمرے کا دروازہ کھولا تھا جب ایمن نے اُسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔۔

"بھائی آئی لو یو آلاٹ"۔۔ وہ شدتِ جذبات سے زور سے اُس کے گلے لگ کر نم لہجے میں بولتی باہر بھاگی تھی۔۔ وہ مُسکرایا تھا۔۔ دروازہ لاک کر کے وہ پلٹا تھا اب اُس کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔ عبیر کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے تھے۔۔

....

صوفے پر بیٹھ کر اُس نے اپنے جوتے اُتارے تھے۔۔ پھر ایک ایک کر کے اپنی قمیض کے سارے بٹن کھولتا چلا گیا تھا۔۔ عبیر نے چور نظروں سے داؤد کے چہرے کو دیکھا تھا۔۔ سپاٹ چہرہ۔۔ دانت پر دانت جمائے دونوں پیر ٹیبل پر رکھے وہ نیم دراز سا تھا۔۔ پھر پاس پڑی پیکٹ سے سگریٹ نکال کر لبوں میں دبائی تھی۔۔ اُس کا دِل خوف سے بند ہونے کو تھا۔۔ جب کمرے میں داؤد کے موبائل بجنے کی آواز نے سکوت توڑا تھا

"مار سالے کو، اتنا مار کے اپنا نام تک بھول جائے۔۔ اور جب تک اپنے گینگ کے سربراہ کا نام نہ بتائے مارتا جا اُس کمینے کو"۔۔ دو چار مُہذب گالیوں سے نوازتا وہ فون بند کر کے اچانک کھڑا ہوا تھا۔۔

پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا اُس تک آیا تھا۔۔ اُس کا دل حلق میں آیا تھا جیسے۔۔ آنکھیں میچے اُس نے سر کو جُھکایا تھا۔۔

"اِسے میری ہار مت سمجھنا"۔۔ اُس کے پاس بیٹھ کر وہ اُس کے دوپٹے میں ہی اُس کے بالوں کو اپنی گرفت میں کرتا اُس کے سر کو اونچا کر گیا تھا۔۔

"آہ"۔۔ اُس کے حلق سے ہلکی سی چیخ برآمد ہوتی دم توڑ گئی تھی وہ بے ساختہ اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ پر رکھ

گئی تھی۔۔

"مجھ۔۔مجھے درد ہو رہا۔۔ہے"۔۔ آنکھوں میں پانی لاتی وہ سِسکی تھی۔۔داؤد کی نظریں اُس کے سُرخ لپ اسٹک سے سجے کپکپاتے ہونٹوں سے ہوتی اُس کی شفاف گردن پر آٹھہری تھیں۔۔

خود بخود ہی اُس کی گرفت اُس کے بالوں پر ہلکی ہوئی تھی۔۔وہ مزید اُس پر جُھکا تھا۔۔اُس کی گرم گرم سانسیں عبیر کی گردن کو جھلسا رہی تھیں۔۔اُس نے آنکھیں بند کی تھیں۔۔اُس کا ہاتھ ابھی بھی اپنے سر پر رکھے داؤد کے ہاتھ پر تھا

"یہ مت سمجھنا کہ تم نے داؤد یوسُف کو ہرا دیا ہے۔۔یہ تمہاری ہار ہے مسز عبیر داؤد۔۔کہ نہ چاہتے ہوئے بھی تم آج داؤد یوسُف کی سیج سجائے بیٹھی ہو"۔۔وہ اپنی اُنگلی اُس کی ٹھوڑی سے نیچے لاتے اُس کی گردن پر سجے نیکلیس تک لایا تھا۔۔۔اُس کے لمس پر عبیر کا دم نکلنے کو تھا۔۔اُس نے آنکھیں کھولی تھیں اپنی۔۔کیا نہیں تھا اُن آنکھوں میں دُکھ،تکلیف۔۔اور شاید اُس کی اپنی مُحبت بھی ماتم کناں تھی اِس سمے۔۔داؤد ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ ہٹاتا جیسے ہوش میں آیا تھا۔۔اُس کی گردن کو ایک جھٹکا لگا تھا۔۔وہ گہرے گہرے سانس لیتی چہرہ جُھکائے رونے لگی تھی۔۔

"میں اُن مردوں میں سے نہیں ہوں جو اپنا حق چھوڑ دیتے ہیں"۔۔وہ اُس کا چہرہ اپنے آہنی ہاتھ میں لیتا بولا۔۔عبیر کا دِل سکڑا تھا۔۔چہرہ کسی احساس کے تحت لال بھبھوکا ہوا تھا۔۔اُس نے اپنی سِسکی روکی تھی۔۔

"آج تم اپنی پسندیدگی کا ماتم مناؤ۔۔کسی کی تمہارے لیے وہ پسندیدگی جِس کا دعوا تم نے میرے سامنے کیا تھا۔۔پھر داؤد یوسُف کا دِل چاہا تو تمہاری اُس مُحبت کو اعزاز بخشے گا جو تمہارے دِل میں ہے"۔۔وہ اُس کا

چہرہ چھوڑتا اُس کے سامنے سے اُٹھا تھا پھر اپنا ٹراؤزر ٹی شرٹ نکال کر واشروم میں بند ہوا تھا۔۔

اُس کے ناروا سلوک پر عبیر کا دِل کرچی کرچی ہوا تھا۔۔وہ ٹانگیں سمیٹتی اپنے گھٹنوں پر سر دیئے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

"میں نے تمہاری مُحبت کو قبول کرتے سچّے دل سے تمہاری طرف بڑھنا چاہا تھا عبیر۔۔تم نے میری انا کو چوٹ پہنچائی ہے۔۔نقصان تو ہو گا اور دونوں کا ہی ہو گا"۔۔وہ شیشے میں اپنے عکس کو دیکھتا اپنی اندر کی کھولن کم کرتا بولا۔۔

....

وہ اپنی ناقدری پر بے شمار آنسو بہا کر مُنہ دھوتی باہر آئی تھی۔۔کمرے کی لائیٹ آف تھی اور اے سی کی کولنگ سے کمرہ بے تحاشہ ٹھنڈا ہو رہا تھا، سارے کمرے میں سگریٹ اور پرفیوم کی مہک رچی بسی تھی۔۔سامنے ہی وہ پیر پر پیر رکھے گیلے بکھرے بال لیے بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔۔اُس ستم گر پر ایک نگاہ ڈالتے ہی عبیر کی آنکھیں پھر سے بھیگی تھیں۔۔

اپنا بھاری لباس اور جیولری وارڈروب میں رکھ کر وہ صوفے پر لیٹنے کو تھی جب اُس کی آواز پر ٹھٹکی تھی۔۔

"وہاں کہاں سو رہی ہو۔۔؟؟"۔۔وہ اُٹھ کر بیٹھا تھا۔۔عبیر کی جان ہوا ہوئی تھی۔۔

"مجھے یہ ڈرامے پسند نہیں ہیں۔۔بیڈ پر آؤ"۔۔اُس کی سرد ناگوار آواز پر وہ اُٹھی تھی۔۔

اپنے گرد عروسی ڈوپٹہ پھیلاتی مرے مرے قدموں سے وہ بیڈ کی دوسری سائیڈ آئی تھی۔۔

"میں اپنے حق سے دستبردار نہیں ہوتا اور اپنے ہی حق کو لینا اگر زبردستی کہلائے گا تو یہ مُضحکہ خیز بات

ہے۔۔ جو چیز میری ہے وہ میری ہے، اُس کے لیے مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے حتیٰ کہ تم سے بھی نہیں، اِس لیے آرام سے سو جاؤ"۔۔ وہ مخالف سمت کروٹ لے گیا تھا۔۔ وہ ایک لمحے لے لیے سُن سی ہوئی تھی پھر بہت ہی آہستہ سے بیڈ پر لیٹی تھی۔۔ دل کی دھک دھک جاری تھی۔۔ اُس نے اپنے اوپر اپنا بھاری ڈوپٹہ پھیلایا تھا اُس کے خوف سے نیند میں جاتی بند آنکھیں بار بار کھولتی وہ داؤد کو ایک نظر دیکھتی پھر آنکھیں بند کر جاتی تھی۔۔ اُسے ہنوز کروٹ کے بل لیٹتے دیکھ کر بھی وہ مُطمئن نہیں ہو پا رہی تھی۔۔ کِس خیال کے تحت اُس نے اپنے سر سے تکیہ نکال کر اُس کے اور اپنے درمیان رکھا تھا کچھ ہی دیر میں وہ نیند کی آغوش میں کھوئی تھی۔۔

داؤد نے کروٹ لی تھی۔۔ اُس کا ہاتھ درمیان میں رکھے تکیے پر پڑا تھا۔۔

"اوہ بہت خوب تو یہ حفاظتی تدبیر کی ہے محترمہ نے ایس پی داؤد یوسف سے بچنے کے لیے"۔۔ ایک محظوظ کن مُسکراہٹ نے داؤد کے لبوں کو چُھوا تھا۔۔ وہ ہنوز اُس پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔ جو ڈوپٹے میں خود کو چھپائے سردی سے بچنے کی ناکام کوشش میں بیڈ کے بلکل کنارے پر سُکڑی سمٹی لیٹی ہوئی تھی۔۔

داؤد کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ اپنے اوپر سے ایک دم ڈوپٹہ ہٹاتی اُٹھ کر بیٹھی تھی۔۔ آنکھیں ہنوز بند تھیں یعنی وہ نیند میں تھی۔۔ بکھرے بال، ڈوپٹے سے بے نیاز وجود، اُس کی گہری نظروں نے اُس کے بے ترتیب حلیے کا بغور جائزہ لیا تھا۔۔ اُس نے بند آنکھوں سے ہی اپنے اُوپر سے مکمل ڈوپٹہ اُتار کر درمیان میں رکھے تکیے پر پھینکا تھا پھر اُس کے قریب ہوتی گڑاپ سے اُسی کے بلینکٹ میں گھسی تھی۔۔

"ایڈیٹ"۔۔ عادت کے مُطابق اُس نے اپنی شرٹ اُتاری تھی پھر دوبارہ کروٹ لے کر سونے کی

کوشش کرنے لگا تھا۔۔

....

اچانک سردی کے احساس سے اُس کی آنکھ کُھلی تھی۔۔ اپنے بہت ہی قریب اُسے بنا شرٹ کے سوئے دیکھ کر اُس کے چھکے چھوٹے تھے۔۔ وہ ایک دم پیچھے ہوئی تھی، وہ آدھے سے زیادہ بلینکٹ پر قبضہ کیے ہوئے اُس کے حفظ ماتقدم کے تحت رکھے گئے تکیے کو اپنی بانہوں میں لیے اُس کے بہت ہی قریب گہری نیند سو رہا تھا۔۔

عبیر کی آنکھیں شرم سے جُھکی تھیں، تیز ہوتی دل کی دھڑکن کے ساتھ سانس روک کر وہ آہستہ سے بیڈ سے اُتری تھی۔۔ دروازے کی طرف بڑھتے اُس نے گھڑی پر نظر ڈالی تھی ساڑھے تین بج رہے تھے۔۔ آہستہ سے دروازہ کھول کر اُس نے ایک نظر پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔۔ وہ مُخالف سمت کروٹ لیے ہوئے تھا۔۔ اُس کی کندھوں اور پُشت پر نگاہ پڑتے ہی اُس کے دِل کی دھڑکن اب رُکی تھی وہ جلدی سے باہر نکلی تھی احتیاط سے دروازہ بند کر کے کب کی رُکی سانس بحال کرتی وہ تیزی سے برابر والے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتی بیڈ پر سوئے وجود کے ساتھ بلینکٹ میں گھسی تھی۔۔

....

الارم کی آواز پر وہ کسمسائی تھی، جب اُس کے ساتھ لیٹے ہوئے وجود نے حیرانی سے اُس پر سے بلینکِٹ ہٹا کر آنکھیں پھاڑ کر اُسے دیکھتے ہوئے سائیڈ لیمپ آن کیا تھا۔۔ اُس نے آنکھوں پر بازو رکھے کروٹ لی تھی

"تم۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو عبی۔۔؟؟"۔۔ وہ اُٹھ کر بیٹھتی دبی آواز میں چِلائی تھی۔۔

"ڈانس کر رہی ہوں"۔۔ جواب بڑے ہی پُر سکون انداز میں دیا گیا تھا۔۔

"اللہ کو مانو عبیر، رات تمہاری شادی ہوئی ہے اور تم میرے ساتھ سو رہی ہو۔۔ عقل گھاس چرنے گئی ہے تمہاری"۔۔ غصّے سے بولتے ایمن نے اُس کا رُخ اپنی طرف کیا تھا۔۔

"ہاں تو۔۔ میں نہیں سو سکتی اُن کے پاس، سارے کے سارے بلینکِٹ پر قبضہ جمائے سو رہے ہیں وہ اور اُوپر سے شرٹ اُتار کر سوتے ہیں"۔۔ وہ کروٹ بدلتی اُس کو دیکھ کر غصّے سے بولی تھی۔۔ ایمن نے اپنا ماتھا پیٹا تھا۔۔ لیکن اُس سے پہلے وہ کچھ کہتی جب پیچھے سے آتی آواز پر دونوں ہی چونکی تھیں پر اُس کا دِل حلق میں آیا تھا۔۔

"کمرے میں چلو عبیر"۔۔ وہ دروازہ کی ناب پکڑے سخت تیوروں سے اُسے گھور رہا تھا۔۔ ایمن نے پلٹ کر بھائی کو دیکھا تھا پھر اُسے دیکھا تھا۔۔

"میں سو رہی ہوں"۔۔ اُس کے سب کچھ سُن لینے کے خیال سے اُس نے خفت سے بلینکِٹ میں مُنہ چھپایا تھا۔۔۔

"عبیر اُٹھو کیا کر رہی ہو"۔۔ ایمن بھائی کے غصّے سے خائف ہوتے بلینکٹ کھینچ کر منمنائی تھی۔۔

"رات کو میرا کم تماشہ بنا تھا جو اِس طرح کی اسٹوپڈ حرکت کر کے تم مزید میرا تماشہ بنانا چاہتی ہو"۔۔ وہ غصّے سے کہتا اُس تک آیا تھا پھر زور سے اُس کے اوپر سے بلینکٹ کھینچا تھا۔۔ وہ ہڑبڑائی تھی۔۔

"اپنے پیروں پر چل کر جاؤ گی یا میں اُٹھاؤں تمہیں"۔۔ وہ سنجیدگی سے کہتا اُس پر جُھکا تھا۔۔ وہ ایک دم پیچھے ہٹی تھی۔۔

"مم۔۔ میں خود جاؤں گی"۔۔ وہ ایمن کے اُوپر چڑھتی دوسری سمت سے اُتری تھی۔۔ چوٹ لگنے کے باوجود ایمن نے ہنسی روکنے کے چکر میں اپنے دونوں ہاتھ ہونٹوں پر رکھے تھے۔۔ وہ اُسی تیزی سے کمرہ

چھوڑ گئی تھی۔۔

"ایڈیٹ"۔۔وہ زیرِ لب بڑبڑاتا اُس کے پیچھے گیا تھا۔۔

"اُففف یہ عبیر کی بچّی۔۔پٹے گی کسی دن"۔۔ایمن دائیں بائیں سر ہلاتی وضو کرنے واشروم کی طرف بڑی تھی۔۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ کہیں بھی نہیں تھی جب اچانک اُس کی نگاہ اپنی سائیڈ کے بیڈ پر پڑی تھی وہ اُس کے تکیے پر سر تا پیر بلینکٹ میں گھسی ہوئی تھی۔۔ایک لمحے کو آنکھیں بند کرتے داؤد نے گہرا سانس لے کر آنکھیں کھول کر خود پر قابو پایا تھا۔۔

"ہائے یہ میں کہاں سو رہی ہوں"۔۔بلینکٹ اور تکیے سے آتی داؤد کے وجود کی مہک سے اُس نے سانس روکی تھی۔۔

واشروم کے دروازہ بند ہونے کی آواز پر اُس نے بلینکٹ سے سر نکالا تھا۔۔

"اُففف"۔۔وہ جمپ مار کر بیڈ سے اُٹھی تھی، ارادہ نماز پڑھنے کا تھا

....

"میری بات سُنو تم"۔۔وہ نماز پڑھ کر اب جاگنگ کے لیے جانے کو تیار تھا۔۔

وہ جو واپس سونے کے لیے بیڈ پر دراز ہونے کو تھی اُس کی آواز پر رُکی تھی پر پلٹی نہیں تھی۔۔وہ سیخ پا ہوا تھا

"تم سے بات کر رہا ہوں میں"۔۔ایک دم آگے بڑھ کر اُسے بازو سے پکڑ تا اُس کا رُخ اپنی طرف کر گیا تھا۔۔

وہ جو اِس حملے کے لیے تیار نہیں تھی، اُس کا سر زور سے اُس کے سینے سے ٹکرایا تھا۔۔

"اُفف"۔۔ اُسے دِن میں تارے دکھے تھے۔۔ وہ ایک دم پیچھے ہٹنے کو تھی جب وہ سختی سے اُس کی کمر میں بازو حمائل کرتا اُسے اپنے نزدیک کر گیا تھا۔۔ عبیر کا حلق خُشک ہوا تھا۔۔

"میں شرٹ پہن کر سوؤں، نہ پہن کر سوؤں۔۔ اُلٹا سوؤں یا سیدھا تمہیں اِس کمرے میں اِس بیڈ پر ہی سونا ہے۔۔ اپنے دماغ میں یہ بات بٹھالو سمجھ آئی"۔۔ وہ خود پر قابو پاتی گہرے گہرے سانس لیتی اُس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔ ہمیشہ کی طرح داؤد کی سختی اور بے اعتنائی اُس کی آنکھیں نم کر گئی تھیں۔۔ اُس کی قُربت۔۔ اُس کی آنکھوں کی سرد مہری نہ برداشت کرتے عبیر نے گردن موڑی تھی۔۔ جب وہ اُس پر جُھکا تھا۔۔ وہ اب اُس کی سانسیں اپنے کان کے پاس اور گردن پر محسوس کر رہی تھی۔۔

"تمہیں میری عادتوں سے سمجھوتا کرنا پڑے گا عبیر داؤد۔۔"۔۔ اُس کی کان کی لو کو نرمی سے اپنے لبوں سے چھوتا وہ اُس کی جان نکال گیا تھا۔۔ وہ لرزی تھی۔۔ اپنے دل کو مزید گُستاخی پر آمادہ دیکھ کر اُس کے سُرخ چہرے سے بمُشکل نگاہ چُراتے داؤد نے ایک جھٹکے سے اُسے چھوڑا تھا وہ لڑکھڑا کر بیڈ پر گرنے کے انداز سے بیٹھی تھی۔۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھے بغیر کمرے سے نکل گیا تھا وہ بیڈ پر سر رکھتی رو دی تھی۔۔

"سمجھتے کیا ہیں یہ خود کو۔۔ میں بھی اب خاموش نہیں رہوں گی"۔۔ وہ بے دردی سے اپنے آنسو صاف کرتی سونے لیٹی تھی۔۔

....

کمرے میں ہوتی کھٹ پٹ سے اُس کی آنکھ کھلی تھی۔۔ چہرے سے ذرا سا بلینکٹ ہٹا کر دیکھا کھڑکیوں سے پردے ہٹے ہوئے تھے اُس نے آنکھیں بند کر کے کھولی تھیں سامنے ہی وہ صرف خاکی پینٹ میں

ڈریسنگ ٹیبل کے پاس کھڑا تھا۔۔ شرٹ نِدارد تھی۔۔

"اُفف لگتا ہے اِنہیں شرٹ پہننے کا شوق ہی نہیں ہے"۔۔ بلینکٹ دوبارہ سر پر لیے وہ بڑبڑائی تھی۔۔

داؤد نے شیشے سے اُس کی حرکت کو نوٹ کیا تھا۔۔ دو منٹ بعد اُس نے پھر سے بلینکٹ سر سے ہٹا کر اُسے دیکھا تھا لیکن وہ اُسی حالت میں بالوں میں برش پھیر رہا تھا۔۔ اُس نے پھر سے بلینکٹ اپنے سر پر لیا تھا۔۔

داؤد نے پلٹ کر بیڈ پر رکھی اپنی شرٹ اُٹھا کر پہنی تھی، پھر اپنے جوتے لیے وہ بیڈ پر بیٹھا تھا۔۔

"پہن چُکا ہوں میں شرٹ، اب تم اطمینان سے مجھے دیکھ سکتی ہو۔۔"۔۔ اُس کی بات پر اُیک لمحے کو وہ بلینکٹ کے اندر ہی ساکت ہوئی تھی۔۔

"چاہے تو سامنے آکر بھی دیکھ سکتی ہو"۔۔ اب کے اُس نے ایک جھٹکے سے اپنے سر سے بلینکٹ ہٹایا تھا۔۔

"خوش فہمی ہے آپ کی جو میں آپ کو دیکھ رہی تھی"۔۔ وہ سامنے دیکھتی بولی لیکن اُسے اپنی سائیڈ پر بیڈ پر بیٹھے پایا تھا۔۔ وہ بیلٹ ہاتھ میں لیے کھڑا ہوا تھا اُس کی بات پر وہ ایسے ہنسا تھا جیسے کِسی بچّے کی بات پر ہنستے ہیں۔۔ ایک پل کو تو وہ اُس کے ہنستے ہوئے چہرے میں کھوئی تھی۔۔

"کیا بہت پیارا لگ رہا ہوں مسز۔۔؟؟۔۔ ویسے اگر اتنا ہی پیارا لگتا ہوں تو کل کِسی اور کی ارمانوں کی سیج۔۔"۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ جُملہ پورا کرتا احساسِ توہین سے وہ سلگتی اُٹھ کر بیٹھی تھی۔۔

"آپ میری انسلٹ کر رہے ہیں"۔۔ وہ غصّے سے بولی تھی۔۔

"تمہیں پتا ہے انسلٹ کیا ہوتی ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ بیڈ پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتا اُس کی طرف جُھکا تھا۔۔ وہ ایک دم پیچھے ہٹی تھی۔۔

"میں نے منع کیا تھا، پہلے بھی منع کیا تھا رات بھی منع کیا تھا۔۔رات کسی نے میری نہیں۔۔"۔۔داؤد کا چہرہ ایک دم سُرخ ہوا تھا۔۔

وہ ایک دم اُس کا چہرہ اپنی آہنی ہاتھ کی گرفت میں لے گیا تھا۔۔

"یعنی کہ تم کہنا چاہتی ہو کہ تم نے دو بار مجھے ریجکٹ کیا تھا۔۔؟؟"۔۔دانت دانتوں پر جمائے وہ اب بیڈ پر اُس کے بہت قریب بیٹھا اُس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھامے استفسار کر رہا تھا۔۔آنکھوں سے نکلتے شعلے عبیر کو خوف میں مُبتلا کر گئے تھے۔۔

"آپ کی وجہ سے۔۔مجھے اندا۔۔زہ تھا۔۔کہ اب۔۔آپ ایس۔۔ایسا نہیں چاہتے ہوں۔۔گے"۔۔وہ مارے تکلیف کے رُک رُک کر بولی تھی۔۔

"میں کیا چاہتا تھا۔۔اُس کا تو کسی نے سوچا ہی نہیں ناں۔۔پہلے تم اپنی مرضی کر گئی، رات میرا باپ اپنی مرضی کر گیا"۔۔وہ دھیمی آواز میں غرایا تھا۔۔عبیر کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں میں بہتے اُس کے ہاتھ پر گرے تھے۔۔

"پر اب میں اپنی مرضی کروں گا۔۔میرے آگے زبان چلائی تو پچھتاؤ گی"۔۔اُس نے ایک جھٹکے سے اُس کا چہرہ چھوڑا تھا وہ اپنے گھٹنوں میں چہرہ چھپاتی دبی دبی آواز میں رو دی تھی۔۔

ایک نظر اُس پر ڈالتا وہ کمرے سے نکلا تھا۔۔

....

"داؤد یہ کیا۔۔؟۔۔کہاں جا رہے ہو تم۔۔؟؟"۔۔نعیمہ نے سر سے پیر تک اُسے گھورا تھا جو وردی میں بلکل تیار سیڑھیاں اُترتا آ رہا تھا۔۔

"مام۔۔یونیفارم میں ہوں تو تھانے ہی جارہاہوں گاناں"۔۔وہ ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھتے سامنے پڑے انڈے پراٹھے کو دیکھتے بولا۔۔

"کل تمہاری شادی ہوئی ہے داوٴد۔۔اور یہ اِدھر رکھو تمہارے پاپا کا ناشتہ ہے یہ"۔۔وہ حیرت سے اُس کے پاس جاکر بولی پھر اُس کے آگے سے پلیٹ اٹھانی چاہی تھی۔۔

"میری شادی نہیں آپ دونوں کی بیٹی کی۔۔لاڈ بھی اُسی کے اُٹھائیں"۔۔وہ پلیٹ دوبارہ اُن کے ہاتھ سے لیتا ناراضگی سے بولا تھا۔۔

"اِس بات سے کیا مطلب لیں ہم داوٴد۔۔؟؟"۔۔یوسُف صاحب اُس کی بات سُن کر ڈائینگ ٹیبل کی طرف آتے سنجیدگی سے گویا ہوئے تھے۔۔

"پاپا۔۔آپ نے بولا نکاح کرلو کرلیا۔۔مان لیا آپ کا کہنا۔۔اب میں اپنی ڈیوٹی پر جارہاہوں۔۔بات ختم۔۔"۔۔وہ ماں باپ کو دیکھے بغیر اطمینان سے ناشتہ کررہا تھا لیکن اُس کے لہجے میں اطمینان ہرگز نہیں تھا۔۔

دونوں میاں بیوی نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔۔

"داوٴد دیکھو جو بھی ہوا جیسے بھی ہوا اب ہوگیا ہے۔۔وہ تمہاری بیوی ہے بیٹا"۔۔نعیمہ اُس کی ساتھ والی کُرسی پر بیٹھ کر اُس کے ناراض چہرے کو دیکھتی پیار سے بولی تھیں۔۔

"میں نے کب منع کیا ہے مام۔۔لیکن اِس وقت میری ڈیوٹی آپ کی بیٹی سے ذراسی زیادہ اہمورٹنٹ ہے"۔۔وہ ٹشو سے ہاتھ صاف کرتا کرسی کھسکا کر اُٹھا تھا۔۔

"اور ولیمہ۔۔؟؟"۔۔یوسُف صاحب نے اُسے دیکھا تھا۔۔

"وہ بھی آپ لوگ ڈیسائڈ کر لیں مجھے بتا دیجیئے گا آجاؤں گا"۔۔وہ قدم آگے بڑھانے کو تھا جب یوسف صاحب نے ایک دم اُس کا بازو پکڑ کر اُسے روکا تھا۔۔

"ناراض ہو باپ سے۔۔؟؟"۔۔اُس نے سر اُٹھا کر اُن کی آنکھوں میں دیکھا تھا جہاں واضح ناراضگی ہلکورے لے رہی تھی۔۔

"اتنا تو میرا ابھی حق بنتا ہے کہ میں ناراض ہی ہو سکوں"۔۔وہ روٹھے روٹھے لہجے میں بولا تھا۔۔یوسف صاحب نے بے بسی سے بیوی کو دیکھا تھا۔۔

"آپ کل پرسوں جب چاہیں ولیمہ رکھ لیں، میرے لیے آپ کی عزت سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہے"۔۔ وہ مضبوط لہجے میں کہتا رُکا نہیں تھا۔۔

"کہیں ہم سے زیادتی تو نہیں ہو گئی دونوں کے ساتھ"۔۔ نعیمہ نے اُن کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔اُن کے لہجے میں پریشانی محسوس کر کے اُنہوں نے خود کو سنبھالا تھا۔۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا نعیمہ تم پریشان نہیں ہو۔۔اپنے ردِ عمل میں وہ حق بجانب ہے اور دوسری بات اُس نے عبیر کے لیے خود ہاں کی تھی۔۔اِس کا مطلب اُس کے دِل میں کہیں نہ کہیں عبیر کے لیے پسندیدگی تھی۔۔ عبیر نے اُسے ریجکٹ کر کے اُس کی انا کو ٹھیس پہنچائی ہے"۔۔وہ اب کُرسی پر بیٹھے تھے۔۔

"لیکن کوئی عورت اگر مرد کی انا کو ٹھیس پہنچائے تو وہ اُس عورت کو کبھی قبول نہیں کرتا یوسف"۔۔وہ مزید پریشان ہوئی تھیں۔۔

"وہ اور مرد ہوتے ہوں گے کم ظرف۔۔ ذلیل۔۔یہ ہمارا بیٹا ہے نعیمہ۔۔اور مجھے اپنی تربیت پر پورا

بھروسہ ہے۔۔ تبھی میں نے اُس سے پوچھے بغیر اُس کی زندگی کا اتنا اہم فیصلہ کیا تھا"۔۔ اُن کے لہجے میں داؤد یوسف کے لیے بھروسہ، یقین بول رہا تھا۔۔

"اللہ دونوں کے دِلوں میں پیار محبت پیدا کرے آمین"۔۔ نعیمہ کا لہجہ بھرایا تھا۔۔

"آمین"۔۔ وہ بھی اُمید سے مسکرائے تھے۔۔

"اور ویسے بھی عبیر بہت پیاری سلجھی ہوئی بچّی ہے، سنبھال لے گی تمہارے جِن بیٹے کو"۔۔ وہ اُس کے غصّے کا حوالہ دیتے شرارت سے بولے تھے۔۔

"اب ایسا بھی جِن نہیں ہے میرا بچّہ"۔۔ وہ خفگی سے بولیں تھیں۔۔

"رات دیکھا تھا اُسے۔۔؟؟"۔۔ وہ سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے۔۔

"وہ شخص ہماری بیٹی کی زندگی برباد کرنے والا تھا۔۔ میرا تو سوچ سوچ کر دماغ خراب ہونے لگتا ہے۔۔ داؤد نے اُس کے ساتھ جو کیا ٹھیک کیا۔۔"۔۔ نعیمہ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"اب تو ہماری بچّی محفوظ ہاتھوں میں ہے ناں دعا کریں دونوں کے لیے بس"۔۔ وہ اُن کے کندھے پر ہاتھ رکھتے تسلی دیتے بولے۔۔

....

"لو دُلہے صاحب پولیس اسٹیشن سدھار چکے ہیں اور دُلہن صاحبہ بیڈ توڑ رہی ہیں"۔۔ تانیہ نے اُس کے اُوپر سے بلینکٹ کھینچا تھا۔۔

"آپی۔۔ بھابھی۔۔ آپ لوگ کب آئے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُٹھ کر بیٹھی ٹائم دیکھتی اپنے اُلجھے بال سنوار کر پوچھ رہی تھی۔۔ دس بج رہے تھے

"لگتا ہے بی بنو ساری رات سوئی نہیں ہیں۔۔"۔۔لائبہ کے کہنے پر سب نے ہی اُس کی سُرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھا تھا۔۔ایمن نے اپنی ہنسی چھپائی تھی۔۔

"اوو"۔۔تانیہ کا اووو لمبا تھا۔۔اُس نے لب بھینچے تھے۔۔

وہ اپنی شرٹ درست کرتی نیچے اُتری تھی۔۔

"مُنہ دِکھائی تو نہیں دی ہو گی اُنہوں پر کوئی وعدہ تو کیا ہو گا ناں"۔۔لائبہ نے آنکھیں مٹکائی تھیں،اُس کا موڈ دیکھ کر ایمن نے اُس کے بیگ سے اُس کا ایک نسبتاً ہلکا سا سوٹ نکال کر اُسے تھمایا تھا۔۔

"کیا پتا مُنہ دیکھ کر عملاً مُنہ دکھائی دی ہو داوُد نے"۔۔تانیہ کے کہنے پر اُس کا چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔

"آپی یہ کوئی لو میرج نہیں تھی جو وہ مجھے ساری رات جگا کر مجھ پر فِدا ہوتے"۔۔وہ غصّے سے جو مُنہ میں آیا بولتی واشروم میں گھسی تھی دروازہ زور سے بند کیا تھا۔۔وہ دونوں اچانک خاموش ہوئی تھیں۔۔

"آپی تھوڑا سا ٹائم تو لگے گا ناں"۔۔ایمن دھیمے سے بولی تھی۔۔

....

تین دن بعد اُن کا ولیمہ خیر سے انجام پا گیا تھا۔۔ایمن بہت خوش تھی۔۔

"تمہاری شادی سے سب سے زیادہ فائدہ مجھے ہوا ہے"۔۔وہ اور ایمن لاوُنج میں بیٹھی ہوئی تھیں۔۔اُس کی بات پر عبیر نے ٹی وی سے آنکھ ہٹا کر اُسے دیکھا تھا۔۔

اُس کی شادی کو ایک ہفتہ ہونا آیا تھا۔۔دونوں کے درمیان تعلقات ہنوز سرد تھے۔۔

"مجھے تم ٹوئنٹی فور آورز مِل گئی ناں"۔۔ایمن کی بات پر وہ مُبہم سا مُسکرائی تھی۔۔رات کے سوا گیارہ بج رہے تھے یوسف صاحب اور نعیمہ اپنے کمرے میں تھے۔۔وہ ابھی تک گھر نہیں آیا تھا۔۔

"عَبی۔۔ تم خوش نہیں ہو بھائی کے ساتھ۔۔؟؟"۔۔ ایمن نے اُس کا چہرہ کھوجا تھا۔۔ اُس کے چہرے کے بدلتے رنگ نے ایمن کو پریشان کیا تھا۔۔

"مجھے اندازہ ہے بھائی تھوڑے سے رُوڈ ہیں عَبی پر۔۔"

"تھوڑے سے نہیں تمہارے بھائی اچھے خاصے رُوڈ ہیں"۔۔ اُس کا لہجہ نم ہوا تھا۔۔ وہ ہنسی تھی۔۔ اُس کی ہنسی میں ہلکورے لیتا دُکھ ایمن کو ساکت کر گیا تھا۔۔

"عَبی۔۔ تمہارے اور بھائی کے درمیان۔۔۔"۔۔ وہ اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتی لحاظ میں چُپ ہوئی تھی۔۔

"کیا اِس کی گُنجائش ہے ایمی"۔۔ وہ بے ساختہ اُس کے گلے لگتی رودی تھی۔۔

"اُن کے سینے میں پتھر فِٹ ہے۔۔ سٹون مین ہیں وہ۔۔"۔۔ وہ سُوں سُوں کرتی بولے جا رہی تھی۔۔

"میں بات کروں۔۔۔"

"خبردار ایمی۔۔ میں کوئی فالتو نہیں ہوں۔۔ اگر تم نے اُن سے ایک لفظ بھی کہا تو میں پاپا کے گھر چلی جاؤں گی"۔۔ وہ اُس سے اپنا آپ چھڑاتی کمرے میں بھاگی تھی۔۔

ایمن اُس کے پیچھے نہیں گئی تھی۔۔

وہ بیڈ پر اوندھے مُنہ گرتی رودی تھی۔۔

....

وہ ڈیڑھ بجے کمرے میں آیا تو اُسے اوندھے مُنہ بیڈ پر آڑھا ترچھا لیٹا ہوا پایا۔۔ کمرے کی لائیٹ آن تھی، کچھ کہے بغیر وہ اپنا ٹراؤزر شرٹ لے کر واشروم میں گیا تھا۔۔ کچھ دیر بعد واپس آیا وہ ویسے ہی سو رہی

تھی۔۔

"عبیر۔۔"۔۔موبائل چیک کرتے داؤد نے اُسے پکارا تھا۔۔اُسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ کر وہ اُس کے پاس آیا تھا

"عبیر اٹھو!"۔۔وہ شاید گہری نیند میں تھی۔۔کچھ سوچ کر وہ اُس پر جھکا تھا۔۔پھر اُس کے پاس بیٹھ کر داؤد نے اُس کے چہرے سے بال ہٹائے تھے۔۔

"عبیر"۔۔اپنے چہرے پر کِسی کے لمس سے اُس نے ایک دم آنکھیں کھولیں تھیں۔۔ایک دو پل وہ کچھ سمجھ نہیں پائی تھی۔۔آنکھیں جھپکتے ہوئے خود پر جُھکے داؤد کو دیکھتے ہی اُس کی آنکھیں واہوئی تھیں وہ بے خودی میں اُس کے چہرے کو چُھو رہا تھا۔۔جیسے ہی داؤد کی ہاتھ نے اُس کے لبوں کو چھوا تھا وہ تڑپ اُٹھی تھی۔۔

"ہٹیں سامنے سے"۔۔وہ اُس کا ہاتھ جھٹک کر اُٹھنے کو تھی جب وہ سختی سے اُس کا وہی ہاتھ تھام کر اُسے دوبارہ لٹاتا اُس پر جُھکا تھا۔۔

"تم روئی ہو۔۔؟؟"۔۔وہ پوچھ رہا تھا۔۔اپنے چہرے کے بہت قریب اُس کے چہرے کو دیکھ کر اُس کا دل دھڑکا تھا

"آپ سے مطلب۔۔؟؟"۔۔وہ تڑخ کر کہتی گردن موڑ گئی تھی۔۔شفاف گردن اب اُس کے سامنے تھی۔۔۔

"اور کِس سے مطلب ہیں تمہارے مسز داؤد۔۔؟؟"۔۔وہ اب اُس کی گردن پر اپنا ہاتھ پھیرتا اُس پر جُھکا تھا۔۔اُس کی گرم گرم سانسیں اپنی گردن پر محسوس کرتی اُس کی سانسوں کا تنفس بگڑا تھا۔۔

آنکھیں پانیوں سے بھری تھیں۔۔

وہ ایک دم پیچھے ہٹا تھا۔۔ ایک نظر اُس کے سُرخ چہرے پر ڈالتا وہ بیڈ سے اُٹھا تھا۔۔ عبیر نے آنکھیں کھولی تھیں وہ بیڈ کے پاس کھڑا اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کے بال پیچھے کرتے ہوئے جیسے خود پر قابو پا رہا تھا۔۔ وہ اپنے دِل کو سنبھالتی سرعت سے بیڈ سے اُٹھی تھی۔

"تم نے بتایا نہیں"۔۔ وہ اُس کا بازو تھام گیا تھا۔۔ گرفت میں نرمی تھی۔۔

"مجھے نیند آرہی ہے"۔۔ وہ دوسرے ہاتھ سے اپنا بازو اُس کی گرفت سے چھڑا کر بولتی اپنی سائیڈ کی طرف بڑھی تھی۔۔ پھر بیڈ کے کنارے پر مُخالف سمت کروٹ لیتی لیٹ گئی تھی۔۔ کچھ پل وہ وہیں کھڑا اُس کی پُشت کو دیکھتا رہا تھا پھر سر جھٹک کر اُس نے شرٹ اُتار کر صوفے پر پھینکی تھی۔۔ لائیٹ آف کر کے وہ بیڈ پر لیٹا تھا، اے سی کی اسپیڈ حسبِ عادت ہائی کر کے اُس نے خود پر بلینکٹ لیا تھا اچانک داؤد کی نظر درمیان میں رکھی حفاظتی دیوار (تکیے) پر پڑی تھی۔۔ ہمیشہ کی طرح ایک محظوظ مُسکان نے اُس کے لبوں کو چُھوا تھا۔۔

وہ پہلے دن سے اُسی کے بلینکٹ میں سوتی تھی اور اب تو وہ ساری رات دھیان رکھتا تھا عبیر کے پاس بلینکٹ ہو پر ایک چیز پر وہ کبھی سمجھوتا نہیں کر پایا تھا اور نہ ہی کبھی کر پائے گا وہ تھا شرٹ اُتار کر سونا یہ اُس کی عادت تھی اور وہ عادت سے مجبور تھا۔۔

وہ بغیر بلینکٹ کے سُکڑی سمٹی کونے پر لیٹی ہوئی تھی۔۔ داؤد نے ایک دم بازو سے پکڑ کر اُسے اپنی طرف کھینچا تھا وہ جو نیند میں تھی ہڑبڑا کر اپنے ہی رکھے تکیے سے لگی تھی۔۔ وہ حق دق رہ گئی تھی۔۔ داؤد نے اُس پر بلینکٹ ڈالا تھا۔

"پھر شکایت کرتی ہو بلینکٹ پر قبضہ کرتا ہوں میں"۔۔وہ بڑبڑا کر کروٹ بدل گیا تھا۔۔وہ بھی دانت پیستی مُخالف سمت کروٹ لے گئی تھی۔۔

....

"صاحب چوکیدار نے یہ پارسل دیا ہے"۔۔وہ سیڑھیاں اُترتا لاؤنج میں آیا تھا جب ملازمہ نے اُسے ایک پیکٹ تھمایا تھا۔۔

"کِس کے نام ہے۔۔؟؟"۔۔وہ پیکِٹ کو اُلٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا جب نظر بڑے بڑے لکھے گئے حروف عبیر داؤد پر بڑی تھی۔۔

"ایمی رائیڈر کی کال آئی ہے آرڈر آگیا ہے"۔۔وہ زور سے بولتی تیزی سے سیڑھیوں سے اُترتی نیچے آرہی تھی۔۔اُس نے اور ایمن نے میک اپ آرڈر کیا تھا داؤد نے پلٹ کر دیکھا وہ اُس کے پاس ہی آرہی تھی۔۔

"ہیں سچی۔۔؟؟"۔۔ایمن اُس کے پیچھے تھے

"یہ۔۔یہ میرا ہے کیا۔۔؟؟"۔۔ تمتماتے چہرے کے ساتھ اُس نے داؤد کے ہاتھ سے پیکٹ لیا تھا۔۔ داؤد خاموش کھڑا دونوں کی خوشی مُلاحظہ کر رہا تھا۔۔

"عبیر داؤد۔۔دیکھو ایمی۔۔یہ میرا ہی ہے"۔۔وہ خوشی سے چہکی تھی۔۔داؤد نے چونک کر اُس کے چہرے کو دیکھا تھا، کتنے آرام سے وہ اُس کے نام پر اپنا حق جتا گئی تھی۔۔اُس کے چلانے پر یوسُف صاحب کمرے سے برآمد ہوئے تھے۔۔

"چلو ناں چیک کرتے ہیں۔۔"۔۔ایمن اُس کے ہاتھ سے پیکٹ لے کر واپس سیڑھیوں کی طرف بھاگی

تھی وہ بھی اُس کے پیچھے گئی تھی۔۔ وہ مُڑ کر دونوں کو دیکھ رہا تھا جب مُلازمہ کی آواز پر چونکا تھا۔۔

"صاحب چوکیدار نے یہ بھی دیا تھا"۔۔ اُس نے اُس کے آگے ایک رسید کی تھی۔۔ داؤد نے ایک نظر اُس رسید پر ڈالی تھی۔۔

"رضیہ ایک کپ چائے لاؤ"۔۔۔ یوسُف صاحب کی آواز پر وہ سر ہلاتی کچن میں چلی گئی تھی۔۔ اُس نے رسید پر نظر دوڑائی تھی وہ بِل تھا

"سات ہزار"۔۔ وہ بڑابڑایا تھا۔۔

"کیا ہوا بیٹا۔۔؟؟۔۔ ساری زندگی تمہاری ماں کے بھاری بھاری بِل دیئے ہیں۔۔ اب تمہاری باری۔۔ شاباش میرے بیٹے شادی کے بعد آپ کو ساری زندگی ایسے بِلز ادا کرنے پڑتے ہیں وہ بھی خاموشی سے"۔۔ اُنھوں نے مزے سے کہتے اُس کا کندھا دبایا تھا۔۔ گہرا سانس لے کر اُس نے والٹ نکالا تھا

"پاپا میں ٹھہرا سرکاری مُلازم۔۔ اور آپ ماشاءاللہ ایک کامیاب بزنس مین"۔۔ اُس نے دُہائی دی تھی۔۔ یُوسُف صاحب کا قہقہہ جاندار تھا۔۔ وہ والٹ سے مطلوبہ رقم نکالتا باہر چلا گیا تھا۔۔

....

"مما بات سُنیں"۔۔ ایمن اُن کے پاس کچن میں آئی تھی۔۔

"ہاں بولو"۔۔ ایک نظر اُس کو دیکھتیں وہ پلٹ کر سالن کی طرف مُتوجہ ہوئی تھیں۔۔

"مما آپ کو نہیں لگتا عبیر اور بھائی کو کہیں گھومنے جانا چاہیئے"

"اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے۔۔ کیونکہ وہ تمہیں بھی لے جائیں گے۔۔ ہے ناں۔۔؟؟"۔۔ اُن کی بات پر ایمن نے مُنہ بنایا تھا

"اوہ نو مما۔۔ مجھے ہنی مون کپل کے بیچ میں کباب میں ہڈی بننا پسند نہیں ہے"۔۔ اُن کی بات پر وہ مُسکرائی تھیں۔۔

"مما اِدھر دیکھیں ناں بھئی۔۔ سب چھوڑیں"۔۔ وہ اُن کا ہاتھ تھامتی اُنہیں کچن سے باہر لے جانے لگی۔۔

"ارے ارے لڑکی کیا کر رہی ہو۔۔؟؟ سالن لگ جائے گا"۔۔ وہ آنچ دھیمی کرنے لگیں

"مام۔۔ صرف پانچ منٹ میری بات سُنیں ناں"۔۔ اُس کی ضد پر وہ اُس کے ساتھ اپنے کمرے میں آئیں تھیں۔۔

"مما۔۔ جِن حالات میں اُن دونوں کی شادی ہوئی ہے، اُن دونوں کے بیچ عجیب سی ٹینشن فیل ہوتی ہے مجھے"۔۔ ایمن صاف تو نہیں کہہ سکی۔۔

"ہاں میں بھی نوٹ کرتی ہوں عبیر بُجھی بُجھی رہتی ہے اور داؤد کا تو پوچھو ہی مت۔۔ صبح ساڑھے آٹھ بجے نکل جاتا ہے اللہ جانے کب آتا ہے۔۔ کبھی ہنستے بولتے نہیں دیکھا دونوں کو"۔۔ وہ پریشانی سے بولی تھیں۔۔

"تبھی تو مما، آپ پاپا سے بات کریں اِن دونوں کو ناردرن ایریاز بھیجیں۔۔ پھر دیکھیئے گا کیسے لو برڈز بن کو واپس آتے ہیں"۔۔ وہ آنکھ دبا کر بولی تھی۔۔ اُس کے انداز پر نعیمہ نے اُس کے سر پر چپت ماری تھی۔۔

....

"چلو عبیر آج تمہارے گھر چلتے ہیں شام میں سب کو سرپرائیز دیں گے"۔۔ وہ کچن میں کھڑی نعیمہ کے ساتھ چھوٹے چھوٹے کام کروا رہی تھی جو کھانا بنا رہی تھیں۔۔ جب نعیمہ اچانک بولیں اُس کے چہرے پر

خوشی کی لہر اُٹھی تھی۔۔

"سچّی بڑی ما۔۔میں ابھی امی کو بتا کر آتی ہوں"۔۔وہ جوش میں بولتی کچن کے دروازے کی طرف بھاگی تھی، جب اندر آتے وجود سے زوردار تصادم ہونے کے سبب وہ اپنا پاؤں پکڑے ناچنے لگی تھی۔۔

"میرا پاؤں۔۔مما میرا پاؤں"۔۔وہ پاؤں پکڑے نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔نعیمہ آگے بڑھی تھیں

"کیا ہوا بیٹا۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کے ساتھ نیچے بیٹھی تھیں جہاں وہ اپنا پاؤں پکڑے رونا شروع کر چکی تھی۔۔داؤد نے ایک بیزار نظر اُس پر ڈالی تھی، موبائل بند کر کے اُس نے جیب میں ڈالا تھا۔۔

"داؤد دیکھ کر نہیں آسکتے تھے تم۔۔؟؟"۔۔نعیمہ اُس کی بے نیازی پر کڑھیں تھیں جو بُت بنا اُس کے سر پر کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"مما محترمہ اپنی آنکھیں یوز نہیں کرتی اِس میں میرا کیا قصور"۔۔وہ فریج سے پیپسی کا کین نکالتا لاپروائی سے بولا۔۔

"میں دیکھ کر آتی نہ آتی اِنہیں تو دیکھنا چاہیئے تھا ناں بڑی ما آخر پولیس والے ہیں"۔۔وہ اُسے گھور کر روتے ہوئے بولی۔۔

"واہ"۔۔اُس کی نرالی منطق پر داؤد نے اپنا ہاتھ سوالیہ انداز میں اٹھایا تھا، جب کہ نعیمہ نے ہنسی ضبط کی تھی۔۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں بڑی ما یہ سمینٹ سے بنے ہوئے ہیں"۔۔وہ نعیمہ کو دیکھتی شکایتی انداز میں بولی تھی۔۔اُن سے اپنی ہنسی روکنا مُشکل ہوئی تھی۔۔

"روئی کی تو تم بھی نہیں بنی ہوئی ہو جو ذرا سی ٹکر پر بکھر جاؤ گی"۔۔وہ بھی تڑخ کر بولا تھا۔۔

"آپ نے خود کو دیکھا ہے۔۔ اتنے تو بڑے جِن ہیں آپ"۔۔ جوابی فائرنگ سے داؤد کے لمبے چوڑے وجود کا نشانہ لیا گیا تھا۔۔

"تم اگر اتنی پِدّی سی ہو تو میں کیا کروں"۔۔ یہاں بھی گولیاں کم نہیں تھیں۔۔ اُس کے پانچ فِٹ چار انچ کے قد کو وہ بڑے آرام سے پِدّی بنا گیا تھا۔۔ وہ یہ برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔

"دیکھ رہی ہیں بڑی ما آپ اِنہیں"۔۔ نعیمہ جواب تک اُن کی لڑائی پر چکرا کر رہ گئی تھیں، ایک دم ہوش میں آئی تھیں جیسے۔۔

"کیا ہو گیا ہے داؤد تمہیں"۔۔ اُنھوں نے بیٹے کو گھورا تھا جبکہ داؤد نے خشمگین نظروں سے اُسے گھورا تھا۔۔

"دیکھ کیا رہے ہو، ہاتھ بڑھاؤ اپنا"۔۔ نعیمہ نے اُسے اب کے کڑے تیوروں سے کہا تھا۔۔

"یہ میری ڈیوٹی نہیں ہے"۔۔ وہ پیپسی کا گھونٹ لیے لاپرواہی سے بولا۔۔

"داؤد۔۔ سہارا دو اِسے، نجانے کتنی چوٹ آئی۔۔۔"۔۔ اُن کی بات ادھوری تھی جب وہ کین سلیب پر پٹختا جارحانہ انداز میں اُس کے پاس جُھکا تھا۔۔ اِس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی وہ اُسے اپنے مضبوط بازوؤں میں اُٹھا چُکا تھا۔۔ مارے حیرانگی کے اُس کا مُنہ کُھلا کا کُھلا رہ گیا تھا، نعیمہ بھی حیران ہوتی اُس کے پیچھے پیچھے گئی تھیں۔۔

عبیر عادِل کا وجود واقعی داؤد یوسُف کو روئی کی مانند نرم، پھولوں سا لگا تھا۔۔ ایک دم اُسے اپنی جلد بازی پر غصّہ آیا تھا، آرام سے اُٹھائے داؤد نے اُسے لاؤنج کے صوفے پر تقریباً پٹخا تھا جیسے۔۔ مارے ڈر کے عبیر کے مُنہ سے ہلکی سے چیخ نکلی تھی۔۔

"کیا کر رہے ہو داؤد، آرام سے"۔۔ نعیمہ اُسے گھورتی عبیر کے پاس بیٹھی تھیں۔۔

"میں نے آپ کی بہو سے وعدے نہیں کیے تھے کہ اِسے گود میں اُٹھا اُٹھا کر پھروں گا"۔۔ اُس کی بات پر عبیر کا چہرہ سُرخ ہوا تھا جبکہ نعیمہ بمُشکل اپنی ہنسی ضبط کرتی بیٹے کے چہرے کو بغور دیکھنے لگی تھیں، جو اپنے ہاتھ سے اپنے سر کے بالوں کو پیچھے کر رہا تھا۔۔

"بیٹا جی میں نے صرف سہارا دینے کو کہا تھا گود میں تو آپ خود اُٹھا گئے تھے"۔۔ وہ دل ہی دل میں محظوظ ہوئی تھیں بولی کچھ نہیں تھیں بس اُسے دیکھتی مُسکرانے لگی تھیں۔۔ اُن کی نظروں کا مفہوم سمجھتا وہ تپتا ہوا واپس پلٹا تھا۔۔

"جا کہاں رہے ہو۔۔؟؟۔۔ اِسے ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ"۔۔ داؤد نے غصّے سے مُڑ کر اُسے دیکھا تھا جو اپنے پاؤں کو مُختلف زاویوں سے دیکھتی چھو رہی تھی۔۔ وہ ایک دم آگے بڑھا تھا پھر جُھکتے ہوئے عبیر کے ہاتھ اُس کے پاؤں سے ہٹا کر ایک نظر دیکھا تھا۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ کچھ سوچتی سمجھتی داؤد نے اُس کے پاؤں کو ایک زوردار جھٹکا دیا تھا۔۔ عبیر کی چیخ پورے گھر میں گونجی تھی۔۔ ایمن نے اپنے کمرے سے نکل کر لاؤنج میں جھانکا تھا۔۔ نعیمہ نے دہل کر اپنا ہاتھ سینے پر رکھا تھا۔۔ وہ اب زور زور سے رو رہی تھی

"داؤد۔۔"۔۔ بلا آخر وہ ہوش میں آتیں اُسے اپنے بازو کے حلقے میں لیے چیخی تھیں۔۔ وہ سیدھا ہوا تھا

"کچھ نہیں ہوا۔۔ ہلا کر چیک کریں ٹھیک ہو گیا ہو گا۔۔ ہم مجرموں کے سارے کس بل ایسے ہی نکلاتے ہیں"۔۔ وہ لاپروائی سے کہہ گیا تھا

"اللہ کو مانو داؤد۔۔ کہاں تمہارے مُجرم کہاں میری پھول سی بچّی"۔۔ پھول سی بچّی مارے خوف کے ابھی تک رو رہی تھی۔۔

"یہ میری مُجرم ہی ہے مما"۔۔اُس نے اُس کے چہرے پر اپنی سرد نظر ڈالی۔۔کیا نہیں تھا اُس کی آنکھوں میں عبیر کو اپنی آنکھیں جُھکانی پڑیں تھیں۔۔

"کیا ہوا۔۔؟؟"۔۔وہ پلٹا تھا جب سامنے آتی ایمن نے اُس سے پوچھا تھا

"تمہاری دوست کے ڈرامے ہیں بس"۔۔وہ سر جھٹک کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا اُوپر جانے لگا تھا۔۔ایمن حیران پریشان گردن موڑ کر بھائی کو دیکھتی اُس کے پاس آئی تھی۔۔جو سُرخ چہرہ لیے اپنے آنسو روک رہی تھی۔۔

"ہمارے سامنے یہ سلوک کر رہے ہو، نجانے اندر کمرے میں کیا کرتے ہو گے تم اِس معصوم کے ساتھ"۔۔اُنہوں نے افسوس سے بیٹے کو دیکھا تھا۔۔وہ ایک دم رُک کر پلٹا تھا۔۔

"پوچھ لیں بیلٹ سے مارتا ہوں اِسے۔۔یعنی کہ حد ہے اپنے ہی بیٹے پر بھروسہ نہیں رہا اب آپ کو"۔۔ وہ اُنہیں کب سے عبیر کی طرف داری کرتے دیکھ کر اب کے آگ بگولہ ہوتا غصّے سے اوپر چلا گیا تھا۔۔وہ جلاد اور وہ معصوم بنادی گئی تھی۔۔پیچ و تاب کھاتا اُس نے اپنے کمرے کا دروازہ زور سے بند کیا تھا۔۔ عبیر کا دل لرزا تھا۔۔

"چھوڑو اِس کو تم اُٹھو چل کر دکھاؤ بیٹا"۔۔نعیمہ کے کہنے پر وہ اُٹھی تھی حیرت انگیز طور پر درد غائب تھا۔۔اُنہوں نے شُکر کا سانس لیا تھا۔۔

"پریشان نہیں ہو۔۔اُسے تھوڑا ٹائم دو ٹھیک ہو جائے گا۔۔بس اپنے پاپا پر غصّہ ہے تھوڑا"۔۔اُنہوں نے اُسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔

"آپ کو نہیں پتا بڑی ما۔۔یہ بڑے پاپا کا غصّہ نہیں ہے۔۔یہ میرا ہی غصّہ جو مجھ پر ہی نکلتا ہے"۔۔وہ سوچ

کر رودی تھی۔۔اُس کا دل اتنا خراب ہوا کہ وہ اپنے ماں باپ کے گھر جانے کا بھی منع کر گئی تھی۔۔

....

آج وہ ڈنر ٹیبل پر اُن کے ساتھ موجود تھا۔۔

"داؤد یہ تمہارے اور عبیر کے اسلام آباد کے ٹکٹس ہیں"۔۔داؤد نے ہاتھ روک کر باپ کو دیکھا تھا۔۔

"وہاں سے جہاں جانا چاہو تم لوگ"۔۔عبیر نے ایمن کو دیکھا تھا جس نے اُسے آنکھ ماری تھی۔۔اُسے ایک گھوری سے نواز کر اُس نے داؤد کی جانب نظر گُھمائی تھی،جو کھانے سے ہاتھ روکے لب بھینچے بیٹھا تھا۔۔

"پاپا میں نہیں جاسکتا۔۔میرا کیس چل رہا ہے"۔۔وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔۔

"داؤد یہی تو دِن ہوتے ہیں گھومنے پھرنے کے"۔۔۔نعیمہ نے اُسے سمجھانا چاہا تھا۔۔

"میں آپ لوگوں کو بتانا بھول گیا تھا،ایک کیس کے سلسلے میں میری صادقہ آباد پوسٹنگ ہوگئی ہے،مجھے دو تین دِن میں جوائنگ دینی ہے"۔۔وہ ٹشو سے ہاتھ صاف کرتا بولا۔۔

"کیا یہ شخص کبھی اُسے تسلیم کرے گا۔۔؟؟"۔۔عبیر کے دِل کی حالت عجیب ہوئی تھی۔۔اُس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔

"رہو گے کہاں۔۔؟؟"۔۔نعیمہ کو بیٹے کی فِکر ہوئی تھی۔۔

"وہاں مجھے گھر مِل رہا ہے۔۔گاڑی،کُک چوکیدار،آپ پریشان نہ ہوں مما"۔۔اُن کو پریشان ہوتا دیکھ کر داؤد نے اپنی طرف سے اُنہیں مطمئن کرنا چاہا تھا۔۔

"اور یہیں تو ہے صادقہ آباد"۔۔

"جب سب سہولیات ہیں تو عبیر کو اپنے ساتھ لے جاؤ"۔۔یوسُف صاحب کا انداز قطعی تھا۔۔اِس سے پہلے کے وہ انکار کر تا وہ بولی تھی۔۔

"بڑے پاپا میں وہاں جاکر کیا کروں گی۔۔ میں بور ہو جاؤں گی"۔۔اُس کے انکار نے داؤد کے اندر آگ لگا دی تھی۔۔

"جی پاپا میر اارادہ بھی عبیر کو ساتھ لے جانے کا ہے"۔۔وہ اطمینان سے بولتا اُس کا اطمینان غارت کر چُکا تھا۔۔

"بہت اچھی بات ہے بھئی یہ تو"۔۔۔یوسُف صاحب اُس کا کندھا تھپتھپاتے اپنے کمرے کی جانب چل دیئے تھے۔۔

عبیر نے چونک کر اُسے دیکھا تھا۔۔وہ اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ جیسے کہہ رہا ہو۔۔

"تم مجھ سے نہیں جیت سکتی"۔۔وہ دِل جلانے والے مُسکراہٹ سے اُسے دیکھتا اپنے کمرے میں جانے کے لیے پلٹا تھا۔۔

"بیٹا یہی دِن تو ہوتے ہیں جو صرف میاں بیوی کے ہوتے ہیں پھر بچّے ہو جاتے ہیں، تو عورت تو اُلجھ کر رہ جاتی ہے"۔۔ نعیمہ کی بات پر وہ سُرخ ہوئی تھی۔۔اُس کی بے ساختہ نظریں داؤد کی پُشت پر اُٹھی تھیں وہ اتنا دور تو نہیں تھا جو سُن نہ پایا ہو۔۔

"یار کب بنا رہی ہو مجھے پھپھو۔۔ویسے مما میں تو پھنس جاؤں گی، پھپھو بھی خالہ بھی ہائے میرا کیا ہو گا"۔۔ایمن نے مُنہ پھاڑ کر دہائی دی تھی۔۔ نعیمہ ہنستے ہوئے کچن میں گئ تھیں۔۔

"بکواس کیئے جاؤ"۔۔ عبیر نے اُس کے بازو کو نوچا تھا۔۔وہ موبائل میں مصروف سست قدموں سے

سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔۔

"ایک کام کرنا تم دونوں، ٹوئینز کر لینا۔۔ ایک کی خالہ ایک کی پھپھو"۔۔ ایمن کی بات پر وہ سُرخ چہرے کے ساتھ اُس کے پیچھے لپکی تھی۔۔ ایمن سیڑھیاں چڑھ گئی تھی۔۔

"بھائی بھائی اپنی جلاد بیوی سے بچائیں مجھے"۔۔ ایمن داؤد کے پیچھے چُھپی تھی۔۔ وہ بے ساختہ داؤد کے سامنے آتی اچانک رُکی تھی۔۔

داؤد نے ایک نظر اُس کے سُرخ چہرے کو دیکھا تھا۔۔ ایمن اُسے زبان چِڑاتی اپنے کمرے میں بند ہوئی تھی

" کبھی بات نہیں کروں گی میں تم سے"۔۔ وہ زور سے چلاتی واپس پلٹنے کو تھی جب داؤد نے اُس کی کلائی پکڑی تھی۔۔ وہ ایک جھٹکے سے رُکتی ہوئی پلٹی تھی۔۔

"چھوڑیں میرا ہاتھ"۔۔ اُس نے اپنا ہاتھ چُھڑانا چاہا تھا۔۔ لیکن وہ ایک جھٹکے سے اُسے اپنے قریب کر کے اُس کی کمر میں اپنا بازو حمائل کر گیا تھا

"ویسے ایمن کے پلین پر غور کیا جا سکتا ہے"۔۔ وہ اُس کے جُھکے چہرے کو دیکھ کر کہہ رہا تھا۔۔ اُسے اپنا چہرہ تپتا ہوا محسوس ہوا تھا اُس کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی تھی۔۔ اُس نے ایک دم اپنا سر اُٹھا کر اُس کی مُتبسم آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔

"میں آپ کے ساتھ ہر گز نہیں جاؤں گی"۔۔ بگڑے لہجے میں کہتے اُس نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی تھی۔۔ بات کیا ہو رہی تھی۔۔ جواب کیا دیا گیا تھا۔۔ وہ سر اُٹھا کر قہقہہ لگا گیا تھا۔۔ اُس کی گرفت ہلکی ہوئی تھی وہ تڑپ کر اُس کے بازوؤں سے نکلتی ایمن کے کمرے میں گھسی تھی۔۔ وہ ہنستا ہوا

اپنے کمرے میں گُم ہوا تھا۔۔

....

سارا راستہ وہ مُنہ پر قفل چڑھائے اُس کے پہلو میں بیٹھی تھی۔۔

گاڑی بڑے سے گیٹ پر رُکی تھی۔۔

"سلام صاحب"۔۔ چوکیدار نے اُسے دیکھ کر گیٹ کھولا تھا وہ گاڑی اندر لے آیا تھا۔۔ وہ گھر پر طائرانہ نگاہ ڈالتی گاڑی سے اُتری تھی۔۔

بڑا سا لان اُسے اچھا لگا تھا۔۔

"سلام صاحب۔۔ سلام ادی"۔۔ نسوانی آواز پر اُس نے چونک کر دیکھا تھا۔۔

"صاحب میرا نام رحمت ہے، یہاں آپ کے سارے کام کروں گی جی۔۔ کھانا پکانا، کپڑے دھونا۔۔ صفائی"۔۔ وہ تیس بتیس سال کی عورت شاید بہت باتونی تھی۔۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھتی اندر داخل ہوئی تھی۔۔

بڑا سا لاؤنج۔۔ اوپر کو جاتی سیڑھیاں۔۔

"صاحب آپ نے نیچے والا کمرہ کہا تھا تو آپ دونوں کے لیے وہ سامنے والا کمرہ صاف کر دیا ہے"۔۔ وہ سامنے اشارہ کرتے بولی داؤد سر ہلاتا کمرے میں داخل ہوا تھا جبکہ وہ وہیں لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی رحمت سے چھوٹے چھوٹے سوال کر رہی تھی۔۔

....

کھڑکی سے آتی شائیں شائیں کرتی ہوا، اُس پر گُھپ اندھیرے میں کُتوں کے بھونکنے کی آوازیں اُس کا دم

خشک ہوا تھا۔۔ کُھلی کھڑکیاں اشارہ کر رہی تھیں کہ لائیٹ نہیں تھی۔۔ اُوپر چلتا پنکھا جنریٹر کے چلنے کی نشاندہی کر رہا تھا۔۔ وائلٹیج کم ہونے کے باعث جنریٹر اے سی کا لوڈ نہیں اُٹھا پاتا تھا۔۔ کھڑکیوں سے آتی ٹھنڈی ہوا کے باعث کمرا ٹھنڈا تھا۔۔ داؤد نے نجانے کب کھڑکیاں کھول دی تھیں۔۔ ورنہ عبیر سارا دِن اُنہیں بند ہی رکھتی تھی۔۔ اُس نے گردن موڑ کر داؤد کو دیکھا تھا۔۔ وہ گہری نیند کروٹ کے بل لیٹا ہوا تھا، شرٹ ندارد تھی اور اب تو بلینکٹ بھی اُتارا ہوا تھا۔۔

"استغفر اللہ"۔۔ وہ اُس کے بنا شرٹ کے وجود سے سرعت سے نگاہیں پھیرتی بڑبڑائی تھی۔۔۔ وہ سارا دن ڈیوٹی سے تھک ہار کر آتا تھا، اِس لیے فوراً ہی سو جاتا تھا۔۔

"پتا نہیں مجھے یہاں کیوں لے آئے ہیں۔۔ مجھے تو لگتا ہے مارنے کے لیے لائے ہیں۔۔ یہ تو ویسے بھی مجھ سے جان چُھڑانا چاہتے ہیں، میں یہاں خوف سے مر جاؤں گی اور اِن پر کوئی الزام بھی نہیں آئے گا، ویسے بھی پولیس والے ہیں بچا لیں گے آرام سے خود کو"۔۔ وہ مارے خوف سے زور سے بڑبڑائی تھی۔۔

" بلکل یہی ارادہ تھا میرا۔۔ اور ابھی بھی یہی ارادہ ہے"۔۔ وہ کروٹ بدلے بغیر بھاری آواز میں بولا تھا، اُس کا مُنہ حیرت سے وا ہوا تھا۔۔ وہ جاگ رہا تھا اُس کا ڈر تھوڑا کم ہوا تھا، پر اُس سے لڑنا، اُسے جواب دینا ہمیشہ کی طرح عبیر نے اپنا فرض سمجھا تھا۔۔

"فِکر نہ کریں آپ کو ساتھ لے کر مروں گی"۔۔ اُس کی پُشت کو گھورتے اُس نے دانت کچکچائے تھے۔۔

"ایس پی داؤد اتنا آسان ہدف بھی نہیں ہے مُحترمہ"۔۔ وہ بڑے سکون سے بولتا اُس کا سکون غارت کر گیا تھا۔۔

"آپ۔۔"۔۔ اُس نے اُس کی پُشت پر مُکا لہرایا تھا۔۔ وہ کروٹ کے بل بند آنکھوں سے بھی اُس کا ارادہ

جیسے سمجھ گیا تھا۔۔

"سوجاؤ آدھی رات کو کیا تخریب کاری کا شوق ہو رہا ہے تمہیں"۔۔اب کہ بدمزاجی سے کہا گیا تھا۔۔وہ رات کے تین بجے اُس کی نیند خراب کرنے پر تُلی ہوئی تھی۔۔

"مجھے یہاں نہیں سونا"۔۔جواب تڑخ کر آیا تھا۔۔

"آدھی رات کو کیا انتظام کروں آپ کے لیے۔۔؟؟"۔۔بظاہر تحمل سے خود پر قابو پاتے پوچھا گیا تھا۔۔ پر لہجے میں دبا دبا غصّہ تھا، جسے وہ خاطر میں نہ لاتے ہوئے مزید بولی تھی۔۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔ آپ نے یہ کھڑکی کھولی ہوئی ہے"۔۔وہ اب روہانسی ہوئی تھی۔۔داؤد نے خود پر قابو پاتے گہرا سانس لیا تھا۔۔وہ اُس کے سر پر بیٹھی بول رہی تھی۔۔

"ایک کام کرو، یہاں سو جاؤ، قسم سے ڈر نہیں لگے گا"۔۔وہ ایک دم پلٹا تھا درمیان میں رکھا تکیہ ہٹا کر وہ اپنا بازو سیدھا کر تا اُس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔۔وہ حد سے زیادہ سٹپٹاتی ہوئی تھوڑی سے دور ہوئی تھی۔۔دِل پسلیوں سے نکلنے کو بے تاب ہوا تھا۔۔اُس کے سُرخ چہرہ، جُھکی نگاہوں کو دیکھتا اُسے خود کو سنبھالنا مُشکل ہوا تھا۔۔وہ یک دم واپس کروٹ بدل گیا تھا۔۔وہ اُس کے جذبات چھیڑ چکی تھی۔۔

"گرمی کی وجہ سے کھولی تھی، سو جاؤ یہاں سے کوئی جِن آکر تمہیں نہیں لے جائے گا"۔۔اِس بار وہ واقعی میں تپا تھا۔۔

"سب سے بڑا جِن تو میرے ساتھ سو رہا ہے، کِسی اور کی ہمت ہے جو یہاں کمرے میں آئے گا"۔۔وہ بڑبڑاتی ہوئی ایک نظر اُسے دیکھتی پھر سے کھڑکی کو دیکھنے لگی تھی۔۔

"سو جاؤ، مجھے تنگ نہیں کرو عبیر، ورنہ اِس وقت اگر میرے اندر کا جِن اُٹھ گیا تو بہت پچھتاؤ گی"۔۔اُس

کی بات اُس کا لہجہ عبیر کی ریڑھ کی ہڈی تک سنسنا گئی تھی۔۔

کھڑکی اور کُتوں کا خوف وہ سب بھولی تھی۔۔ وہ جلدی سے اپنے تکیے پر سر رکھتی بلکل کونے پر لیٹی تھی۔۔ پھر اچانک کچھ یاد آنے پر اُس نے وہی تکیہ واپس درمیان میں رکھا تھا۔۔

"جِس دن داؤد یوسُف نے تمہاری یہ کمزور سی دیوار گرائی، عبیر داؤد اُس دن اپنی خیر منانا"۔۔

اندھیرے میں آتی اُس کی سرد آواز عبیر کے اندر تک اُتری تھی۔۔

....

اُنہیں یہاں آئے تین دِن ہو گئے تھے۔۔ وہ صبح کا گیا کبھی دس کبھی گیارہ بجے آتا تھا۔۔ وہ سارا دن باؤلی باؤلی پھرتی رہتی۔۔ کبھی ماں سے بات کر لیتی کبھی ایمن۔۔ تانیہ، بڑی مما۔۔ شکر تھا رحمت کا وجود تھا ورنہ وہ پاگل ہو جاتی۔۔

اُس رات وہ گیارہ بجے آیا تھا۔۔ رحمت تھوڑی دیر پہلے اپنے گھر گئی تھی۔۔ اُس کے بیٹے کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔

اتنے بڑے گھر میں وہ کمرا لاک کیے کب سے خوف سے بیٹھی ہوئی تھی۔۔ سب سے زیادہ ڈر تو اُسے اُس کمرے کی کُھلتی کھڑکیوں سے نظر آتے پچھلے صحن کو دیکھ کر ہوتا تھا۔۔ اُجاڑ، ویران اُوپر سے دور سے آتے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں۔۔ اُس کی خوف سے جان نکل جاتی تھی۔۔ ابھی وہ آیا ہی تھا جب وہ اُس کے سامنے پھٹ پڑی تھی۔۔

"کیوں لائے ہیں مجھے یہاں۔۔؟؟۔۔ صرف اپنی ضد کی خاطر۔۔ چاہے۔۔ چاہے میں یہاں خوف سے مر۔۔ جاؤں"۔۔ آخر میں اُس لہجہ بھرایا تھا۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھا بڑے آرام سے جوتے اُتار رہا تھا۔۔

"تمہیں میں بیچ جنگل میں تھوڑی نہ چھوڑ جاتا ہوں جو تمہاری جان نکل رہی ہے"۔۔ وہ اُس کے چہرے پر ایک نظر ڈالتا اب کھڑے ہو کر اپنی شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا۔۔

"آپ مجھے واپس بجھوا دیں۔۔ آپ کو ویسے بھی میری ذات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔۔ میں ہوں نہیں ہوں کیا فرق پڑتا ہے آپ کو۔۔ آپ ہر وہ کام کرتے ہیں جِس سے مجھے اذیت ہو"۔۔ وہ اب اُس کے سامنے آتی چیخ پڑی تھی۔۔

"آواز نیچے رکھ کر بات کیا کرو مجھ سے"۔۔ وہ ناگواری سے بولا تھا۔۔

"نہیں کروں گی۔۔ اور زور سے بولوں گی میں۔۔ کیا کر لیں گے آپ"۔۔ وہ اور زور سے بولی تھی۔۔ آنکھوں نے احتجاجاً برسنا شروع کر دیا تھا۔۔

"میں کیا کر سکتا ہوں اِس کا اندازہ تمہیں اِس وقت اِس گھر میں کھڑے ہو کر بھی نہیں ہوا"۔۔ وہ اب ٹھنڈے لہجے میں بولا۔۔ وہ اُس کے ناچاہتے ہوئے بھی اُس کی مرضی کے خلاف اُسے اپنے ساتھ لے آنے پر چوٹ کر گیا تھا۔۔

"اور آتا ہی کیا ہے آپ کو زور زبردستی کے علاوہ"۔۔ اب کے اُس کے چِلانے پر داؤد کے شرٹ اُتارتے ہاتھ رُکے تھے وہ ایک قدم بڑھ کر جارحانہ انداز میں اُس کی کمر میں بازو حمائل کرتے اُسے خود سے قریب کر چکا تھا۔۔

"زور زبردستی۔۔؟؟ رئیلی۔۔؟؟۔۔ میں نے اگر پہلے دِن ہی تمہیں اپنی زور زبردستی دکھادی ہوتی ناں تو آج تم میرے سامنے کھڑی یوں زبان نہ چلا رہی ہوتی"۔۔ وہ اُس کے چہرے کے ہر ہر نقش کو دیکھ رہا

تھا۔۔

عبیر نے بُہتیرے بار اُس کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت محسوس کی تھی۔۔ اُسے لگتا تھا وہ جو بنتا ہے وہ ہے نہیں۔۔ یہی بات عبیر کو تکلیف دے جاتی تھی جب وہ اپنی محبت کو اپنی ناگواری، بیزاری اور اپنی نفرت میں چُھپا لیتا تھا۔۔

"آپ۔۔ بہت۔۔ ظالم ہیں۔۔ بہت بُرے ہیں۔۔ احساس سے عاری انسان"۔۔ اور اِسی احساس کے تحت وہ آج اپنا آپا کھو رہی تھی۔۔ داؤد کا ڈر کہیں دور جا چھپا ہو جیسے۔۔ وہ بے بسی سے بولی تھی۔۔ اُس کی بات پر داؤد کی پیشانی پر بل پڑے تھے۔۔

"اپنا مُنہ بند کرو اب عبیر۔۔ بہت بول لی ہو تم"۔۔ وہ اب لب بھینچے کہہ رہا تھا۔۔

"بہت تکلیف ہو رہی ہے اپنے بارے میں ایسے الفاظ سُن کر۔۔ کوئی مجھ سے پوچھے آپ سے زیادہ ظالم انسان۔۔"۔۔ اُسے مزید کہنے کا موقع دیئے بغیر وہ اُس کے لبوں پر جُھکتا اُس کا مُنہ بند کروا چُکا تھا۔۔

عبیر کی آنکھیں پھٹی تھیں۔۔ شدتِ جذبات سے اُس نے سختی سے داؤد کی شرٹ کا کالر دبوچا تھا۔۔

تین چار سیکنڈ بعد داؤد نے اُسے ایک جھٹکے سے خود سے دور کیا تھا۔۔ وہ بگڑے بگڑے تنفس سے اور شِدت سے رو دی تھی۔۔

"آئندہ میرے سامنے بکواس کرنے سے پہلے یہ میری طرف سے وارننگ سمجھنا"۔۔ وہ اُسے دھکا دیتا اپنی شرٹ اُتارتا بولا۔۔ وہ ایک جھٹکے سے بیڈ پر گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔ داؤد وارڈروب سے اپنے آرام دہ کپڑے لیے واشروم میں گُم ہوا تھا۔۔

تین چار منٹ بعد جب واپس آیا تو وہ کروٹ بدلے ابھی تک سِسک رہی تھی۔۔

"واشروم میں جا کر اپنے رونے کا شغل پورا کرو۔۔مجھے نیند آرہی ہے"۔۔اُس کی دُرشت لہجے پر وہ مُنہ پر اپنا ہاتھ رکھتی سسکی روک گئی تھی۔۔

....

دو دنوں سے دونوں میں بات چیت مُکمل بند تھی۔۔اُس دن صبح گیارہ بجے کوئی لڑکی آئی تھی۔۔وہ سپاہی فدا حیسن کی بیوی تھی جو داؤد کے تھانے میں سپاہی تھا۔۔وہ اُسے اپنے گھر رات کے کھانے کی دعوت دینے آئی تھی۔۔اُس کا خلوص دیکھ کر ابھی وہ کچھ بولنے ہی لگی تھی جب وہ لڑکی جِس کا نام زرینہ تھا بول پڑی تھی۔۔

"ادی، صاحب کو فِدا حُسین نے دعوت دی ہے وہ مان گیا ہے۔۔تم بھی آؤ گی تو مجھے خوشی ہو گی"۔۔وہ بمُشکل سترہ اٹھارہ سال کی تھی۔۔

"جب وہ ہاں کہہ چُکے ہیں تو میری کیا مجال جو منع کر سکوں"۔۔اُسکے اندر عجیب بغاوت کی لہر اُٹھی تھی۔۔لیکن سامنے کھڑی لڑکی کی آنکھوں اور لہجے کا خلوص دیکھ کر اُسے ماننے ہی بنی تھی۔۔۔اُسے یہ بھی پتا تھا کہ وہ اُسے زبردستی لے ہی جائے گا اپنے ساتھ۔۔

تھوڑی دیر بعد اُس کی کال آئی تھی۔۔

"جلدی تیار ہو جانا یہ لوگ جلدی کھانا کھاتے ہیں"۔۔وہ اُسے اطلاع دیتا کال ڈراپ کر گیا تھا۔۔

....

شام کو ساڑھے سات بجے وہ اُن کے گھر تھے۔۔وہ بلیک لان کی شرٹ اور ٹراؤزر، جِس کی شرٹ پر ریڈ ڈیزائن تھا اور ریڈ ہی ڈوپٹہ سر پر لیے تیار تھی۔۔وہ ہونٹوں پر ہلکی سے لپ اسٹک لگانے کو تھی جب شیشے

میں اپنے پیچھے نظر آتے عکس پر نگاہ پڑتے ہی اُس نے غیر ارادی طور پر لپ اسٹک واپس رکھی تھی۔۔

داؤد نے بغور اُس کی اُس حرکت کو دیکھتے مُسکراہٹ روکی تھی

"لپ اسٹک نہیں لگا رہی تم۔۔؟"۔۔وہ مُتبسم لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔

"میں تیار ہوں چلیں۔ دیر ہو جائے گی"۔۔اُس کی بات کو نظر انداز کرتی وہ سُرخ چہرے کے ساتھ باہر نکلی تھی۔۔

"اسٹوپڈ"۔۔وہ زیرِلب کہہ کر مُسکرایا تھا، پھر اُس کے پیچھے باہر نکلا تھا۔۔

....

"یہ تمہارا بیٹا ہے زرینہ۔۔؟؟"۔۔اُس کی گود میں کچھ ماہ کا بچّہ تھا۔۔وہ اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔

"لیکن تم تو بہت ہی چھوٹی ہو زرینہ"۔۔اُسے جیسے افسوس ہوا تھا۔۔اُس کی آواز صحن میں بیٹھے داؤد تک صاف آ رہی تھی۔۔فِدا حسین کچھ کام سے باہر گیا تھا۔۔

"ادی ہمارے ہاں تیرہ چودہ سالہ لڑکی بڑی ہو جاتی ہے"۔۔وہ دُکھ سے بولی تھی جب ایک سوا ایک سالہ بچّہ اندر آیا تھا۔۔

"ادی یہ میرا دوسرا بچّہ ہے"۔۔وہ اُس کا چہرہ صاف کرتی بولی۔۔

"زرینہ"۔۔وہ کچھ بول ہی نہیں پائی تھی۔۔داؤد نے بھی افسوس سے سر ہلایا تھا۔۔فِدا حُسین کم از کم بھی ستائیس اٹھائیس سال کا ہو گا اور وہ معصوم سی بچّی بمُشکل سترہ اٹھارہ کی۔۔اور دو بچّے۔۔

"اِن پولیس والوں کو اور کوئی کام ہی کیا ہوتا ہے"۔۔اُس کی بات پر داؤد نے اپنے لب بھینچے تھے۔۔

"زال (بیوی) اِن کو اِسی لیے تو دی جاتی ہے ادی کے کھیلو اِن سے"۔۔اُس کی بات، اُس کے لہجے میں

چھپی اذیت پر ایک لمحے کو وہ دونوں ہی ساکت ہوئے تھے۔۔

"نہیں زرینہ بات پولیس والے کی نہیں ہوتی۔۔ بات مرد کی ہوتی ہے۔۔ مرد چاہے پولیس والا ہو یا ڈاکٹر اگر اپنی بیوی سے پیار کرنے والا ہو گا تو اُس کی چاہت کا خیال کرے گا، اپنی بیوی کی صحت اُس کی زندگی کی پرواہ کرے گا"۔۔ اُس کی باتیں داؤد کو حیران کر گئی تھیں۔۔

"ادی تمہاری باتوں سے لگتا ہے تم نصیب والی ہو۔۔ صاحب بہت پیار کرتا ہے تم سے"۔۔ زرینہ اُسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ اب کے وہ دُکھ سے مُسکرائی تھی۔۔

"ایسا کیوں لگا تمہیں۔۔؟"۔۔ داؤد نے اُس کے لہجے میں پنہا دُکھ اپنے دِل پر محسوس کیا تھا پر اُس کی سماعتوں نے بھی جواب سُننا چاہا تھا۔۔

"ایسے اچھے مرد کی بات کرتے وقت تمہاری آنکھوں کی چمک بتا رہی ہے کہ تم اپنے مڑس (شوہر) سے بہت پیار کرتی ہو۔۔ اور تمہارے ہونٹوں کی ہنسی بتا رہی ہے کہ تمہاری زندگی تمہارے مڑس کو بہت پیاری ہے"۔۔ وہ لڑکی جِس نے شاید کبھی اسکول کی شکل بھی نہیں دیکھی ہو گی کچھ لمحوں میں اُن دونوں کی زندگی اُن کے سامنے رکھ گئی تھی۔۔ دونوں ہی ساکت ہوئے تھے۔۔

....

اچھے ماحول میں کھانا کھایا گیا۔۔ واپسی پر اُس نے زرینہ کو ایک جوڑا گفٹ کیا تھا۔۔ جو اُس نے بہت مُشکل سے لیا تھا۔۔ داؤد نے اُن کے دونوں بچّوں کے ہاتھ میں ہزار ہزار پکڑائے تھے۔۔

"فِدا حسین۔۔ تمہارے مرد ہونے کا صرف ایک ہی مقصد نہیں بنایا اللہ نے۔۔"۔۔ داؤد نے اُس کی گود میں تھامے بیٹے کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔ اُس نے نا سمجھی سے داؤد کو دیکھا تھا۔۔

"اِن کی ماں کو کم از کم اِن کے لیے ہی صحت اور پُر سکون زندگی دینے کی کوشش کرو۔۔"۔۔اب کے اُس نے بات کو سمجھ کر شرمندگی سے سر جُھکایا تھا۔۔

گاڑی میں بیٹھی عبیر نے حیرت سے داؤد کو دیکھا تھا۔۔

....

ابھی اُن کو نکلے آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا۔۔پندرہ منٹ اور تھے گھر آنے میں تب اچانک دو تین مصلح لوگ سامنے آئے تھے۔۔جِن کے چہروں پر نقاب تھا داؤد نے تیزی سے بریک لگائے تھے اُس سے پہلے کہ اُس کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتا اُس نے سرعت سے عبیر کو اپنے بازو سے سنبھالا تھا۔۔عبیر نے خوف سے کانپتے ہوئے اُس کا وہی بازو تھاما تھا۔۔

"ایس پی باہر نکل"۔۔ایک آدمی پستول لیے اُس کی کھڑکی پر آیا تھا۔۔

"نن۔۔نہیں۔۔داؤد۔۔نہیں"۔۔وہ اُس سے چمٹی تھی۔۔

"ریلیکس عبیر"۔۔وہ اُسے اپنے بازو کے حلقے میں لے لیے اپنے حواسوں پر قابو پاتا بولا۔۔

"کوئی ہوشیاری مت دکھانا ایس پی، تیرے ساتھ عورت ہے، ہم عورتوں پر ہاتھ نہیں ڈالتے۔۔ہماری بات غور سے سُن"۔۔اُس شخص نے داؤد کی طرف والے شیشے پر پستول کی نال ماری تھی۔۔عبیر نے خوف سے اُس کے شانے میں مُنہ چھپایا تھا۔۔

"رُکو میں کچھ نہیں کر رہا، یہاں نہیں۔۔میں باہر آتا ہوں۔۔"۔۔ذرا سا آگے ہوتے داؤد نے گاڑی کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔وہ اُس کی وجہ سے مجبور ہوا تھا۔۔

"نن۔۔نہیں داؤد۔۔نن۔۔نہیں، آپ باہر۔۔نن نہیں جائیں۔۔پلیز۔۔"۔۔اب کے وہ اُس کی شرٹ

سختی سے تھامے رو دی تھی۔۔

"سُن ایس پی ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔۔ ہمارے خاندانی مسئلوں میں نہیں آ، تیرے لیے یہی بہتر ہے"۔۔ وہ اب پستول اُس کے سر پر رکھتا بولا۔۔ عبیر کی سانس رُکی تھی۔۔

"ہٹاؤ یہ پلیز۔۔ ہٹاؤ، اللہ کا واسطہ ہے، ہٹاؤ"۔۔ عبیر نے داؤد کے سر سے پستول ہٹانی چاہی تھی۔۔ جب داؤد اُس کا ہاتھ پکڑ تا اُسے سختی سے قابو کر گیا تھا۔۔

"جب میں اکیلا ہوں تب آنا مجھ سے بات کرنے، ابھی تُو نے خود ہی تو کہا عورتوں کے سامنے تڑی دینے والا مرد ہی نہیں ہوتا"۔۔ اُس کی بات پر وہ پیچ و تاب کھاتا پستول اُس کی کنپٹی پر رکھتا لوڈ کر گیا تھا۔۔

"خبر دار!۔۔ ہٹاؤ"۔۔ وہ اُس کی سخت گرفت میں تڑپی تھی

"لگتا ہے تیری عورت کو تجھ سے بڑی محبت ہے، کچھ اِسی کا خیال کر لے واپس چلا جا اپنے شہر ورنہ تیری جگہ تیری لاش جائے گی تیرے شہر۔۔ رحم کر اپنے بوڑھے باپ اور اپنی عورت پر"۔۔ وہ ایک نظر روتی تڑپتی عبیر پر ڈالتا پیچھے ہٹا تھا۔۔

"تجھ سے بعد میں مِلوں گا ضرور"۔۔ داؤد چِلایا تھا۔۔ وہ سب آس پاس کی جھاڑیوں میں گُم ہوئے تھے۔۔

"داؤد، واپس چلیں داؤد بڑے پا۔۔ بڑی ما کے پاس۔۔"۔۔ داؤد نے زور سے اُس کے کانپتے وجود کو خود میں بھینچا تھا اُس کی شرٹ کو مضبوطی سے جکڑے وہ اُس کے سینے پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

....

وہ راستے میں سجاد سے بات کرتا آیا تھا۔۔ جو اُس کے ساتھ ہی تھا اِس کیس میں۔۔ اور وہ سارے راستے

سہمی سی اُس کے بازو سے چمٹی ہوئی تھی۔۔ چوکیدار کے گیٹ وا کرنے پر وہ گاڑی اندر لے آیا تھا۔۔ گیٹ کے باہر اور اندر اُس کے وردی میں آدمی کھڑے تھے۔۔ اُس کی گاڑی کو دیکھتے ہی اُنہوں نے اُسے سلیوٹ کیا تھا۔۔ اُس نے گاڑی گھر کے اندر روکی ہی تھی جب وہ اُس کا ہاتھ تھامتی اُس کی طرف مُڑی تھی۔

"ہم واپس جا رہے ہیں۔۔ آ۔۔۔ آپ اِن سے کہیں ہمارے ساتھ چلیں ہم۔۔"

"عبیر میری بات سُنو"۔۔ داؤد نے اُس کی گرفت سے نرمی سے اپنا ہاتھ چُھڑایا تھا، پھر اُسے شانوں سے تھامتا سنبھالنا چاہا تھا لیکن وہ اُس کی کوئی بات سُننے کو تیار نہیں تھی۔۔

"ہم یہاں ایک پل کو نہیں رُکیں گے۔۔ میں ابھی پیکنگ کرتی ہوں۔۔ ہم واپس جا رہے ہیں بس"۔۔ وہ اُس سے اپنا آپ چُھڑاتی گاڑی سے باہر نکلی تھی پھر بھاگتی ہوئی اندر چلی گئی تھی۔۔ وہ لب بھینچے اُسے جاتا دیکھتا رہا تھا

پھر گہرا سانس لیے گاڑی سے نکلا تھا۔۔ سجاد تیزی سے اُس کے پاس آیا تھا۔۔

"سر اُنہوں نے آپ کو واضح دھمکی دی ہے، اُن کی جرات بڑھتی جا رہی ہے، کل کی فائرنگ میں ہمارا کانسٹیبل زخمی ہوا تھا۔۔ اللہ کا شُکر ہے وہ اب ٹھیک ہے"۔۔ سجاد کے بتانے پر داؤد اپنی پیشانی مسل رہا تھا۔۔

"مجھے بس اوپر سے آرڈر چاہیئے، تم دیکھنا اُن کُتوں کا کیا حشر کرتا ہوں میں"۔۔ وہ دانت پر دانت جمائے بولا تھا

"سر۔۔ وہ۔۔ بھابھی کا یہاں رہنا سیف نہیں ہے"۔۔ سجاد رُک رُک کر بولا تھا۔۔

"ہمم صحیح کہہ رہے ہو۔۔ اچھا تم لوگ بیٹھو، میں ذرا اندر سے ہو کر آتا ہوں"۔۔ وہ سجاد کا کندھا تھپتھپا کر بولتا اندر جانے کے لیے مُڑا تھا۔۔

....

کمرے میں آتے ہی وہ بھونچکارہ گیا تھا۔۔ وہ وارڈروب سے اُس کے سارے کپڑے نکالتی بیڈ پر رکھے اُس کے بیگ میں ڈال رہی تھی۔۔ ڈوپٹہ نیچے زمین پر پڑا تھا، بال بکھر چُکے تھے۔۔

"یہ کیا کر رہی ہو عبیر۔۔؟؟"۔۔ داؤد نے آگے آکر اُس کا بازو تھام کر اُسے روکا تھا۔۔

"پیکنگ کر رہی ہوں اور کیا۔۔ اور کوئی چیز ہے تو بتا دیں۔۔ کوئی چیز رہ نہ جائے"۔۔ وہ اپنا بازو چُھڑاتی اب اپنے کپڑے نکالنے کے لیے آگے بڑھنے کو تھی جب وہ پھر سے اُس کا بازو تھام گیا تھا۔۔

"عبیر۔۔"۔۔ داؤد نے اب کے اُسے سختی سے تھاما تھا

"ہم دونوں واپس جا رہے ہیں ناں۔۔؟؟"۔۔ وہ اب اُس کی آنکھوں میں دیکھتی اُمید سے پوچھ رہی تھی۔۔

"ہم نہیں صرف تم۔۔ صرف تم واپس جا رہی ہو عبیر"

"ہرگز نہیں! جائیں گے تو دونوں جائیں گے ورنہ میں بھی نہیں جاؤں گی"۔۔ وہ بھی اُس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔۔ اُس کی آنکھوں میں ضد دیکھ کر ہمیشہ کی طرح وہ آگ بگولہ ہوا تھا۔۔

"آئی ایم ناٹ آسکنگ یو عبیر۔۔ آئی ایم ٹیلنگ یو، یو آر گوئنگ بیک۔۔ اینڈ ڈیٹس فائنل"

(میں تم سے پوچھ نہیں رہا عبیر۔۔ میں تمہیں بتا رہا ہوں، تم واپس جا رہی ہو۔۔ اور یہ حتمی بات ہے)

"نو آئی ایم ناٹ"

"نہیں میں نہیں جا رہی"

وہ بھی اُسی انداز میں بولتی اپنا آپ چھڑا گئی تھی۔۔ایک لمحے کو داؤد نے آنکھیں بند کر کے سانس کو اندر کھینچ کر خود پر قابو پایا تھا۔۔اب کے اُس نے اپنا لہجہ نرم بنایا تھا۔۔

"عبیر دیکھو ضد نہیں کرو۔۔میں وہاں ڈیوٹی پر ہوں گا۔۔میں تمہارا خیال نہیں رکھ پاؤں گا عبیر۔۔میری بات سمجھو یار"۔۔وہ اُس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتا بولا۔۔

"آپ میری بات سمجھیں داؤد یہ اچھے لوگ نہیں ہیں۔۔یہ خطرناک لوگ ہیں۔۔ہم یہاں سے چلتے ہیں"۔۔وہ اپنے گال پر رکھے اُس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتی منت سے بولی تھی۔۔بھیگی آنکھیں جہاں اُسے صرف اپنا عکس نظر آیا تھا۔۔خود کو کھونے کا ڈر۔۔داؤد یوسُف نے بمُشکل اپنی نظریں چُرائی تھیں۔۔

"تمہیں میری بات سمجھ نہیں آرہی عبیر۔۔اب ایک اور لفظ کہا مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا"۔۔وہ اُسے سامنے سے ہٹاتا اب وارڈروب سے اُس کے کپڑے نکال رہا تھا۔۔

"آپ سے بُرا کوئی ہے بھی نہیں۔۔سُنا آپ نے"۔۔وہ چِلائی تھی،وہ کان لپیٹے اُس کے کپڑے اُس کے بیگ میں ٹھونس رہا تھا۔۔

"مُحبت کرتی ہوں میں آپ سے۔۔آپ کو کچھ ہو جاتا مر جاتی میں۔۔"۔۔وہ چیخی تھی۔۔وہ ساکت ہوتا رُکا تھا۔۔وہ بے تحاشہ روتے ہوئے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"مجھے کچھ ہو گیا آپ کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔میرے ہونے نہ ہونے سے آپ کو کبھی کوئی فرق نہیں پڑا نہ کبھی پڑے گا"۔۔وہ اب ہچکیوں سے رو رہی تھی،داؤد کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔بہت کچھ کہنے

کی تمنا پر قابو پاتا وہ اُس کے کپڑے بیڈ پر اُچھالتا اُس تک آیا تھا۔۔

"لیکن داؤد کو کچھ ہوا عبیر مر جائے گی"۔۔ اُسے اپنے پاس آتا دیکھ کر وہ ہنوز اُسے دیکھتی دھیمی آواز میں بولی تھی۔۔ داؤد نے کچھ کہے بغیر اُسے اپنی باہنوں میں سمیٹا تھا۔۔

اُس کے سینے سے لگی وہ اب تڑپ تڑپ کر رو دی تھی۔۔

"مر جائے گی عبیر داؤد۔۔ نہیں کریں خود سے دور"۔۔ داؤد نے آنکھیں بند کر کے خود پر قابو پایا تھا۔۔

"عبیر تم کیا چاہتی ہو تمہارا داؤد، ایس پی داؤد ڈیوٹی چھوڑ کر بھاگ جائے۔۔؟؟۔۔ دُنیا ایس پی داؤد کو بھگوڑے کے نام سے یاد کرے گی، اگر ایسا ہوا، تو ایس پی داؤد کبھی دُنیا کے سامنے سر نہیں اُٹھا پائے گا عبیر، اصل موت وہ ہو گی تمہارے داؤد کی۔۔"۔۔ اُس کے سینے سے تڑپ کر سر اُٹھا کر عبیر نے اُس کے ہونٹوں پر اپنا کانپتا ہاتھ رکھا تھا۔۔

"دُعا کرو اللہ مجھے اپنے مقصد میں کامیاب کرے"۔۔ وہ اُس کا چہرہ تھامتا اُس کی پیشانی پر نرمی سے اپنے ہونٹ رکھ گیا۔۔

لاتعداد آنسو اُس کی بند آنکھوں سے بہتے گالوں پر بکھرے تھے۔۔ داؤد یوسُف کا مُحبت بھرا پہلا پہلا لمس عبیر داؤد کو ملا بھی کب جب وہ اُسے خود سے جُدا کر رہا تھا۔۔

"عبیر میری کمزوری مت بنو پلیز۔۔ تم واپس چلی جاؤ"۔۔ اب وہ اُس سے منت کر رہا تھا جیسے۔۔ عبیر نے نفی میں سر ہلایا تھا

"مجھے خود سے دور نہیں کریں میں مر جاؤں گی داؤد"۔۔ وہ اُس سے لپٹ کر روتے ہوئے بولی تھی۔۔

داؤد نے انکھیں بند کرتے اوپر دیکھ کر خود پر قابو پایا تھا۔۔ اُسے خود پر قابو پانا مُشکل ہو رہا تھا۔۔ اور وہ بار

بار یہ کوشش کر رہا تھا پر وہ اُس کو کمزور کرنے کے در پے تھی۔۔

"ہم اِس پیشے میں آنے سے پہلے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ دیتے ہیں عبیر، ہمارے لیے ہمارا فرض ہماری ماں، بہن، بیوی بچّوں سب سے افضل ہوتا ہے، ہم اپنا روشن مُستقبل نہیں دیکھتے ہمارے آگے ہمارا مُلک اور اُس کا روشن مُستقبل ہوتا ہے، ڈیوٹی پر موت ہمارے لیے شہادت کا انعام لاتی ہے، اِس سے بڑھ کر شہادت کا رُتبہ کیا ہو گا کہ ایک شہید بار بار دُنیا میں آنے کی تمنا کرے گا صرف اِس لیے کہ اُسے ہر بار شہادت کا عظیم رُتبہ نصیب ہو"۔۔ بولتے بولتے اُس کا لہجہ نم ہوا تھا۔۔ جب کہ وہ اپنے آنسو نہیں روک پائی تھی۔۔ عبیر نے اُس کے سینے سے سر اُٹھایا تھا۔۔

"ایسی باتیں نہیں کریں داؤد۔۔ میں مر جا۔۔۔"

"میں جب جب کسی مِشن پر جاتا ہوں میرے ماں باپ میرے مُتعلق کسی بھی نیوز کے لیے تیار رہتے ہیں۔۔ میری بیوی ہونے کے ناطے تمہیں ہر وقت ہر گھڑی تیار رہنا ہے۔۔ کہیں بھی کبھی بھی فرض نبھاتے میری جان جا سکتی ہے کیونکہ میں کبھی بھی مُلک پر اپنی جان دینے سے پیچھے نہیں ہٹوں گا"۔۔ وہ جیسے جیسے بولتا جا رہا تھا وہ اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتی نفی میں سر ہلاتی جا رہی تھی۔۔ اُس کا دِل جیسے کوئی مسل رہا ہو۔۔

"اور ابھی تم کراچی جا رہی ہو۔۔ نو مور آرگیومنٹس"۔۔ وہ اب دوبارہ سے وہی سخت، اُکھڑ مزاج داؤد بن گیا تھا۔۔ وہ موبائل پر کسی کا نمبر مِلا رہا تھا

"میں نہیں جاؤں گی داؤد"۔ وہ ضدی لہجے میں بولی تھی۔۔ داؤد نے دھیان نہیں دیا تھا۔۔

"ہاں سجاد گاڑی کا انتظام کرو۔۔ میں اِسے بھیج رہا ہوں واپس"۔۔ وہ کال ڈسکنیکٹ کر گیا تھا پر اگلے ہی

لمحے عبیر نے اُس کے ہاتھ سے موبائل لے کر زور سے بیڈ پر پھینکا تھا۔۔ایک لمحے کے لیے وہ ششدر رہ گیا تھا پر اگلے ہی پل غیض و غضب سے اُس کا ہاتھ اُٹھا تھا۔۔

"عبیر!"۔۔جِسے وہ فضا میں ہی روک چُکا تھا۔۔ایک سیکنڈ کو وہ خوف کا شکار ہوئی تھی پر فوراً ہی اُس کے خوف کی جگہ واپس ضد نے لی تھی۔۔

"آپ مجھے مار کر چُپ کروائیں یا اُس دن کی طرح چُپ کروائیں میں پھر بھی نہیں جاؤں گی"

"دیکھتا ہوں میں کیسے نہیں جاتی تم"۔۔وہ دُرشتگی سے کہتا دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔

"ہاں آپ کو کیا فرق پڑے گا۔۔میں نے آپ سے مُحبت کی ہے۔۔تو فرق بھی مجھے ہی پڑنا ہے ناں۔۔ بھیجیں مجھے میں مر جاؤں گی"۔۔وہ وہیں زمین پر گرتی رو دی تھی۔۔وہ پرواہ کیے بغیر دروازے سے نکل گیا تھا۔۔

....

"سر ہم اُن کو ابھی نہیں بھیج سکتے، ابھی خطرہ ہے"۔۔سجاد کے کہنے پر وہ اندر ہی اندر پریشان ہوا تھا۔۔

"چلو یار ایک بج گیا ہے تم لوگ بھی اپنے گھر جاؤ دھیان سے جانا"۔۔وہ اُن سے مُصافحہ کرتا بولا۔۔

"سر آپ اپنا خیال رکھیے گا، ہمارے بندے آپ کے گھر کے چاروں طرف رہیں گے"۔۔سجاد گیٹ کھولتا بولا۔۔

"اِس کی ضرورت نہیں تھی یار"

"اُوپر سے آرڈر ہیں سر"۔۔سجاد کے کہنے پر اُس نے سر ہلایا تھا۔۔اُن کو رُخصت کر کے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

کمرے کا دروازہ کھولتے ہی وہ ٹھٹکا تھا۔۔ وہ وہیں اُسی جگہ نیچے گری ہوئی تھی۔۔ نو بجے سے اب رات کا ایک بج رہا تھا۔۔ وہ بے ساختہ اُس کی طرف بڑھا تھا۔۔

"عبیر۔۔"۔۔ وہ اُسے اپنی بازوؤں میں اُٹھاتا بیڈ پر لٹا گیا تھا۔۔ ناراضگی کے طور پر وہ دوسری طرف کروٹ لے گئی تھی۔۔

وہ گہرا سانس لیتا واشروم میں بند ہوا تھا تین چار منٹ بعد آرام دہ حلیے میں واپس آیا، بیڈ سے سارے کپڑے اُٹھا کر اُس نے صوفے پر رکھے تھے۔۔ پھر گھوم کر اُس کی جگہ پر آ کر لیٹا تھا کیونکہ داؤد نے اُسے اپنی جگہ پر لٹایا تھا۔۔ اُسے لیٹا دیکھ کر عبیر نے پھر سے دوسری طرف کروٹ لی تھی۔۔

"کیوں نہیں سمجھ رہی تم عبیر۔۔ میں یہ سب کچھ تمہاری حفاظت کے لیے ہی تو کر رہا ہوں"۔۔ وہ اُس کی پُشت پر نگاہیں جمائے سوچ رہا تھا۔۔ ایک پل کو داؤد کا دِل کیا اُسے اپنی بانہوں میں سمیٹ لے اُسے بتائے کہ وہ اُس کے لیے کتنی اہم ہے۔۔ لیکن وہ اِس وقت بلکل بھی نرمی نہیں دکھا سکتا تھا۔۔ آج اُس نے تکیہ نہیں رکھا تھا داؤد نے دھیمی مُسکان کے ساتھ درمیان میں تکیہ رکھا تھا۔۔

....

دوسری صبح وہ آٹھ بجے تھانے جانے کو تیار تھا پر مسئلہ سارا عبیر کا تھا وہ اُس کو چھوڑ کر کیسے آ جاتا۔۔ وہ ابھی تک سو رہی تھی۔۔

"ایک کام کرو سجاد میرے گھر کی سکیورٹی بڑھا دو، میں اِس طرح گھر پر نہیں بیٹھ سکتا۔۔ نیازالدین سمجھے گا وہ ایس پی داؤد کو اپنی اِس فضول کی دھمکی سے ڈرا دے گا تو یہ اُس کی بھول ہے، آج میں اُس کے خفیہ ٹھکانوں پر چھاپا مارنے والا ہوں"۔۔ اُس کی کھری نڈر آواز پر عبیر کی آنکھ کُھلی تھی۔۔ اُس نے ہمیشہ کی

طرح بلینکٹ سے سر نکال کے اُسے دیکھنا چاہا تھا۔۔اُس کی بات پر عبیر کا دل ڈوبا تھا۔۔

وہ وردی میں ملبوس چہرے پر پتھروں کے تاثرات لیے فون پر مصروف تھا۔۔ہمیشہ کی طرح داؤد نے اُس کی چوری پکڑی تھی۔۔

"یہ مت سمجھنا کہ تمہاری فضول کی ضد سے میں نے ہار مان لی ہے، جیسے ہی راستہ کلئیر ہو گا، یو آر گوئینگ بیک"۔۔وہ موبائل جیب میں رکھتا اچانک اُس کی طرف مڑا تھا۔۔اور آج وہ بلکل بھی نہیں گڑبڑائی تھی۔۔

"خوش فہمی ہے جناب کی"۔۔وہ بڑبڑا کر کروٹ بدلنے کو تھی جب وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اُس تک آیا تھا پھر اُس کا بازو سختی سے جکڑ کر بے دردی سے اُس کا رُخ اپنی طرف کر گیا تھا۔۔

"عبیر میرا ہاتھ برداشت نہیں کر سکو گی تم"۔۔وہ پھر سے اُسے غصّہ دِلا گئی تھی۔۔

"آپ۔۔"۔۔اُس سے پہلے وہ کچھ کہتی وہ اپنے بجتے ہوئے موبائل کی طرف مُتوجہ ہوا تھا۔۔

"آگئے ہو تم۔۔؟؟اوکے آرہا ہوں میں۔۔کتنے بندے لائے ہو"۔۔وہ بولتا ہوا باہر نکلا تھا عبیر کی سانس رُکنے لگی تھی وہ تڑپ کر بیڈ سے اُترتی اُس کے پیچھے آئی تھی۔۔

"دا۔۔وُد"۔۔اپنے پیچھے آتی خوف سے بھری آواز پر وہ رُکا پھر پلٹا تھا۔۔

بے ترتیب حُلیہ، الجھے بکھرے بال، ڈوپٹے سے بے نیاز وجود، پیروں میں چپل ندارد۔۔کل کے ہی بلیک سوٹ میں وہ اُس کے سامنے تھی۔۔پانی سے بھری آنکھوں میں ایک التجا تھی۔۔داؤد کا دل کیا اُسے اپنی بانہوں میں چُھپا کر یہاں سے لے جائے کہ اُس پر ایک آنچ نہ آنے دے۔۔

"کمرے سے باہر مت نکلنا عبیر مجھ پر رحم کرنا۔۔مجھ پر ایک اور احسان کرنا گھر پر کسی کو کچھ مت

بتانا"۔۔وہ کہہ کر رُکا نہیں تھا۔۔عبیر کی مُحبت بھری آنکھیں اُسے کمزور کر رہی تھیں۔۔

"دا۔۔ؤد۔۔۔اللہ میرے داؤد کی حفاظت کرنا"۔۔وہ وہیں زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔

....

وہ سارا دن بیڈ پر پڑی روتی رہی تھی۔۔اُس کا دل کیا وہ مما سے بات کرے بڑی ما کے سامنے تڑپ تڑپ کر رو دے پر وہ منع کر کے گیا تھا۔۔دو بج رہے تھے۔۔وہ اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوئی تھی۔۔وہ پوری نماز میں روتی رہی تھی۔۔نفل کا سلام پھیر کر وہ سجدے میں سر رکھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

"اللہ اللہ میں کیا کروں"۔۔اُس کے ہونٹوں سے اللہ کے سوا کچھ نکلا ہی نہیں تھا۔۔وہ بیس منٹ سے جائے نماز پر نڈھال پڑی رہی تھی۔۔جب کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا تھا۔۔

"ادی۔۔بہن۔۔میں صدقے"۔۔رحمت اُس کی حالت پر پریشان ہوتی ٹرے ٹیبل پر رکھ کر اُس کے پاس نیچے بیٹھی تھی۔۔

"ادی۔۔ایسا نہیں کرو ادی۔۔کیوں خود کو تکلیف دیتی ہو"۔۔اُس نے اُس کی پُشت پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔

عبیر نے سر اُٹھایا تھا لہو رنگ دُکھ سے بھری آنکھیں۔۔رحمت کا دل دُکھ سے بھرا تھا۔۔

"ادی۔۔"۔۔وہ بے اختیار اُسے خود سے لگا گئی تھی۔۔عبیر اُس سے لگتی رو دی تھی۔۔

"ادی اللہ کے حوالے کر دو اپنے سر کے سائیں کو۔۔وہ رب ہے ناں وہ ہمارے کہے بغیر بھی ہمارے لیے اچھا کرتا ہے تو کیا ہمارے کہنے پر ہمارا دُکھ دور نہیں کرے گا"۔۔یہ گاؤں کی عورتیں جِن کے پاس کسی اعلیٰ ادارے کی ڈگری نہیں ہوتی۔۔جِنھوں نے کبھی اسکول کی شکل بھی نہیں دیکھی ہوتی تھی۔۔لیکن کوئی اگر زندگی کو سمجھے تو اِن سے سمجھے۔۔

"صاحب کا فون آیا تھا تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔۔ میں کھانا لائی ہوں، تھوڑا سا کھا لو"۔۔ وہ جو ہمیشہ اپنے الفاظ سے اُسے جتاتا آیا تھا کہ اُسے اُس کی پرواہ نہیں ہے۔۔ اتنے مُشکل وقت میں بھی وہ اُس کی فِکر کر رہا تھا عبیر کا دل بھر آیا تھا۔۔

رحمت نے اُسے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا تھا پھر اپنے ہاتھوں سے اُس کے بکھرے بال سنوارتی اُسے بیڈ پر لٹا کر وہ کمرے سے نکلنے کو تھی جب اُس کا موبائل بجا تھا۔۔

"جی صاحب بڑی مُشکلوں سے کھلایا ہے"۔۔ وہ بات کرتے کرتے نکل گئی تھی۔۔ اُس کی مُحبت پر عبیر کا دل بھر آیا تھا۔۔

....

مغرب کے وقت رحمت کچھ گھبرائی ہوئی آئی تھی۔۔

"کک۔۔ کیا ہوا رحمت۔؟؟"۔۔ اُس کا دل ڈوبا تھا۔۔

"ادی۔۔ میرا بچّہ۔۔ اُس کو اُلٹیاں ہو رہی ہیں۔۔ جی"۔۔ وہ رو دی تھی۔۔

"تم جاؤ رحمت"

"نہیں ادی۔۔ تم اکیلی صاحب ناراض ہو گا"۔۔ ایک طرف داؤد کا ڈر دوسری طرف اپنے بچّے کی تڑپ وہ عجیب مُشکل میں پھنسی تھی۔۔

"تم جاؤ رحمت باہر چوکیدار ہے۔۔ میں خود کو سنبھال لوں گی، تم جاؤ"۔۔ اُس کی ضد پر رحمت بمُشکل مانی تھی۔۔

ابھی رحمت کو گئے ہوئے دو منٹ ہی ہوئے تھے جب گولیوں کی آوازیں بہت قریب سے آئی تھی۔۔

"اللہ "۔۔ وہ اپنے دِل پر ہاتھ رکھتی زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔ گھر کے اندر اور چاروں طرف کھڑے داؤد کے بندوں نے بھی جوابی فائرنگ کی تھی۔۔ فضا میں چلتی گولیوں کی آواز سے اُس کا دم نکلنے کو تھا۔۔ وہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔۔ پورے وجود پر لرزہ طاری تھا۔۔

....

"سجاد ہمیں اُن کے سارے ٹھکانے معلوم ہیں ایک بار مجھے اُوپر سے آرڈر مل جائیں، میں اُن کی لاش کتوں کے حوالے کر دوں گا"۔۔ وہ دیوار پر اپنی ہتھیلی سے مُکا مارتا بولا۔۔

یہ دو ذاتوں کی لڑائی تھی۔۔ کھیل کھیل میں ہوئی لڑائی پر ایک کے لڑکوں نے رات کے اندھیرے میں دوسرے ذات کے ایک لڑکے کو قتل کر دیا تھا اور پولیس سے بچنے کے لیے گھر آکر اُس نے اپنی بہن پر گولی چلادی کہ یہ کاروکاری کا کیس تھا اور اُس نے غیرت کے نام پر قتل کیا ہے۔۔ اور غیرت کے نام کے قتل پر پولیس مُداخلت نہیں کرتی۔۔ لیکن یہ کیس داؤد یوسف اور اُس کی ٹیم کو دیا گیا تھا اور سب جانتے تھے کہ وہ اپنی جان پر اپنے فرض کو ترجیح دیتا تھا۔۔

اُسی دم اُس کا موبائل بجا تھا۔۔ فِدا حُسین کا نام دیکھ کر وہ جلدی سے کال پِک کر گیا تھا۔۔ فِدا حُسین اِس وقت اُس کے گھر پر تھا۔۔

"سر یہاں بہت بڑی گڑبڑ ہو گئی ہے"۔۔ وہ ایک دم سیدھا ہوا تھا۔۔ عقب سے آتی فائرنگ کی آوازیں داؤد کو ہِلا گئی تھی

"کیا ہوا ہے۔۔؟؟۔۔ فِدا فائرنگ ہو رہی ہے"۔۔ وہ کھڑا ہوا تھا۔۔ اُس کے ساتھ ہی سجاد اور باقی سب بھی کھڑے ہوئے تھے۔۔

"سر آپ کی مُلازمہ پر فائرنگ ہوئی ہے۔۔اُسے بازو پر گولی لگی ہے،وہ لوگ مُسلسل فائرنگ کر رہے ہیں سر۔۔ہمارے بندے بھی جواب دے رہے ہیں" فِدا حُسین کے بتانے پر وہ کیپ سر پر رکھتا سجاد کو چلنے کا اشارہ کر گیا تھا۔۔

"ڈیم اِٹ۔۔وہ نِکلی کیوں تھی باہر۔۔بکواس کر کے گیا تھا میں۔۔اور یہ چوکیدار کیا بھنگ پی کر سو رہا تھا"۔۔اُس کے قدموں میں تیزی آئی تھی۔۔اُسے عبیر کا خیال آیا تھا اُس کا مطلب تھا وہ لوگ عبیر کے نکلتے ہی اُس پر حملہ کرنے والے تھے۔۔

"سر اُس کا بچّہ بیمار تھا اِس لیے۔۔"

"جسٹ شٹ اپ۔۔اگر میرے گھر کو ذرا بھی نُقصان ہو فِدا حیسن میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔۔ تمہاری بیوقوفی کی وجہ سے اُس عورت کو گولی لگی ہے۔۔کہاں ہے وہ اب"۔۔وہ چِلایا تھا۔۔

"سر اُس کو ہسپتال لے گئے ہیں سر۔۔ہم الرٹ ہیں آپ۔۔"

"ایک بھی نہ بچنے پائے فِدا حُسین اُنہوں نے میرے گھر پر قاتلانہ حملہ کیا اب ایس پی داؤد کی باری ہے"۔۔وہ کال کاٹ گیا تھا۔۔

"اُن کے ٹھکانوں پر چلو ہم ریڈ کر رہے ہیں"۔۔وہ ڈرائیور سے بولا تھا۔۔

"لیکن سر۔۔"۔۔سجاد نے کچھ کہنا چاہا تھا۔۔

"ٹو ہیل ود ایوری تھنگ سجاد"۔۔وہ دھاڑا تھا۔۔

....

اچانک اُسے محسوس ہوا جیسے موبائل بج رہا تھا۔۔اُس نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی تھی۔۔موبائل اُسے

کہیں بھی نہیں دکھاتھا۔۔فائرنگ وقفے وقفے سے ہو رہی تھی۔۔جب اُس کی نظر تکیے کے پاس پڑے اپنے موبائل پر پڑی تھی جو کہ پھر بج رہاتھا۔۔وہ گھٹنوں کے بل چلتی بیڈ تک آئی تھی۔۔اسکرین پر چمکتے نمبر کو دیکھ کر وہ تڑپ کر کال اُٹھا گئی تھی۔۔

"داؤد۔۔"۔۔وہ بچّوں کی طرح رو دی تھی۔۔

"میری بات سُنو عبیر"

"نہیں آپ آجائیں۔۔یہاں فائرنگ۔۔وہ لوگ اندر آجائیں گے۔۔"۔۔وہ اُس کی سُننے کو تیار ہی نہیں تھی۔۔فائرنگ وقفے وقفے سے جاری تھی۔۔

"کیپ کوائیٹ۔۔جسٹ لِسن ٹو می عبیر"

(خاموش ہو جاؤ۔۔میری بات سُنو عبیر)

اب کے وہ غصّے سے بولا تھا۔۔

"نیچے جُھکتے ہوئے واشروم میں جاؤ۔۔کھڑی نہیں ہونا۔۔کم آن فاسٹ"۔۔اُس کی ہداہت پر وہ گھٹنوں کے بل چلتی واشروم میں بند ہوئی تھی۔۔

"آپ۔۔کب"۔۔وہ اُس کی بات کاٹ گیا تھا۔۔

"جب تک میں نہیں آتا تم نے یہیں رہنا ہے عبیر۔۔آر یو لسنگ می عبیر۔۔؟؟تم نے باہر نہیں آنا"۔۔

وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا بولا تھا۔۔

"ہاں میں نہیں۔۔نکلوں گی۔۔پر آپ۔۔"

"اپنا خیال رکھنا عبیر اللہ حافظ"۔۔اپنے آنے کی کوئی تسلی دیئے بغیر وہ فون رکھ گیا تھا۔۔وہ گھٹنوں میں

مُنہ چھپائے بے بسی سے رو دی تھی۔۔

....

میڈیا پر جیسے ہی خبر چلی اُس کا فون بجتا رہا تھا۔۔ سب سے بات ہوتی رہی تھی۔۔ وہ بس روتی جا رہی تھی۔۔ اُس کے فون کی بیٹری 7٪ رہ گئی جب یوسُف صاحب نے سب کو منع کر دیا تھا اُسے کال کرنے کو تا کہ داوٗد اُس سے رابطہ کر سکے۔۔

نجانے کتنے گھنٹے وہ واشروم میں بند رہی تھی فائرنگ اب بند ہو گئی تھی۔۔ وہ اب نڈھال سی واشروم کے فرش پر پڑی ہوئی تھی۔۔

....

اُن کے کچھ سپاہی زخمی ہوئے تھے۔۔ پر جیت اُنہی کی ہوئی تھی۔۔ نیاز الدین کا بیٹا پولیس مُقابلے میں مارا گیا تھا۔۔

اُس نے موبائل نکال کر اُس کا نمبر ملایا تھا۔۔ وہ جو نجانے کتنے گھنٹوں سے نڈھال سی واشروم کے فرش پر پڑی تھی ایک دم بجتے فون کی طرف مُتوجہ ہوئی تھی۔۔ دیکھے بغیر اُس نے موبائل کان سے لگایا تھا۔۔

"عبیر"۔۔ اسپیکر سے آتی اُس کی جان بخشتی آواز پر وہ اُٹھ کر بیٹھی تھی۔۔

"دا۔۔ داوٗد"۔۔ خُشک ہوتے حلق کے ساتھ اُس کے ہونٹوں سے بڑی مُشکل سے اُس کا نام نکلا تھا۔۔

"عبیر تم ٹھیک ہو۔۔؟؟۔۔ میں آرہا ہوں۔۔ تم پریشان نہیں ہو"۔۔ داوٗد کے لہجے میں واضح بے تابی تھی۔۔

"میں۔۔ ٹھیک۔۔ ہوں، آ۔۔ آپ آج۔۔۔"۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ جُملہ پورا کرتی گولی کی دِل چیرتی

آوازاُس کا کان پھاڑ گئی تھی۔۔

"دا۔۔وُد"۔۔ عبیر کے حلق سے چیخ بر آمد ہوئی تھی۔۔

"سر۔۔سر"۔۔ کئی آوازیں اُٹھی تھیں۔۔ ساتھ میں فائرنگ کی آوازیں اُس کا دل ڈوبا تھا۔۔

"داؤد۔۔"۔۔وہ درد سے چِلارہی ہے۔۔

"سر کو گولی لگی ہے، ناصر۔۔ ناصر گاڑی لاؤ"۔۔۔ یہ آخری الفاظ تھے جو اُس کے ذہن نے سُنے تھے

"نہیں اللہ۔۔ دا۔۔وُد"۔۔ وہ ہوش وخرد سے بیگانا ہوئی تھی۔۔

....

تھوڑی ہی دیر میں دو لیڈی کانسٹیبل نے واشروم کا لاک توڑ کر اُسے باہر نکالا تھا۔۔ بند آنکھوں سے اُس نے اُسے پُکارا تھا

"داؤد"۔۔ وہ ہوش میں آنے لگی تھی۔۔

"میم سر ٹھیک ہیں اب۔۔ آنکھیں کھولیں آپ میم"۔۔ ایک نے اُس کے ہونٹوں سے گلاس لگایا تھا۔۔

"داؤد۔۔ مجھے اُن کے پاس جانا ہے"۔۔ اُس نے ایک گھونٹ بھی پیئے بغیر گلاس ہونٹوں سے ہٹایا تھا۔۔

"میم وہ ٹھیک ہیں۔۔ گولی صرف۔۔"

"مجھے اُن کے پاس جانا ہے۔۔ سُنا تم لوگوں نے۔۔ مجھے اُن سے بات کرنی ہے۔۔ اُن کے پاس جانا ہے"۔۔ وہ چِلائی تھی۔۔

....

"سر۔۔ وہ شور کر رہی ہیں اب"۔۔ سجاد سر جُھکا کر بولا تھا۔۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

"سجاد میں اِس حالت میں اُس سے بات کروں گا"۔۔وہ جھنجھلایا تھا ڈاکٹر اُس کے بازو کی ڈریسنگ کر رہا تھا اب۔۔وہ درد سے لب بھینچے ہوئے سجاد گھور رہا تھا۔۔گولی اُسے چھو کر گزری تھی

وہ اِس وقت اپنے ہی گھر کے دوسرے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔۔

اُسی وقت ایک اور بندہ آیا تھا۔۔

"سر ایک بار بات کر لیں، اُن کی طبیعت خراب ہو جائے گی"۔۔اُس نے لب بھینچتے سجاد کا نمبر ملایا تھا۔۔

"فون لے جاؤ"۔۔وہ چِڑ کر بولا تھا۔۔سجاد اپنی مُسکراہٹ چُھپاتا باہر نکلا تھا۔۔

"داؤد۔۔"۔۔اُس کا نام پُکارتی وہ سِسکی تھی۔۔

"عبیر۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔"۔۔اُس کے رونے پر بے چین ہوتا وہ دھیمے لہجے میں بولا تھا

"مجھے آپ کو دیکھنا ہے داؤد"۔۔وہ تڑپی تھی۔۔داؤد نے گہرا سانس لے کر ڈاکٹر کو دیکھا تھا۔۔

"میں ابھی اندر آرہا ہوں دس منٹ میں تم کچھ کھا لو پلیز"۔۔اُس کے لہجے میں بے بسی تھی۔۔

"جب تک آپ نہیں آئیں گے میں کچھ نہیں کھاؤں گی"۔۔اُس کی بات پر وہ چِلائی تھی۔۔داؤد نے لب بھینچ کر کال ڈراپ کی تھی۔۔

"اب کِسی نے مجھے کچھ کہا میں نے اُس کا سر توڑ دینا ہے"۔۔وہ اپنا موبائل صوفے پر پھینکتا جِس انداز میں بولا تھا اندر آتے سجاد نے بمُشکل اپنا قہقہہ روکا تھا۔۔

....

دس منٹ بعد وہ سب کو رُخصت کرتا اندر آیا تھا۔۔بنیان اور خاکی پینٹ۔۔بکھرے بال۔۔چہرے پر تھکن اور درد کے آثار تھے۔۔بائیں بازو پر پٹی اور پٹی پر لگا خون کا نشان۔۔وہ دروازہ بند کرتا پلٹا تھا جب

وہ دوڑتی ہوئی اُس کے سینے سے لگی شدِت سے رو دی تھی۔۔ داؤد نے ایک لمحے کا توقف کیے بغیر اُسے اپنے بازو میں سمیٹا تھا۔۔

"میں بہت ڈر۔۔ گئی تھی۔۔ میں اکیلی۔۔ تھی۔۔ نجا۔۔ نجانے کیسے۔۔ کیسے خیال آ رہے تھے مجھے۔۔"۔۔ وہ روتی اور بولتی جا رہی تھی۔۔ وہ چُپ چاپ اُسے سینے سے لگائے کھڑا رہا تھا۔۔ اب کے عبیر نے سر اُٹھایا تھا۔۔ شدتِ گریہ سے سُرخ آنکھیں۔۔ خود کو کھونے کا ڈر داؤد کو اُن آنکھوں میں واضح دِکھا تھا۔۔

"ایک لم۔۔ لمحے۔۔ کو۔۔ مجھے لگ۔۔ امیں آپ کو۔۔ کھو۔۔ کھو۔۔"۔۔ جُملہ پورا کیے بغیر وہ اُس کے سینے پر پیشانی رکھتی اب کے درد سے رو دی تھی۔۔

"مجھے۔۔ پتا ہے۔۔ آ۔۔ آپ مجھے پسند نہیں۔۔ کرتے۔۔ مجھ سے مُ۔۔ مُحبت نن۔۔ نہیں کرتے۔۔ عبیر مر جائے آپ کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ لیکن آپ کو کچھ ہو جا۔۔"۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ جُملہ پورا کرتی اُس نے اپنے بازو کی پرواہ کیے بغیر اُسے اپنی مخصوص سخت گرفت میں لے کر اُسے ایک جھٹکے سے خود سے الگ کیا تھا۔۔ عبیر نے ٹھٹک کر سر اُٹھایا تھا۔۔

"جسٹ شٹ اپ عبیر!!۔۔"۔۔ وہ اپنی مخصوص شعلہ بار نگاہوں سے اُسے گھور رہا تھا۔۔

"ایک تھپڑ ماروں گا میں تمہیں، اب اگر تم نے ایک اور بار اپنی بات دہرائی ہے تو، پڑتا ہے مجھے فرق۔۔ تمہاری ہنسی، تمہارے رونے سے فرق پڑتا ہے مجھے، تمہاری جان اہم ہے میرے لیے۔۔ تم مجھ سے دور اکیلی، ہم دونوں کے درمیان موت تھی، یہ دو تین گھنٹے میرے لیے عذاب تھے عبیر"۔۔ زور سے بولتے بوتے اُس کا لہجہ دھیما اور نم ہوا تھا۔۔

اُن آنکھوں میں آج پہلی بار اپنے لیے واضح مُحبت، کھونے کا ڈر، دیکھ کر وہ خاموشی سے آنسو بہا رہی تھی۔۔

"ایک طرف فرض تھا تو دوسری طرف میری جان تھی۔۔ لیکن سچ کہوں تو دونوں طرف میری ہی جان جانے کا خطرہ تھا"۔۔ دونوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔۔

"فرض پر جان جاتی میرے لیے اعزاز ہوتا لیکن اگر یہاں میری جان کو کچھ ہوتا، داؤد جیتے جی مر جاتا"۔۔ داؤد نے زور سے اُسے خود میں بھنیچا تھا۔۔ وہ پُشت سے اُس کی بنیان اپنی مُٹھیوں میں دبوچے رودی تھی۔۔ داؤد نے نم آنکھوں سے اپنے لب اُس کے بالوں پر رکھے تھے۔۔

"تو کہا کیوں نہیں کبھی۔۔ کتنی تکلیف دی مجھے۔۔ مُنہ سے اظہار کرنے میں ٹیکس آ رہا تھا آپ کا"۔۔ وہ سر اُٹھا کر اب کے خفگی سے بولی تھی۔۔ وہ ایک دم اُس پر جُھکا تھا۔۔

"لو کر دیا مُنہ سے اظہار"۔۔ وہ نرمی سے اُس کے لبوں کو چھوتا بولا۔۔ ایک پل کو حیران ہوتے عبیر نے اُس کے سینے میں سر چُھپایا تھا۔۔ داؤد کا قہقہہ جاندار تھا۔۔

....

وہ نہا کر آیا تھا۔۔ بنیان اور ٹراؤذر میں آرام دہ حالت میں بیڈ پر نیم دراز گھر والوں سے باتیں کر رہا تھا دونوں کھانا کھا چکے تھے۔۔

"ماں میری پیاری ماں، میں اپنی کار خود ڈرائیو کرتا ہوں آپ کو پتا تو ہے۔۔ بس دو تین دن آپ کا بیٹا آپ کے پاس ہو گا ان شاءاللہ۔۔ اور آپ کی بہو ہے ناں میرا خیال رکھنے کے لیے"۔۔ داؤد نے نعیمہ کو ہزار تسلیاں دیتے ہوئے کال بند کر کے موبائل سائیڈ پر رکھا تھا پھر آنکھوں پر بازو رکھے وہ آنکھیں بند کیے

آج کے پورے دن کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔

بِلاشبہ آج کا دن بہت مُشکل تھا، پر اللہ کا کرم ہوا تھا اُن پر۔۔

تبھی واشروم کا دروازہ کھلا تھا، داؤد کی نظریں بے ساختہ اُٹھی تھیں۔۔وہ گیلے بال تولیے میں لپیٹے بر آمد ہوئی تھی۔۔لائیٹ پنک لان کی شرٹ وائیٹ شلوار، ڈوپٹے سے بے نیاز وجود، داؤد کی گہری نظروں نے عبیر کا دل دھڑکا یا تھا۔۔اُس نے رُخ موڑ کر اپنے بالوں سے تولیہ نکال کر بال خشک کرنے چاہے تھے جب اُس کی نظریں داؤد پر اُٹھی تھیں۔۔

بیڈ پر لیٹے اُس نے اپنا دایاں بازو پھیلایا تھا۔۔داؤد کی آنکھوں میں واضح پیغام تھا کہ وہ اِس وقت اُسے اپنے پاس چاہتا تھا، عبیر کے قدم من من کے ہوئے تھے۔۔داؤد نے بغور اُس کے سُرخ چہرے کو دیکھا تھا، ایک دلکش مُسکان نے اُس کے ہونٹوں کو چُھوا تھا۔۔عبیر نے جھجکتے ہوئے اپنا سر اُس کے بازو پر رکھا تھا۔۔

"تمہارے عشق کی عادت سی ہو گئی ہے مجھے عبیر، کب تم سے بے رُخی برتتے برتتے میں تمہاری چاہت کا اسیر ہو گا پتا بھی نہیں چلا"۔۔وہ اُس کے اُلجھے گیلے بالوں میں اپنی اُنگلیاں پھنساتا اُس کے کان میں سرگوشی کر رہا تھا، وہ آنکھیں موندے اُسے محسوس کر رہی تھی۔۔

"مرد ہوں ناں۔۔اپنی جھوٹی انا میں تمہارا دل دُکھاتا رہا۔۔تمہاری آنکھوں میں اپنے لیے مُحبت مجھے دیوانہ کر دیتی۔۔میں ہارنے لگا تھا۔۔لیکن پھر تمہارے لہجے، تمہاری نظروں نے مجھے باور کروایا کہ تمہیں میری ہار کا پتا چل گیا ہے، تمہاری نظریں چاہتی کہ میں اپنی ہار تسلیم کروں"۔۔عبیر نے سر اُٹھا کر اُس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔

"لیکن مجھ سے غلطی ہوئی۔۔ میں نے تمہاری مُحبت کو بھی ایس پی داؤد سے جانا۔۔ ایس پی داؤد جِسے ہمیشہ یہ بتا گیا تھا کہ اُسے موت تو قبول کرنی ہے پر ہارنا نہیں ہے"۔۔ وہ رُکا تھا پھر ہنس دیا تھا۔۔ عبیر نے حیرت سے اُس کی ہنسی دیکھی تھی۔۔

"تمہیں پتا ہے عبیر۔۔ یہ اسپیشل فورسز والے لوگوں کے سینے میں دو دل ہوتے ہیں۔۔ ایک وطن کے دُشمنوں کے لیے جو بلکل سخت، پتھر، نڈر، طاقت ور ہوتا ہے تو دوسرا اپنی فیملی کے لیے۔۔ نرم۔۔ ماں باپ بیوی بچّوں کی جُدائی میں رونے والا۔۔ تمہارے معاملے میں مجھ سے غلطی ہوئی۔۔ تمہارے معاملے میں مجھے اپنی ہار تسلیم کرنی تھی اور میں اپنا پولیس والا دِل تمہارے نازک سے دل کے مُقابلے میں لے آیا"۔۔ آج اُس کی آنکھوں میں عبیر کو ہار دکھائی دی تھی۔۔ اُس کی مُحبت کی ہار۔۔

"میرا دل کہتا تھا آپ کو مجھ سے مُحبت ہے، مجھے کوئی دیکھ لیتا آپ کو غصّہ آتا۔۔ میں کسی سے بات کر لیتی یا کوئی میرے قریب کھڑا ہوتا آپ کی آنکھیں فوراً مجھے بتا دیتی تھیں کہ عبیر پر کسی اور کی نظر بھی پڑے داؤد کو یہ برداشت نہیں۔۔ آپ کے معاملے میں میرے دل نے مجھے بہت ذلیل کروایا"۔۔ آخر میں اُس کا لہجہ نم ہوا تھا۔۔

"تو تمہارے دِل نے بھی تو داؤد کو وہاں جا کر مارا جہاں اُسے سب سے زیادہ تکلیف ہوتی"۔۔ وہ اب اُس کی آنکھوں میں دیکھتا کچھ جتاتی ہوئی نظروں سے مُسکرایا تھا۔۔

"دل نے نہیں، عبیر عادِل کے دِل نے تو بہت ماتم کیا تھا اِس فیصلے کے بعد"۔۔ اُس کی آنکھیں برسی تھیں۔۔ داؤد کے دل کو تکلیف ہوئی تھی۔۔

"تمہارا دل اپنے فیصلے پر حق بجانب تھا عبیر۔۔ قصور میرا تھا تو سزا بھی مجھے ہی ملنی تھی ناں۔۔ خود کو سمجھایا

تھا کہ تمہارے اِس فیصلے کا احترام کرتے ہوئے یہاں سے جارہا ہوں پر ہمیشہ کی طرح داؤد یوسُف کے دل نے اپنی ہار تسلیم نہیں کرنی چاہی تھی، تمہیں کسی اور کا ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔"۔۔وہ چُپ ہوا تھا۔۔

"اُس کے باوجود میں تمہارے نکاح میں آرہا تھا، ہمیشہ کی طرح تمہیں یہ بتانے کے لیے کی مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا تا تم جس کے نکاح میں جاؤ۔۔ پر میں غلط تھا۔۔اُسے تمہارے مُقابل دیکھ کر میں خود کو روک ہی نہیں پایا تھا"۔۔اب کے وہ ہنسا تھا۔۔

"اُس کے باوجود مجھ سے اتنا بُرا سلوک کیا تھا، شادی کی پہلی رات۔۔"۔۔وہ شکوہ کر گئی تھی۔۔

"تم نے مجھے ایک بار نہیں دوبار ریجکٹ کیا تھا۔۔ تھوڑا سا غصّہ تھا۔۔بس"۔۔وہ اپنی مخصوص بے پروائی سے بولا تھا۔۔ عبیر کی آنکھیں کُھلی تھیں۔۔

"تھوڑا سا۔۔ یہ تھوڑا سا غصّہ تھا۔۔ آپ نے مجھے دیکھا بھی نہیں تھا"۔۔وہ دور ہٹی اُٹھ بیٹھی تھی۔۔

"ایسا تو نہیں کہو۔۔پتا نہیں کیسے برداشت کیا تھا میں نے"۔۔اُس کی بات پر عبیر کا دل انوکھی لے پر دھڑکا تھا۔۔

"میں چاہتا تو اُسی وقت تم سے بدلہ لے سکتا تھا۔۔ لیکن مجھے پتا تھا تم ٹوٹ جاتی عبیر۔۔ایک مرد کی سب سے بڑی کم ظرفی عورت کے وجود پر زبردستی برتری ظاہر کرنا ہے، تم سے کبھی کہا نہیں تھا پر تم میرے دل میں بستی تھیں۔۔اُس وقت بھی تمہارے آنسو مجھے تکلیف دے گئے تھے۔۔اور رہی بات بعد میں بھی کبھی پاس نہیں آیا تو میں اِس طرح اپنی نظروں میں گرنا نہیں چاہتا تھا بظاہر نفرت کا پرچم بُلند کیے میں تم سے اپنی نفس کی خواہش پوری کرتا"۔۔اُسی وقت داؤد کا موبائل بجا تھا۔۔داؤد نے اُٹھ کر بیٹھتے ہوئے

موبائل ہاتھ میں لیتے بیل سائیلینٹ کی تھی۔۔

"اور آج یہ بات تسلیم کرتا ہوں دِل سے مانتا ہوں جب جب تمہارے پاس آیا بے خودی میں آیا۔۔جب جب تمہیں چھوا تو تمہاری مُحبت سے ہار کر"۔۔وہ مُسکرا کر کہتا کال پِک کر گیا تھا۔۔وہ سُرخ ہوئی تھی۔۔ داؤد کی مُسکان گہری ہوئی تھی۔۔

"جی سر"۔۔وہ بات کرنے میں مصروف ہوا تھا اور وہ اُس کا چہرہ دیکھنے میں۔۔بات کرتے کرتے وہ اُٹھ کر کھڑکی میں جا کھڑا ہوا تھا۔۔رات کے سوا بارہ بج رہے تھے۔۔

اُس نے مُڑ کر دیکھا وہ اپنے بال سُلجھا رہی تھی۔۔ڈوپٹہ اب تمیز سے گلے میں تھا وہ مُسکرایا تھا۔۔۔دس منٹ بعد بات کر کے وہ پلٹا تو اُسے اپنی سائیڈ پر لیٹا ہوا پایا آنکھیں بند تھیں۔۔بیچ میں رکھی دیوار (تکیے) کو دیکھتے ہوئے وہ کُھل کر مُسکراتا ہوا اپنی سائیڈ پر آ کر لیٹا تھا۔۔عبیر کے دِل کی دھڑکن تیز سے تیز تر ہو رہی تھی۔۔

"کیا کہا تھا تم سے۔۔"۔۔اُسے اپنے بہت قریب سرگوشی سُنائی دی تھی۔۔اپنی سختی سے میچی ہوئی آنکھیں اُس نے جھجکتے ہوئے کھولی تھیں۔دو پُرشوق آنکھیں اُس کے بہت قریب بے تابی سے اُس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں

"جِس دن میں نے تمہاری یہ کمزور سی دیوار گرائی اُس دن اپنی خیر منانا مسز داؤد"۔۔وہ تکیہ اُٹھا کر اپنے سر کے نیچے رکھ چُکا تھا۔۔

"لیک۔۔۔لیکن آ۔۔آپ کی طبیعت۔۔۔"۔۔وہ ہکلائی تھی۔۔

"تم پاس رہو گی تو ٹھیک رہے گی ناں"۔۔داؤد نے نرمی سے اُسے اپنی طرف کھینچا تھا۔۔

....

"ایمی کیا موسم ہے یہاں کا دیکھو"۔۔وہ ویڈیو کال پر ایمن کو مری کا موسم دِکھا رہی تھی۔۔

"رومینٹک کھوناں"۔۔ایمن نے اُس کے چمکتے ہوئے روپ کو دیکھتے ہوئے ایک آنکھ دبا کر اُسے چھیڑا تھا۔۔

"وہ تو ہے"۔۔وہ اُسی کے انداز میں ہنستے ہوئے بولی تھی۔۔

"اوہ ہو!۔۔اچھا یہ بتاؤ مری کا موسم زیادہ رومینٹک ہے یا بھائی کے دل کا موسم۔۔۔؟؟"۔۔ایمن کے سوال پر اُس کی نگاہیں بے ارادہ سامنے اُٹھیں تھیں۔۔جہاں وہ بے باک نظروں سے اُسے دیکھتا ایمن کی باتوں سے محظوظ ہو رہا تھا پھر بڑے آرام سے اپنے دل پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔اُس کی دلفریب حرکت پر عبیر کی نگاہیں جُھکی تھیں۔۔

"ایمن میں تم سے بعد میں بات کروں گی"۔۔اب کے وہ نروس ہوئی تھی۔۔داؤد کی مُسکان گہری ہوئی تھی۔۔

"ارے رُکو بھاگ کہاں رہی ہو، تمہیں یاد ہے ناں میری بات۔۔؟؟"۔۔ایمن نے آنکھیں گول گول گُھمائی تھیں۔۔

"کون سی بات۔۔؟؟"۔۔دونوں ہی بھائی بہن اُسے کنفیوژ کیے دے رہے تھے۔۔بہن اپنی باتوں سے تو، بھائی اپنی نظروں سے۔۔

"مجھے ٹوئینز چاہیئے۔۔ایک کی خالہ۔۔ایک کی پھپھو"۔۔ایمن مزے سے بولی تھی۔۔سامنے ہی وہ انگلیوں سے دو کا اشارہ کرتا اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر اثبات میں سر ہلا گیا تھا جیسے کہہ رہا ہو

"مجھے بھی"۔۔

اُن دونوں بہن بھائیوں نے ایک ساتھ اُسے بلش کرنے پر مجبور کیا تھا۔۔

"اور کوئی کام نہیں ہے تمہیں"۔۔وہ اپنی ساری جھینپ ایمن پر اُتارتی فون کاٹ گئی تھی۔۔ پھر اُس کی نظروں کی تاب نہ لا کر وہ آگے بڑھی تھی جب اُسے بے اختیار رُک جانا پڑا تھا۔۔وہ پیچھے سے اُسے اپنے حصار میں لے گیا تھا۔۔

"مجھے تو واقعی کوئی اور کام نہیں ہے"۔۔وہ اُس کے کان میں گُنگنایا تھا۔۔

"شرم کریں سڑک ہے یہ آپ کا گھر نہیں"۔۔وہ اُس کا حصار توڑتی حیا آمیز لہجے میں کہتی آگے بھاگی تھی۔۔

"سڑک میری نہیں تو کیا ہوا بیوی تو میری ہے ناں"۔۔وہ کہتا ہوا اُس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔

❣ □ ❣ □ ❣ □

مرد کی مار سے زیادہ سخت اُس کی انا اور جھوٹی مردانگی ہے جو عورت کو اندر سے مار دیتی ہے۔۔

عورت کو مرد کی دل کے پاس والی پسلی سے بنا کر رب نے مرد سے کہا، تمہیں جنم دے کر عورت یہ ثابت کر دیتی ہے کہ وہ تم سے زیادہ طاقتور ہے، تم سے زیادہ تکلیف برداشت کر سکتی ہے پر تمہاری ذرا سے سختی اِسے توڑ بیٹھے گی۔۔ خیال کرنا۔۔

✼ ✼

❤ □ ❤ □ ختم شُد ❤ □ ❤ □